

# جگر خراش

تلخیص و ترجمہ - اثر نعمانی

جیسس پیدلے جیسس کے تحریر خیز قلم کی روانی اور اثر نعمانی کی نکتہ رس تحریر کی جولانی کا ایک خوبصورت سنگم جسے قارئین پورے انہماک سے پڑھتے ہیں۔ سطر سطر تجسس اور فتنہ انگیز حشر سامانیوں سے بٹی ہوئی ایک انوکھی کہانی جس میں بے خوف حریف سازشوں کے جال سنبھالے ایک دوسرے کو بے بس و لاچار کرنے کی گھات میں لگے ہوئے ہیں، ضرب و پاں لگاتے ہیں جہاں مضروب کو آدو فغان تک کی مہلت نہیں ملتی۔ بوش ربا حسن اور معصوم صورتوں کا استعمال ان کے بہترین ہتھیار تھے۔ روایتی اور غیر روایتی ہتھیاروں سے لیس دو حریف جب یوں صف آرا ہوتے ہیں تو ان میں سے سچ ایک ہی ہوتا ہے، دوسرا کندہ جہنم... کبھی کبھی جھوٹ بھی طاقت اور بربریت کے سامنے سچائی پر غالب آجاتا ہے... لیکن یہ فتح عارضی ہوتی ہے...

**مختصر داستان**

میں کوئی خبر پریس تک نہیں پہنچ سکتی اور کسی طرح پہنچ بھی جائے تو فوراً پکڑا جاسکا ہے کہ یہ کسی کی حرکت ہے۔ گزشتہ اٹھارہ ماہ سے انجمنی میں کام کرنے کے بعد مجھے اپنے گروپ کا انچارج بنادیا گیا۔ ایک سابقہ ڈپٹی شرف ملی اینڈرسن میرا معاون تھا۔ آئس میں اس کے لیے ایک الگ میز مخصوص تھی۔ اس کا قد اگرچہ چھوٹا مگر وہ بہت طاقتور تھا۔ جب وہ ڈپٹی شرف تھا تو اس نے ایک کیس حل کرنے میں میری بہت مدد کی۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ انجمنی میں کام کرے۔ چنانچہ میں نے کرل سے اس کی سفارش کی اور اسے بھی ملازمت مل گئی۔ ملی اینڈرسن کئی اعتبار سے میرے لیے بڑا کارآمد تھا۔ اسے کبھی یہ پروا نہیں ہوتی تھی کہ وہ کن اوقات میں اور کتنے گھنٹوں سے کام کر رہا ہے اور ہمارے کام میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ پھر وہ معلومات حاصل کرنے میں بھی بہت تیز تھا جس سے مجھے بہت مدد ملتی تھی۔ جب وہ فرصت میں ہوتا تو شہر میں گھومنا پھرتا۔ چنانچہ اسے شہر کے ہر حصے اور ہر طبقے کے بارے میں اچھی خاصی معلومات تھیں۔ بہت قد ہونے کے باوجود اس کے گھونے میں بڑی طاقت

میرا نام ڈرک ویلیس ہے۔ غیر شادی شدہ ہوں... عمر چالیس سال کے قریب ہے۔ طویل قد و قامت، چہرہ اور خدو خال ایسے ہیں جسے دیکھ کر بچے بھی نہ ڈریں۔ اعلیٰ ڈیپٹی انجمنی میں کام کرتا ہوں۔ انجمنی کا دفتر ٹرون بلڈنگ کے ٹاپ فلور پر واقع ہے۔ پتا ہے پیراڈاکٹر ایویو۔ پیراڈاکٹر سٹی فلور پر۔ ریاست ہائے متحدہ امریکا کے مشرقی ساحل پر اس سے زیادہ بہتر اور گراں قیمت انجمنی کوئی اور نہیں ہے۔ اس کی بنیاد کرل وکٹر پارل نے رکھی تھی جو کہ جنگ ویت نام کا ایک ہیرو تھا۔ ہماری انجمنی طلاق، والدین کی مشکلات، بلیک میلنگ، استحصال، بائپر، فراڈ، دھوکا دہی وغیرہ کے کیس حل کرنے میں خصوصی شہرت رکھتی ہے۔ عام طور پر کرل کے علاوہ ہر قسم کا کیس لے لیا کرتی تھی۔ یہ بیس ماہر جن میں زیادہ تر سابقہ فوجی یا پولیس والے ہیں، دودھ کے جڑوں کی صورت میں کام کرتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس اس کا اپنا آئس ہے۔ کسی ہنگامی صورت حال کے علاوہ کوئی سطر خراش نہیں جانتا تھا کہ دوسرے سطر خراش کس کیس پر کام کر رہے ہیں۔ اس سسٹم کا ناکام یہ تھا کہ کسی بھی کیس کے بارے

موجودگی میں گھنٹا اچانچ تھی۔ میں دستک دے کر اندر داخل ہوا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ایک کیس آگیا ہے۔“ اس نے بتایا۔ ”مسز ہنری تھورسن نے فون کیا تھا۔ اس نے ایک ماہر کو بارہ بجے اپنے گھر بلایا ہے۔ وہ اسی وقت بتائے گی کہ ہم سے کیا چاہتی ہے۔ اس نے ایک ذہین اور شریف ماہر سمجھنے کو کہا ہے۔“

”چنانچہ ہمیں فوراً میرا خیال آگیا؟“ میں نے جلدی سے کہا۔

”مجھے تمہارا خیال اس لیے آیا کہ تمہارے علاوہ باقی سب مصروف ہیں۔“ گھنٹا نے ترشی سے جواب دیا۔ ”کیا ہنری تھورسن کا کام تمہارے نزدیک کوئی متنی رکھتا ہے؟“

”کچھ کہہ نہیں سکتا۔“ میں نے کندھے اچکائے۔ ”کیا وہ کوئی اہمیت رکھتا ہے؟“

”اس کا انتقال ہو چکا ہے۔“ گھنٹا نے ایک گہری سانس لی۔ ”مسز تھورسن کو یہ ہونے ایک سال ہونے کو آیا۔ وہ بہت زیادہ دولت مند اور بے حد باسوخت ہے۔ اس کے ساتھ بڑی نرمی اور ہوشیاری سے پیش آتا۔ میں انہیں صرف اتنا جانتی ہوں کہ وہ ایک مشکل عورت ہے۔ جاؤ، معلوم کرو کہ وہ کیا چاہتی ہے۔ یہ اس کا جاتا ہے۔“ گھنٹا نے ایک کاغذ میری طرف بڑھادیا۔ ”ٹھیک بارہ بجے پہنچ جانا۔ ہم اس سے بھاری فیس وصول کر سکتے ہیں اس لیے اس کی مرضی کے خلاف کچھ مت کرنا۔“

”گو یا میں اس سے ملنے جاؤں، اس کی باتیں سنوں اور ہر بات پر جی۔۔۔ جی کہتا جاؤں۔“

”یہی بات ہے اور پھر واپس آ کر مجھے رپورٹ دو۔“

میں اپنے دفتر میں واپس آیا۔ اینڈرسن کو بتایا کہ ہمیں ایک کیس مل گیا ہے۔

”مسز تھورسن کو ایک سال فرسٹ درگر ہے۔“ میں نے کہا۔

”تم اخبار ہیرالڈ کے ریکارڈر روم جاؤ اور تھورسن کے بارے میں جو معلومات بھی حاصل کر سکتے ہو، کرو۔ میں بارہ بجے اس بوڈی چھٹی سے ملنے جا رہا ہوں۔ ہم چار بجے یہاں آؤں میں ملیں گے۔“

اینڈرسن جلدی سے کھڑا ہو گیا۔ اس قسم کا کام اسے بہت پسند تھا۔ چار بجے تک واپس آنے کا وعدہ کر کے وہ چلا گیا۔ میں مسز تھورسن کی قیام گاہ پہنچا تو بارہ بجنے میں تین منٹ باقی تھے۔ دو ایکڑ زمین پر ایک بہت ہی شان دار عمارت ایستادہ تھی۔ اتنی بڑی کہ اس میں کم سے کم پندرہ بیڈروم رکھنی رہائشی کمرے ضرور ہوں گے۔ میں نے سیزھیاں پڑھ کر

تھی۔ اس کا بیچ خیر کبھی ناک آؤٹ کر سکتا تھا۔

جولائی کی اس صبح ہم اپنے آؤٹ میں بیٹھنے کیس کے منتظر تھے۔ باہر بارش ہو رہی تھی۔ اس موسم میں صرف مقامی باشندے ہی شہر میں موجود ہوتے تھے، سیاحوں کی آمد ستمبر سے شروع ہو جاتی تھی۔ اینڈرسن چینگم چپاتے ہوئے اپنے گھر ایک خط لکھ رہا تھا اور میں میز پر بیڑھے کھائے سوزی کے خیالات میں غرق تھا۔ چھ ماہ قبل اس سے میری ملاقات ہوئی تھی اور ہم دونوں پہلی نظر میں ہی ایک دوسرے کو پسند کرنے لگے تھے۔ سوزی۔۔۔ جس کا پورا نام سوزی لاگ تھا، بلی ویو ہوٹل میں استقبالیہ کاؤنٹر پر کام کرتی تھی۔ میں ایک ٹیک میلر کے بارے میں جو کہ ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا، معلومات حاصل کرنے گیا تھا۔ سوزی کی مدد سے میں اس کے خلاف اتنے ثبوت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا کہ اسے گرفتار کرنا سکوں۔ مقدمہ چلا تو اسے پانچ برس کی سزا ہو گئی۔ سوزی کے ہال لیے، بھورے اور ریشمی تھے۔ آنکھیں بڑی اور سلینڈر رنگ کی تھیں۔ ہونٹوں پر ایک شوٹ و شریر مسکراہٹ ناچتی رہتی تھی۔ جسمانی ضد و خال میں بھی نمایاں دلکشی تھی۔ بناوٹ میں ہر وہ چیز موجود تھی جو مجھے پسند تھی۔ رفتہ رفتہ ہماری پسندیدگی بڑھتی گئی اور اب ہم پابندی کے ساتھ ہر بدھ کی شام ایک دوسرے کے ساتھ گزارتے تھے بلکہ رات بھی۔ یہ معمول تین ماہ جاری رہا تو ہم نے محسوس کیا کہ ہم واقعی ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے ہیں۔ مجھے عورتوں کے حوالے سے خاصا تجربہ تھا مگر اب سوزی کسی بھی عورت سے زیادہ عزیز تھی۔ میں نے شادی کی تجویز پیش کی تو اس نے اپنی شریر مسکراہٹ کے ساتھ فی فی سر ہلایا۔ ”ابھی نہیں ڈرک! ویسے یہ تجویز مجھے پسند ہے لیکن میرے پاس ایک اچھی ملازمت ہے۔ تم سے شادی کروں گی تو اسے چھوڑنا پڑے گا۔ تمہارے اور میرے کام کے اوقات ساتھ نہیں چل سکیں گے۔ چنانچہ ابھی انتظار کرو۔ ہم بعد میں غور کریں گے۔“

اور مجھے اس وعدے پر اکتفا کرنا پڑا۔ آج چونکہ بدھ تھا اس لیے میں سوزی سے ملنے کے خوش آئند تصور میں کھویا ہوا تھا۔ اچانک میرا اثر کام بجنے لگا۔ میں نے سوچ دیا۔

”میرے آؤٹ میں آؤ۔“ میں نے گھنٹا کی کیری کی سخت آواز پہچان لی۔

گھنٹا، کرٹل کی سیکرٹری اور دایاں ہاتھ تھی۔ طویل قامت، خوش شکل اور خطرناک حد تک ذہین اور مستعد۔ جب وہ بلاتی تو جانا پڑتا تھا۔ میں طویل کور بیڈروم طے کر کے اس کے آؤٹ میں پہنچا۔ کرٹل واقفانہ لگا ہوا تھا۔ اس کی عدم

صدر دروازے کی گھنٹی بجائی۔ پانچ منٹ انتظار کے بعد دروازہ کھلا۔ میرے سامنے ایک طویل قامت ٹیکر و سفید کوٹ، سیاہ پورا سیاہ پتلون پہنے کھڑا تھا۔ اس کی عمر ستر سال ضرور ہوگی۔ سفید بال گرنا شروع ہو گئے تھے۔ اس کی سرخ آنکھیں اور ہلکی ہوئی حرکات یہ بتانے کے لیے کافی تھیں کہ وہ کثرت سے شراب نوشی کا عادی ہے۔ اپنے تیس سالہ تجربے کی وجہ سے میرے لیے ایسی علامات پہچان لینا کچھ مشکل نہ تھا۔

”میرا نام ڈرک ویلیس ہے۔ ایک ڈیٹیکٹیو ایجنسی سے آیا ہوں۔“ میں نے بتایا۔ ”مستزقورسن میری آمد کی متوقع ہیں۔“

وہ مجھے اندر لے گیا۔ ایک بڑی لابی سے گزرتے ہوئے ہم ایک کمرے تک پہنچے۔ اس نے دروازہ کھولا۔ ”مادام جلد ہی ملے آئیں گی۔“ اس نے اندر جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

یہ ایک بہت وسیع کمراتھا، ناب چیزوں سے سجا ہوا۔ قیمتی تصویریں، پرانا فریجر، میں کھڑکی کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ شرابی بٹلر مستزقورسن کو یہ بتانے میں کہ میں آگیا ہوں، کتنا وقت لے گا۔ بیکیں منٹ گزر گئے۔ میں قیمتی تصاویر اور پرانے فریجر کو دیکھتے دیکھتے عاجز آ گیا۔ تب دروازہ کھلا اور مستزقورسن اندر داخل ہوئی۔ میں ایک موٹی بوڑھی عورت کو دیکھنے کی توقع کر رہا تھا مگر مستزقورسن تصویرن سرو قامت، چھریرے جسم کی مالک ایک خوب صورت عورت تھی۔ اس نے تیز نظروں سے میرا جائزہ لیتے ہوئے دروازہ بند کر دیا۔ اس کا سخت چہرہ کسی بھی مسکراہٹ سے عاری تھا۔ وہ اس طرح مجھے گھور رہی تھی کہ مجھے شبہ ہوا کہ میری پتلون کے ٹخن کھلے تو نہیں رہ گئے ہیں۔

”مستر ویلیس؟“ اس نے مرد آواز میں پوچھا۔

”درست ہے۔“ میں نے جواب دیا۔

”بٹھ جاؤ۔“ اس نے ایک کرسی کی جانب اشارہ کیا۔ کمرے کا ماحول اتنا ہی دوستانہ تھا جیسے کسی مردہ گھر کا ہو سکتا ہے۔

گھنٹا انے مجھے خبردار کر دیا تھا کہ اس عورت کے ساتھ میرا رویہ نرم رہنا چاہیے۔ چنانچہ میں خاموشی سے ایک بے آرام کرسی پر بیٹھ گیا مگر اس نے بیٹھنے کی زحمت نہیں کی۔ وہ کمرے میں ادھر ادھر گھومنے لگی۔ میں اس کے بولنے کا انتظار کرتا رہا۔ ایک آپریٹر کی حیثیت سے میں انتظار کرنے میں ماہر تھا۔ آخر وہ میری طرف گھوم کر بولی۔

”مجھے بتایا گیا ہے کہ تمہاری ایجنسی اس علاقے میں سب سے بہترین ہے۔“

”ایسا نہ ہوتا تو میں اس کے لیے کام نہ کر رہا ہوتا سبز قہورسن۔“ میں نے جواب دیا۔

”تب میرے خیال سے... مسٹر ویلیس! تم اپنے آپ کو بہت اچھا ماہر سمجھتے ہو۔“ اس کے لیے مجھ میں طنز تھا۔ ”میں سمجھتا نہیں... بلکہ ہوں۔“ میں نے اسی جیسے لہجے میں جواب دیا۔

وہ میرے قریب آئی۔ کچھ دیر تک مجھے گھورتی رہی پھر ایک ترحی کر سی پر بیٹھئی۔

”میرے پاس یہ تینین کرنے کی معقول وجہ ہے کہ میری بیٹی کو بلیک میل کیا جا رہا ہے۔“ اس نے کہا۔ ”اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ ایسے معاملات حل کرنے میں بہت ہوشیار ہو۔“

”ہم سے بہتر کوئی اور نہیں ہے۔“ میں نے سپاٹ چہرے سے کہا۔

”میں چاہتی ہوں، تم معلوم کرو کہ میری بیٹی کیوں بلیک میل کیا جا رہا ہے اور وہ بلیک میل کون ہے؟“

”آپ کے تعاون سے یہ معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں ہو گا۔“ میں نے کہا۔ ”کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ وہ کیا وجوہات ہیں جن کے باعث آپ کو یہ خیال ہوا کہ آپ کی بیٹی کو بلیک میل کیا جا رہا ہے؟“

”میری بیٹی ہر ماہ اپنے اکاؤنٹ سے دس ہزار ڈالر نکال رہی ہے اور یہ حرکت وہ گزشتہ دس ماہ سے برابر کر رہی ہے۔ مسٹر آکلینڈ بہت فکرمند ہیں۔ اتنے زیادہ کمانہوں نے مجھے بتانا ضروری سمجھا۔“

”یہ مسٹر آکلینڈ کون ہیں؟“

”وہ ہمارے خاندانی بینکار ہیں۔ دی پسنینک اینڈ فینشل بینک کے جنرل منیجر۔ وہ اور میرے مرحوم شوہر گھر سے دوست تھے۔“

”کیا آپ کی بیٹی کی اپنی آمدنی اور اپنا اکاؤنٹ ہے؟“

”بد قسمتی سے ایسا ہی ہے۔ میرے مرحوم شوہر انجیلا سے... یہ ہماری بیٹی کا نام ہے، بہت محبت کرتے تھے۔ وہ ایک بہت بڑی رقم ٹرسٹ کی صورت میں اس کے لیے چھوڑ گئے ہیں۔ ٹرسٹ سے ماہانہ پندرہ ہزار ڈالر آمدنی ہوتی ہے جو کہ اس جیسی لڑکی کے لیے ضرورت سے بہت زیادہ ہے۔“

”اس کی عمر کتنی ہے؟“

مطابق نہیں ہے۔ بد قسمتی سے بد صورت بھی ہے۔ گھٹنگو کرنے کے فن سے بالکل ناواقف۔“

”کیا اس کے کچھ اپنے دوست ہیں؟“  
”مجھے کچھ اندازہ نہیں۔ وہ اپنی زندگی بسر کرتی ہے اور میں اپنی۔“ مسرتھورسن نے جواب دیا۔

”ممکن ہے اس کا کوئی خاص دوست یا بوائے فرینڈ ہو۔“ میں نے پوچھا۔

”اس کی توقع نہیں۔“ مسرتھورسن نے بیزاری سے کہا۔ ”میں نہیں سمجھتی کہ کوئی شریف باذوق لڑکا انجیلا میں دلچسپی لے سکتا ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا، وہ بد صورت ہے۔“

”مگر وہ دولت مند ہے۔“ میں نے جواب دیا۔  
”بہت سے مرد ایک بد صورت عورت میں دلچسپی لے سکتے ہیں بشرطیکہ عورت امیر ہو۔“

”مجھے اور مسرتھورسن کو اس کا خیال آیا تھا۔ یہ مظلوم کرنا تمہارا کام ہے۔“

”میں ضرور مظلوم کروں گا لیکن میں آپ کی بیٹی کے بارے میں مزید معلومات چاہتا ہوں۔ کیا آپ کو کچھ اندازہ ہے کہ وہ اپنا وقت کیسے گزارتی ہے؟ کیا وہ تیرا کی کرتی ہے؟ نہیں کھلتی ہے یا ڈانس کرنے جاتی ہے؟“

”میں نہیں جانتی۔“ مسرتھورسن نے شانے اچکائے۔  
”جیسا کہ میں نے بتایا، ہماری ملاقات بہت کم ہوتی ہے۔“

میرے دل میں اس عورت کے لیے پائندہ دلچسپی کا جذبہ ابھرا۔ ایک ماں کی حیثیت سے آسکر ایوارڈ کے لیے اس کا نام بھی زیر غور نہیں آ سکتا تھا۔

”کیا آپ کی وہی ایک اولاد ہے؟“ میں نے پوچھا۔  
”مسرتھورسن چونک پڑی۔ آنکھوں میں غصہ ظاہر ہوا۔“

”میرا ایک بیٹا بھی تھا مگر اسے زیر بحث لانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بارے میں یہی بتانا کافی ہے کہ کچھ عرصے پہلے وہ گھر چھوڑ کر چلا گیا اور مجھے خوشی ہے کہ جب سے میں نے نہ اسے دیکھا ہے اور نہ اس کے بارے میں کچھ سنا ہے۔ انجیلا کے موجودہ مسئلے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔“  
”اگر میں مسرتھورسن سے ملنا چاہوں تو آپ کو کوئی اعتراض ہوگا؟“

”بالکل نہیں۔ مسرتھورسن کو میرا مکمل اعتماد حاصل ہے۔۔۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے ہی مجھے تم لوگوں کی مدد حاصل کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ جب چاہو، ان سے ملاقات کر سکتے ہو۔“

”اور آپ کی بیٹی؟ میں اسے بھی دیکھنا چاہوں گا۔“

”چوس سال۔“

”میں چوس سال کی ایک لڑکی کے لیے پندرہ ہزار ڈالرز ماہانہ کی آمدنی یا دس ہزار ڈالرز کا خرچ غیر معمولی خیال نہیں کرتا۔“

”یہ یقیناً غیر معمولی ہے۔“ مسرتھورسن نے تیزی سے کہا۔ ”انجیلا ایک نارمل لڑکی نہیں ہے۔ بد قسمتی سے وہ میرلس بے بی تھی۔ تم میرا مطلب سمجھ رہے ہو؟“

”ضرور، ایسا ہوتا ہے۔ ماں اگر دورانِ حمل پیچک کی بیماری میں مبتلا ہو تو اس کے اثرات بچے پر بھی پڑتے ہیں۔“

”یہی بات ہے۔ چنانچہ انجیلا عمومی طور پر ست ذہن اور کم عقل لڑکی ہے۔ ہم نے اس کے لیے پیچر دکھا پھر بھی وہ یہ مشکل تھوڑا بہت پڑ لکھ سکی۔ تیس سال کی عمر کے بعد اس میں تھوڑی بہت عقل آئی۔ پھر میرے شوہر نے اس کے لیے یہ

واہیات فرسٹ بنا دیا۔ ان کی موت کے دو ماہ تک انجیلا نے ماہانہ آمدنی سے کوئی دلچسپی نہیں لی مگر پھر اس نے یہ بڑی رقم نکالنا شروع کر دی۔ مسرتھورسن جو میرے بھی عزیز دوست ہیں، مگر مند رہے گئے۔ آخر گزشتہ ہفتے انہوں نے مجھے یہ

بات بتائی اور شک ظاہر کیا کہ انجیلا کو بلیک میل کیا جا رہا ہے۔“

”حالات کی وضاحت کے لیے پوچھ رہا ہوں مسرتھورسن۔“ میں نے کہا۔ ”کیا آپ کے شوہر کا انتقال بارہ ماہ پہلے ہوا تھا۔۔۔ اس کے بعد آپ کی بیٹی اس فرسٹ کی مالک ہوئی؟ اور پچھلے دس ماہ سے وہ ہر مہینے دس ہزار ڈالرز نکال رہی ہے؟“

”درست ہے۔“  
”لیکن پہلے دو ماہ اس نے کوئی رقم خرچ نہیں کی۔“

”مسرتھورسن کے کہنے کے مطابق وہ دو ہزار ڈالرز بینک سے نکالتی تھی تاکہ ضروری اخراجات پورے کر سکے اور اس سیاہ فام عورت کو تنخواہ دے سکے جو گھر کا کام کرتی ہے اور اس کا خیال رکھتی ہے۔“

”آپ کی بیٹی آپ کے ساتھ رہتی ہے؟“ میں نے پوچھا۔ مسرتھورسن چونک سی گئی۔

”یقیناً نہیں۔“ اس نے جواب دیا۔ ”ہمارے تعلقات قریبی نہیں ہیں۔ اس واہیات فرسٹ کے ذریعے میرے شوہر اس کے لیے ایک کالج بھی چھوڑ گئے ہیں جو ہماری اسٹیٹ کے آخری حصے میں واقع ہے۔ وہ وہاں ایک

سیاہ فام ملازمہ کے ساتھ رہتی ہے۔ میں نے انجیلا کو ہفتوں سے نہیں دیکھا۔ وہ میرے دوست احباب کے۔۔۔ معیار کے

مجھے یہاں کے لوگوں میں ایک قابلِ تعریف چیز ان کا اپنے نظریے میں پختہ ہونا بھی لگی۔ ان کے دلوں میں برائی کے لیے شدید نفرت اور نیکی کے لیے محبت ہی محبت موجزن ہے۔ ایک اسمگلر سے میری ملاقات ہوئی، میں جتنی دیر اس کے پاس بیٹھا رہا، وہ مسلسل اس امر پر فوجہ کناں رہا کہ لوگوں میں حب الوطنی کا جذبہ کمزور پڑتا جا رہا ہے۔ ایک ٹائٹ کلب کی بیٹے ڈانسر نے میرے سامنے معاشرے میں بڑھتی ہوئی جنسی انارکی سے اظہارِ بیزاری کیا۔ ایک گراں فروش تاجر نے کہا کہ رزقِ حلال سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ برقی حکومت کے قیام پر پارٹیاں بدلنے والا ایک سیاسی رہنما اس امر پر زور دے رہا تھا کہ اصولوں پر کسی صورت ”کمپر دمانز“ نہیں ہو سکتا۔ ایک بڑا جاگیردار اپنے اپنی مزارعین کی حالت پر آنسو بہا رہا تھا۔ میرے لیے یہ سب کچھ بہت خوشگوار تھا۔ ہم یورپین لوگ جو کرتے ہیں، اسے درست سمجھتے ہیں لیکن پاکستانی عوام کو برائی کو برائی سمجھتے ہیں اور کرتے ہیں تاہم نیکی کے لیے ان کے دل میں خیر سالی کے گہرے جذبات موجود ہیں۔ برائی کو ختم کرنے کے لیے اپنی اصلاح کوئی بڑا کام نہیں، اصل کام موقع بہ موقع نیکی کا جھنڈا بلند کرنا ہے اور یہاں کے عوام اس فریضے سے بخوبی عہدہ برآ ہوتے ہیں۔

عطاء الحق قاسمی کی کتاب سے انتخاب

### تاریخِ زمان اور مگر اپنی

”تم نے اپنا سگنٹ لیا ہے؟“ اس نے پوچھا۔ میں نے اپنا تاورن سگنٹ کارڈ اسے دیا۔  
”یہ مسٹر آکلینڈ کو دے دو۔“ میں نے کہا۔ عورت نے کارڈ کو دیکھا اور پھر نیچے۔

”وہ بہت مصروف ہیں۔ تمہیں کام کیا ہے؟“  
”تم اتنی ہی جیسے ہو تو مسز بھری کو فون کرو۔“  
میں نے کہا۔ ”وہ تمہیں سب کچھ بتا دیں گی۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ پھر تمہاری مستقبل کی زندگی پریشان کن بن جائے۔ یہ

”ضرور۔ کل مہینے کی پہلی تاریخ ہے۔ وہ یقیناً بینک جائے گی۔ مسٹر آکلینڈ ایسا انتظام کر دیں گے کہ تم اسے دیکھ سکو۔ لیکن کسی بھی صورت میں تم اس سے ملنے یا بات کرنے کی کوشش مت کرنا۔ میں نہیں چاہتی کہ انجیلا کو مظلوم ہو کہ اس کے بارے میں تحقیقات کی جارہی ہیں۔ میں یہ بھی نہیں چاہتی کہ مسٹر آکلینڈ کے علاوہ کسی اور کو اس بات کا علم ہو۔“  
”اطمینان رکھیں مسز تھورن۔۔۔ ایسا نہیں ہوگا۔“ میں کھڑا ہو گیا۔ ”میں مسٹر آکلینڈ سے آج سہ پہر ہی ملوں گا۔ ہم جلد سے جلد آپ کو وہ معلومات دینے کی کوشش کریں گے جو آپ چاہتی ہیں۔“

”جب تمہیں یہ معلومات حاصل ہو جائیں تو فون کر کے ملاقات کا وقت لینا۔ میں بہت مصروف زندگی گزارتی ہوں۔“ مسز تھورن نے دروازے کی جانب اشارہ کیا۔  
”خود ہی باہر چلے جاؤ۔ اسڈلے۔۔۔ میرا بٹلر۔۔۔ شراب کا عادی ہے۔ میں کوشش کرتی ہوں کہ اسے کم سے کم پریشان کروں۔“

”کیا آپ اسے ملازمت سے الگ کرنے کے بارے میں سوچ رہی ہیں؟“ میں نے پوچھا۔

”اسڈلے تیس سال سے زیادہ عرصے سے ہمارے خاندان کی خدمت کر رہا ہے۔“ مسز تھورن نے سرد نظروں سے مجھے دیکھا۔ ”وہ میری جاتوں سے واقف ہے۔ میرے دوستوں کی دلچسپی کا سامان بھی فراہم کرتا ہے۔ جب تک اس کی حالت بہت ہی زیادہ خراب نہ ہو جائے، میں اسے نکالنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ گڈ ڈے مسز ویلیس۔“  
میں گہری خاموشی میں لپٹے ہوئے اس گھر سے باہر نکلا اور تیز بارش میں اپنی کار کی طرف دوڑا۔

☆☆☆

مختصر سانس لینے کے بعد جب میں پوسٹل اینڈ ٹیلیگراف بینک پہنچا تو سہ پہر کے ٹین بج رہے تھے۔ گیٹ پر دو سیکورٹی گارڈ ڈیوٹی دے رہے تھے۔ ان کی گھورتی نظروں سے گزر کر میں ایک میز تک پہنچا جس پر استقبالیہ کی کرسی لگی ہوئی تھی۔ میز کے دوسری جانب ایک اڈمیرلٹی سنووری عورت بیٹھی تھی جس نے میز اور نظروں سے میری طرف دیکھا۔ اس کے تاثرات سے اندازہ ہوتا تھا کہ اسے دولت کی خوشبو سونگھنے کی تربیت دی گئی ہے۔ ظاہر ہے مجھ سے ایسی کوئی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔

”کیا ہے؟“

”مسٹر آکلینڈ۔“

چانس لینا چاہتی ہو تو فون کر کے دیکھ لو۔“

مسز تھورسن تھورسن کا نام سن کر غائب اس کے دماغ میں کوئی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے میرا کارڈ اٹھایا اور تیز قدموں سے ایک طرف چل دی۔ ایک سکیورٹی گارڈ میری طرف گھورنے لگا۔ میں نے اسے آنکھ ماری تو وہ جلدی سے دوسری طرف دوڑنے لگا۔ چند منٹ کے بعد وہ عورت واپس آئی۔

”مسز آکلینڈ تم سے ملاقات کر لیں گے۔“ اس کی آواز اتنی سرد تھی کہ وہاں لگے ان کے پیشتر کو ماند کر رہی تھی۔

”اس طرف جاؤ۔ دائیں ہاتھ پر پیلا دروازہ ان کا ہے۔“

میں آگے بڑھ گیا۔ داہنے ہاتھ کے ایک دروازے پر ہورس آکلینڈ، جبریل شیخ سہیری حروف میں لکھا نظر آیا۔

دروازے پر آہستہ سے دست دے کر میں اندر داخل ہو گیا۔ ایک بڑی میز کے چپے آکلینڈ بیٹھا تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ کھڑا ہو گیا۔ وہ ایک چھوٹے قد کا موٹا اور گنجا آدمی تھا۔ چونکا، ذہین اور بھوری آنکھوں والا۔ اس نے تیز نظروں سے... جو لیزر شعاعوں کا مقابلہ کر رہی تھیں... میرا جائزہ لیا اور ہاتھ سے ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

”مسز تھورسن نے مجھے فون کیا تھا کہ تم ملنے آؤ گے مسز ویلیس۔“ اس کی آواز غیر متوقع طور پر گہری تھی۔ ”تمہیں کچھ سوالات پوچھنے ہیں؟“

”مسز آکلینڈ۔“ میں نے آرام دہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ”کیا تم انجیلا کے بارے میں اپنی رائے بتاؤ گے۔ اس کی ماں کا کہنا ہے کہ وہ بیمار ذہن اور کم عقل لڑکی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟“

”سچ یہ ہے کہ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔“ آکلینڈ نے جواب دیا۔ ”یہاں لگتا ہے کہ اب اس نے اپنی خامی پر قابو پا لیا ہے۔ بظاہر وہ ہر طرح نارمل معلوم ہوتی ہے لیکن یہ بات سچی ہے کہ مجھے اسے چند منٹ سے زیادہ دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ وہ چپکے کیش کرانے آتی ہے اور چلی جاتی ہے۔ عجیب طرح کا لباس پہنتی ہے مگر ایسا تو آج کل کے پیشتر نوجوان لڑکے لڑکیاں کرتے ہیں۔ میں اس کے بارے میں اپنی رائے نہیں دے سکتا۔“

”میں نے سنا ہے کہ اس کے نام سے ایک ٹرسٹ قائم ہے۔ وہ صرف اس کی آمدنی لے سکتی ہے جو کہ چند ہزار ڈالرز ہے۔ اگر اس کا انتقال ہو جائے تب کیا ہوگا؟“

”لیکن اس کی عمر ابھی صرف چوبیس سال ہے۔“

”حادثے میں نوجوان بھی مر سکتے ہیں۔“

”اگر اس کا انتقال ہو جائے تو ٹرسٹ ختم ہو جائے گا۔“

اور تمام دولت اس کے باپ کی جائیداد میں واپس چلی جائے گی۔“

”کتنی دولت ہوگی؟“

”مسز تھورسن دنیا کے امیر ترین افراد میں سے ایک تھے مگر میں یہ بتانے سے قاصر ہوں کہ ٹرسٹ کی کتنی دولت ہے۔“

”مسز تھورسن کی تمام دولت اور جائیداد ان کی بیوی کو ملی ہے۔“ میں نے کہا۔ ”اور انجیلا مر جائے تو انہیں ٹرسٹ کی دولت بھی مل جائے گی۔“

”درست ہے کیونکہ کوئی اور وارث نہیں ہے۔“

”ایک بیٹا بھی تو ہے؟“

”ضرور ہے۔ میرا تھورسن... مگر جب وہ گھر چھوڑ کر گیا تو اسے وراثت سے عاق کر دیا گیا۔ یہ دو سال قبل کی بات ہے۔ وہ جائیداد پر کوئی مطالبہ نہیں کر سکا۔“

”کوئی اور بھی نہیں ہے؟“ میں نے پوچھا۔ آکلینڈ نے اپنی کرسی پر اس طرح پہلو بدلا جیسے میرے سوالات اسے یوں کر رہے ہوں۔

”وارث تو کوئی نہیں مگر وصیت میں کچھ دوسرے افراد کا بھی ذکر ہے۔ مثلاً بلیئر اسڈلے کے نام پانچ ہزار ڈالرز اس تاکید کے ساتھ لکھے گئے تھے کہ فوراً ادا کر دیے جائیں۔“

”تمہارا خیال ہے کہ انجیلا پابندی سے ہر ماہ دس ہزار ڈالرز نکالتی ہے تو اس سے شہر ہوتا ہے کہ کوئی اسے بلیک میل کر رہا ہے؟“

”مجھے بینکاری کا پینتیس سالہ تجربہ ہے مسز ویلیس۔“

آکلینڈ نے جواب دیا۔ ”انجیلا کی عمر چوبیس سال ہے اور کم سے کم مجھے وہ نارمل معلوم ہوتی ہے۔ اسے یہ حق حاصل ہے کہ اپنی دولت جس طرح چاہے خرچ کرے۔ لیکن ہماری تھورسن اور میں بہت قریبی دوست تھے۔ ایک دوسرے پر اعتماد کرتے تھے۔ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں انجیلا کا پورا خیال رکھوں گا۔ اب مسز تھورسن بھی میری عزیز دوست ہیں اور مالی امور میں میرے مشوروں پر بھروسہ کرتی ہیں۔ ان مخصوص حالات میں، میں انہیں انجیلا کے بارے میں بتاتے ہوئے بہت ہچکچایا کیونکہ پیشہ ورانہ اخلاق و ضوابط کے تحت ہر اکاؤنٹ ہولڈر کے بارے میں رازداری سے کام لینا میری ذمہ داری ہے۔ اسی ہچکچاہٹ کی وجہ سے میں دس ماہ خاموش رہا۔ مگر مگر برابر نکالی جاتی رہی تو میں نے اہتمام سے سمجھا کہ مسز تھورسن کو ہوشیار

کردوں اور انہیں مشورہ دوں کہ بلیک میلنگ کے خدشے کے پیش نظر اس بات کی تحقیقات کرانا ضروری ہے۔“  
 ”میں سمجھ گیا۔“ میں نے سر ہلایا۔  
 ”یہ ذہن میں رکھنا کہ جو کچھ میں نے بتایا ہے، اسے پوشیدہ رہنا چاہیے۔“

”ایسا ہی ہو گا۔“ میں نے جواب دیا۔ ”اس کی ماں نے کہا ہے کہ انجیلا سے کسی حال میں بھی نہ ملوں، نہ اس سے بات کروں۔ لیکن میرا اس سے صورت آشنا ہونا ضروری ہے۔ پھر اسے کیسے دیکھوں؟“

”بہت آسان بات ہے۔“ آکلینڈ نے کہا۔ ”کل وہ رقم نکلوانے آئے گی۔ میں ایسا انتظام کروں گا کہ جب وہ آئے تو تمہیں اس کی نشان دہی کر دی جائے۔“  
 ”بہت مناسب ہے۔ تو میں کس وقت آؤں؟“

”وہ ہمیشہ دس بجے آتی ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ تم پونے دس بجے آ جانا اور لا لیٹی اس انتظار کرنا۔ میں مس کرائج سے کہہ دوں گا کہ جب وہ آئے تو تمہیں اشارہ کر دے۔“  
 آکلینڈ کی میز پر رکھا انٹرکام بجنے لگا۔ اس نے ریسور اٹھایا۔ بات سنی اور کہا کہ تین منٹ کے بعد ہیج دینا پھر اس نے میری طرف دیکھا۔

”مجھے انفوس ہے مسٹر ویلیس مگر میں تمہیں مزید وقت نہیں دے سکتا۔۔۔ اگر کوئی اور بات ہو تو۔۔۔“

”ممکن ہے دوبارہ بات کرنے کی ضرورت پڑے۔“ میں کھڑا ہو گیا۔ ”مگر سر دست میں اور وہ وقت نہیں لوں گا۔ کل میں پونے دس بجے آ جاؤں گا۔“

”مجھے اُمید ہے کہ تم یہ مسئلہ جلد حل کر لو گے۔“ آکلینڈ نے کھڑے ہو کر مجھ سے ہاتھ ملایا۔ ”میں نے تمہاری ایجنسی کی بہت تعریف سنی ہے۔“

”کل کی صبح ضرور دلچسپ ثابت ہو گی۔“ میں نے سوچا۔ میں انجیلا تھورن کو دیکھنے کے لیے بے چین تھا۔

☆☆☆

میں نے اپنی رپورٹ گلینڈا کو سنائی۔ وہ درمیان میں گاہے گاہے کچھ لکھتی رہی۔

”مسز تھورن چاہتی ہیں کہ تحقیقات میں زیادہ وقت نہ لیا جائے۔“ میں نے آخر میں کہا۔ ”شاید ان کا خیال ہے کہ ہماری فیس بہت زیادہ ہے۔“

”سب کو یہی لگے ہوتا ہے مگر وہ پھر بھی ہمارے پاس آتے ہیں۔“ گلینڈا نے سکراتے ہوئے جواب دیا۔ ”اب تمہارا اگلا قدم کیا ہو گا؟“

”بلیک جانا، انجیلا کا تعاقب کرنا، یہ دیکھنا کہ وہ رقم کے دلچسپ ہے اور قسمت نے ساتھ دیا تو عمومی حالات معلوم کرنا۔“ میں نے جواب دیا۔ ”میں نے اینڈرسن کو تاکید کی ہے کہ وہ مسٹر تھورن کے بارے میں معلومات فراہم کرے۔“

گلینڈا سے رخصت ہو کر اپنے آفس آیا تو اینڈرسن کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔ میں نے اسے مسٹر تھورن اور آکلینڈ سے اپنی ملاقات کا حال بتایا۔

”یہ ہے اب تک کی روداد۔“ میں نے آخر میں کہا۔ ”لیکن یہ بات مجھے الجھا رہی ہے کہ مسز تھورن اپنی بیٹی کی کچھ پروا نہیں کرتیں اور نہ انجیلا ان کی کرتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ ایک بڑی فیس ادا کر کے ہم سے یہ تحقیقات کرانا چاہتی ہیں کہ انجیلا کو بلیک میل کیا جا رہا ہے یا نہیں۔ میں جانتا چاہتا ہوں ایسا کیوں ہے؟ اس معاملے میں کوئی بات ایسی ہے جو مجھے پریشان کر رہی ہے۔“

”تو کیا یہ ہمارا دیرسر ہے؟“ اینڈرسن نے پوچھا۔ ”ہمیں تو صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ اس کی بیٹی کو بلیک میل کیا جا رہا ہے یا نہیں اور کیا جا رہا ہے تو کیوں۔۔۔ مسز تھورن کے مقصد سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔“

”میرا خیال ہے کہ یہ بات اس کیس کو بہت دلچسپ بنا سکتی ہے۔ یوں ہم بہت احتیاط سے کام لیں گے۔ میں بلیک جاؤں گا اور آکلینڈ کے اشارے کا خطرہ ہوں گا۔ تم باہر انتظار کرنا۔ میں تمہیں اشارہ کروں گا۔ تم انجیلا کا تعاقب کرنا۔ ہم دونوں کے پاس کار ہے۔ میں بھی پیچھے لگا رہوں گا۔ ہمیں کسی صورت اسے نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دینا۔ وہ بلیک میلنگ ہماری راہنمائی کر سکتی ہے۔“

”ٹھیک ہے۔ ممکن ہے یہ اتنا ہی آسان ثابت ہو۔“  
 ”اب تم بتاؤ۔ تم نے کیا معلوم کیا؟“

”میں نے تھورن کے بارے میں ہیرالڈ کا تمام ریکارڈ دیکھا۔“ اینڈرسن نے بتایا۔ ”تھورن بہت بڑا آدمی تھا۔ تھورن اینڈ جارجیر بڑا نامی مبین کا سینئر پارٹنر تھا۔ شہر کا سب سے بڑا اسٹاک ہولڈر تھا۔ اس کمپنی کی ایک برانچ نیویارک میں بھی ہے لیکن اس کا زیادہ بزنس اس شہر کے امیروں سے ہوتا ہے۔ تھورن اسٹاک بیچے اور خریدنے میں بڑا کھلے رکھتا تھا۔ جیسے اسے معلوم ہو جاتا ہو کہ کب خریدنا ہے اور کب بیچنا ہے۔ وہ نہ صرف اپنے منوکوں کے لیے بلکہ خود اپنے لیے بھی بڑے بڑے سودے کرتا تھا۔ پچاس سال کی عمر میں اس نے کئی تھرائس لوگ اسٹون سے شادی کی۔

سندھ پر واقع تھا۔ وہاں اور بھی ریستورنٹ تھے مگر اس کی قیمتیں مناسب تھیں اور اس کا مالک فریڈی کوئل ایسے کھانے تیار کرتا تھا۔

”آج رات تمہاری کیا مصروفیت ہے؟“ میں نے اینڈرسن سے پوچھا۔

”کچھ نہیں، گھر جاؤں گا۔ کھانا تیار کروں گا پھر رات کو سونے کے وقت تک ٹی وی دیکھتا رہوں گا۔“

”یہ بھی کوئی زندگی ہے۔“ ہمیں میری طرح کوئی اچھی سی لڑکی ملائی کر لیتا ہے۔“

”مگر یہ بھی تو دیکھو کہ اس طرح میں کتنی رقم بچاتا ہوں۔“ اینڈرسن مسکرایا۔ ”اچھا، اب کل ملاقات ہوگی۔“

میرا دور کمروں کا اپارٹمنٹ سی کوئٹ کے آغاز میں واقع تھا۔ سی کوئٹ ملازم اور مزدور پیشہ لوگوں کی سستی تھی۔

میں نے اپنی کار پارک کی اور لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر گیا جہاں میرا اپارٹمنٹ تھا۔ سوزی کے ملنے سے پہلے

اپارٹمنٹ کی حالت ویسی ہی تھی جیسی ایک کوارٹر کے گھر کی ہو سکتی ہے لیکن سوزی نے بہت کچھ تبدیل کر دیا تھا۔ وہ

نئی ویو ہوٹل میں کام کرتی تھی۔ وہاں سے دو مینٹرز بلا کر اس نے نارنگ ورفن کرایا۔ ہوٹل ہی سے کچھ اچھا سینڈوچ

سستی قیمت میں سامان خرید کر اپارٹمنٹ کے دونوں کمروں کو مناسب طور پر آراستہ کر دیا اور اپارٹمنٹ کی صورت ہی

کچھ اور ہو گئی۔ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہی ایک دیوار نظر آتی تھی۔ ابھی تک ہم دونوں یہ طے نہیں کر سکے تھے

کہ اس دیوار کے ساتھ کیا کیا جائے۔ میرا خیال تھا کہ کتابوں کی ایک دو الماریاں لگوادی جائیں جبکہ سوزی وہاں کچھ اچھی

تصاویر آویزاں کرنا چاہتی تھی۔ لیکن اس دن میں اپارٹمنٹ میں داخل ہوا تو سامنے

کی دیوار خالی نہیں تھی۔ کسی نے اس پر سیاہ رنگ سے چھانچ بڑے حروف میں ایک پیغام لکھ دیا تھا۔

”انجیلا سے دور ہو ورنہ۔۔۔“

وہ ضرور دروازے کی آڑ میں چھپا میرا انتظار کر رہا ہو گا۔ میرے اندر آتے ہی بڑے پھرتیلے مابراہہ انداز میں

حملہ آور ہوا۔ میں نے سر پر ایک شدید ضرب محسوس کی۔ آنکھوں کے سامنے روشنی کا جھماکا ہوا اور پھر مکمل تاریکی چھا گئی۔

☆☆☆

اگلی صبح بونے دس بجے قدرے نزع حال کیفیت میں، میں پسیفک اینڈرینٹل بینک میں داخل ہوا۔ یورپی استقبالیہ

کیسٹھرائن کا باپ جوئی لوئگ اسٹون پیٹرول کا بزنس کرتا تھا مگر شادی کے تین ماہ بعد کیے بعد دیگرے کئی خشک کنوؤں کی کھدائی نے اسے دیوالیہ کر دیا۔ کیسٹھرائن کے لیے یہ بڑی

خوش نصیبی تھی کہ وہ تھورسن کی بیوی تھی۔ ان کے دو بچے ہوئے۔ میرٹس اور انجیلا۔ ان دونوں کے بارے میں دلچسپی

کی کوئی بات ریکارڈ میں نہیں تھی لیکن اس بارے میں بہت کچھ تھا کہ مسز تھورسن کس طرح اپنے شوہر کی دولت سے دریغ

پارٹیوں اور اپنے بناؤ سنگار پر خرچ کرتی ہے۔ اسے اب بھی معاشرتی حلقوں میں بہت فیاض میزبان سمجھا جاتا ہے۔

گزشتہ سال جبکہ تھورسن کی عمر اسی سال تھی، وہ اپنی لائبریری میں مردہ پایا گیا۔ یوں تو وہ دل کا سرٹیفکٹ تھا۔ اس کا ڈاکٹر دس

سال سے اس مرض کا علاج کر رہا تھا۔ تھورسن پر کام کا بہت دباؤ تھا چنانچہ مسز تھورسن بلا اس کے ڈاکٹر کے لیے اس کی

موت حیرت کا باعث نہیں تھی۔ ڈاکٹر نے قدرتی موت کا سرٹیفکٹ دے دیا مگر کارڈن ہر برٹ ڈاکٹر نے یہ سوال

ضرور اٹھایا کہ تھورسن کی کپٹی پر ایک گہرا زخم کیسے آیا۔ ڈاکٹر کا خیال تھا کہ یہ زخم اس کو بارت ایک کے بعد لگا تھا۔ بارت

ایک سے وہ گرتا تو اس کا سر میز کے کونے سے ٹکرا گیا۔ اس کے دیرینہ ملازم بلر جوش اسمڈلے نے گواہی دیتے ہوئے

بتایا کہ اس نے کسی بھاری چیز کے گرنے کی آواز سنی۔ وہ جلدی سے لائبریری میں گیا تو اس کا مالک مر چکا تھا۔ اس

نے ایک آئینے کی بدو سے اس کی سانس کی بھاب دیکھنے کی کوشش کی مگر بیکار۔ چنانچہ تھورسن کی موت قدرتی قرار دے

دی گئی۔ کارڈن ڈاکٹر نے جو مسز تھورسن کا اچھا دوست بھی تھا، اس کے ساتھ بڑی ہمدردی اور تحریت کا اظہار کیا۔ اب

مسز تھورسن تمام دولت و جائداد کی مالک ہے اور اسی دھڑلے سے پارٹیاں دے رہی ہے۔ وصیت کے مطابق انجیلا کو دس

ہزار ڈالرز سالانہ ملیں گے۔ یہ رقم ٹرسٹ کی آمدنی کے علاوہ ہے۔ مسز میرٹس کو کچھ نہیں ملے گا۔“

”بہت خوب۔“ میں نے کہا۔ ”جیسا کہ تم نے کہا، ہمارا کام صرف یہ ہے کہ معلوم کریں انجیلا کو بیک سیل کیا

جا رہا ہے یا نہیں۔ میں میرٹس کے بارے میں بھی سوچ رہا ہوں اور اس شرابی بلر کے حلق بھی۔ اب ہمیں اس کیس کی

ایک فائل بنالینا چاہیے۔ تم کرل کو تو جانتے ہی ہو۔ جب وہ واپس آئے گا تو فائل دیکھنا چاہیے گا۔“

سازے جے جے تک ہم نے اپنا کام ختم کر لیا اور میں سوزی لاگ کے بارے میں سوچنے لگا۔ آج ہی کی رات ہم

لوئس اینڈ کریب ریستورنٹ میں ملا کرتے تھے جو کہ ساحل



یک مس کرج نے ایک سردنگاہ سے میرا استقبال کیا۔  
 ”میں مسٹر آکلینڈ کو اطلاع کر دوں گی۔“ وہ بولی۔ ”تم  
 مرنہ پلٹیں ہی ہوتا؟“ میں اس عورت سے بور ہو چکا تھا۔  
 ”بڑی ذہانت سے کام لیتی ہو تم۔“ میں نے جواب  
 دیا۔ ”تم مس کرج ہی ہوتا؟“  
 ”مسٹر وپلیس آگئے ہیں۔“ اس نے ہونٹ ہنچھ کر  
 بٹن دباتے ہوئے کہا۔  
 آکلینڈ اپنے آفس سے باہر نکل آیا۔ مجھ سے ہاتھ

بیا۔  
 ”تم وہاں بیچ کر انتظار کر دو۔“ اس نے ایک جانب  
 اشارہ کیا۔ ”میں نے مس کرج سے کہہ دیا ہے کہ انجیلا آئے تو  
 ہمیں اشارے سے بتا دے۔“  
 میں استقبالیہ میز سے تقریباً دس فٹ کے فاصلے پر ایک  
 برسی پر بیٹھ گیا۔ میرے سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔ اگرچہ  
 صبح سوزی نے مجھے درد کش گولیاں کھلا دی تھیں جن سے  
 مدد کم ضرور ہو گیا لیکن ختم نہیں ہوا۔ میں گزشتہ شام کے  
 رے میں سوچنے لگا۔ جب سوزی مجھے لینے آئی تو اس نے  
 برونی دروازہ کھلا پایا۔ سامنے ہی دیوار پر وہ عبارت لکھی تھی  
 بر میں خیم بے ہوشی کے عالم میں فرخ سے اٹھنے کی کوشش کر  
 رہا تھا۔ اس نے مجھے سہارا دے کر صوفے پر لٹایا۔ دابے  
 ان کے قریب سر کے پچھلے حصے میں انڈے کے برابر گول  
 ہودار ہو چکا تھا۔ وہ بکن میں گئی۔ تو ایلا میں برف لپیٹ کر لائی  
 دریا کی کرنے لگی۔ دس منٹ کے بعد میری کیفیت خاصی  
 بتر ہو گئی۔

”مجھے اس حادثے پر افسوس ہے۔“ میں نے ایک  
 ہلکی مسکراہٹ سے کہا۔ ”دراصل ایک غیر متوقع مہمان آگیا  
 ہا۔“

”ہائیں مت کرو۔“ مسٹر پرلینو اور سوجاؤ۔  
 مجھے بھی یہ مشورہ مناسب معلوم ہوا۔ چنانچہ اس کی مدد  
 سے لباس تبدیل کیا اور بستر میں گھس گیا۔ سوزی نے میرے  
 سر پر مجبور ہو کر ایک گلاس میں اسکاچ و ہسکی لٹا کر دی۔  
 اکثر ٹونوں کرنے کے لیے پوچھا مگر میں نے منع کر دیا کہ ہم  
 گلوں کی ایسی خاطر مدارات تو ہوتی ہی رہتی ہیں۔ میں کل صبح  
 تک ٹھیک ہو جاؤں گا۔

”تمہیں دیکھ کر تو میں ڈر ہی گئی تھی۔“ سوزی نے کہا۔  
 ”آخر یہ معاملہ کیا ہے؟“  
 ”کوئی ایسا بات نہیں ہے کہ تم بلاوجہ خود کو پریشان  
 کر دو۔“ میں نے اسے اطمینان دلایا۔

اب تک سوزی جان چکی تھی کہ میں اپنے کام کے  
 بارے میں کبھی کوئی بات نہیں بتاتا۔  
 ”کیا میں یہ بھی نہیں پوچھ سکتی کہ انجیلا کون ہے؟“  
 ”جی نہیں۔“  
 ”اچھی بات ہے۔ میں تمہیں نیند کی تین گولیاں دے  
 کر چلی جاؤں گی۔“

سوزی نے مجھے نیند کی گولیاں کھلائیں اور کہا کہ وہ  
 بیستر کو بلا کر دیوار پر دو بارہ رنگ کراڑے گی اور چونکہ صاف  
 ظاہر تھا کہ جو بھی تھا، برونی دروازے کا قفل کھول کر  
 اپارٹمنٹ میں آیا تھا اس لیے اس نے یہ بھی کہا کہ وہ  
 دروازے پر ایسا آٹا لگا دے گی جسے کوئی نہ کھول سکے۔  
 میں رات کو گہری نیند سویا۔ اٹھا تو حالت کافی بہتر تھی  
 لیکن سر میں درد موجود تھا۔ میں حسب وعدہ سو انویجے  
 اینڈرسن کے گھر گیا اور ہم اپنی اپنی کار میں بینک پہنچے۔ میں  
 نے اسے گزشتہ رات کا واقعہ بتایا۔  
 ”اس مصیبت کا تعلق ہمارے کیس سے تو نہیں ہے؟“  
 اس نے پوچھا۔

”شک تو یہی ہوتا ہے لیکن ہم تو ایسی مصیبتوں کے  
 عادی ہیں۔“  
 ”کسی نہ کسی نے ان لوگوں کو بتایا ہو گا کہ ہم انجیلا کے  
 بارے میں تحقیقات کر رہے ہیں۔ مگر وہ کون ہو سکتا ہے؟“  
 ”ہمیں یہ بھی معلوم کرنا ہے۔“ میں نے جواب دیا  
 اور کار سے اتر کر بینک کی طرف چل دیا۔

میں کرسی پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ گاہے بگاہے مس  
 کرج کو کبھی دیکھ لیتا تھا جو اپنے کام میں مصروف تھی۔ تب  
 اچانک وہ سرد مسکراہٹ کے ساتھ اٹھی۔ اس کی نگاہ  
 دروازے کی طرف تھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک لڑکی بینک  
 میں داخل ہوئی، گارڈ نے اسے سلام کیا۔ میں نے اسے گہری  
 نظروں سے دیکھا۔ یہ ایک ماچس کی چٹکی تھی۔ اس نے ٹکڑوں  
 کا بنا بڑا سا بیٹ پکین رکھا تھا اور آنکھوں پر ہم سے کم چارائے  
 بڑے شیشوں کا دھوپ کا چشمہ تھا۔ ان دونوں چیزوں نے اس  
 کے چہرے کو تقریباً پورا اچھا لیا تھا۔ اس نے گہرے رنگ کی  
 ڈسٹلی ڈھالی ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی اور ساتھ میں وہی نیلے  
 رنگ کی جینز بھی جو آج کل ساری دنیا کی بیختر لڑکیاں استعمال  
 کرتی ہیں۔ بظاہر وہ کوئی سیاح لڑکی معلوم ہوئی بھی جو چھٹیاں  
 گزارنے آئی ہو۔ مس کرج اسے آکلینڈ کے آفس میں لے  
 گئی۔ میں جلدی سے باہر نکلا اور اینڈرسن کو انجیلا کے بارے  
 میں بتایا۔ وہ پہلے ہی اندازہ لگا چکا تھا۔ اس نے وہ کار دکھائی

جس میں انجیلا آئی تھی۔ کار ایک پرانی واگس وگین تھی۔ اس کے لباس اور کار سے ہرگز یہ اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ کوئی دولت مند لڑکی ہے۔ میں نے اینڈرسن سے کہا کہ میں اپنی کار سیکس چھوڑ جاؤں گا اور اس کی کار میں ہم دونوں انجیلا کا تعاقب کریں گے۔

تقریباً دس منٹ کے بعد انجیلا چیک سے باہر آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پلاسٹک کارڈیف کس بھی تھا۔ بلاشبہ اسے آکلینڈ نے دیا ہوگا اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں تھا کہ دس ہزار ڈالرز بھی اسی میں رکھے ہوں گے۔

اس کا تعاقب کرنے میں ہمیں کوئی دشواری نہیں ہوئی۔ مناسب رفتار سے چلتی ہوئی وہ ساحلی علاقے کی طرف جا رہی تھی۔ دائیں بائیں مڑتی مختلف سڑکوں گلیوں سے ہوتی وہ اس جگہ پہنچی جہاں چھبھرے اپنی کشتیاں کھڑی کرتے تھے۔ اس نے اپنی کار ایک پارکنگ لٹ پر روکی۔

اینڈرسن آگے نکلتا چلا گیا اور ایک دوسرے پارکنگ لٹ پر رک گیا۔ انجیلا کار سے اتر کر ایک کلب باریک جانب چلی جس پر دی بلیک کیسٹ کا بورڈ لگا تھا۔ وہ اندر چلی تو میں بھی کلب کی طرف بڑھا۔ دیکھا کہ بورڈ پر نمایاں طور سے تحریر ہے۔ ”صرف سیاہ فام بھائیوں کے لیے۔ یہاں گوروں کا داخلہ منع ہے۔“ میں نے اندر جانا مناسب نہیں سمجھا اور واپس لوٹ گیا۔ اینڈرسن سے کہا کہ وہ کلب پر نگاہ رکھے، میں گھوم پھر کر معلومات حاصل کرتا ہوں۔

پُرچوم ساحلی علاقے میں گھومتے ہوئے میں نیپچون ٹیورن کی طرف چلا جہاں مجھے البرنی کے ملے کا ٹین تھا اور بلاشبہ وہ اپنی مخصوص جگہ بٹھا بیڑے کا ایک خالی ڈبے سے ٹھیل رہا تھا۔ البرنی ساحلی علاقے کی ایک مستقل نشانی تھا۔ اس کا دعویٰ تھا۔۔۔ اور بجا تھا۔۔۔ کہ وہ اپنے کان زمین سے لگائے رکھتا ہے اس لیے ساحلی علاقے اور بیڑاؤ اتر سنی کے نمایاں افراد کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں جو اسے معلوم نہ ہو۔ معلومات جمع کرنے کے علاوہ اس کا خاص شوق بیڑے پٹنا اور ساچ کھانا تھا جس میں اتنی مچھلیں ہوتی تھیں کہ کوئی عام آدمی اسے کھا بھی نہیں سکتا تھا۔ ایسی ایجنسی کے سرانجاموں سے اس کے تعلقات بڑے دوستانہ تھے۔ سرانجام اسے خوب بیڑے پلاتے اور وہ انہیں مفید معلومات فراہم کرتا تھا۔ اس نے مجھے دیکھا تو مسکراتے ہوئے بیڑے کا خالی ڈبا سمندر میں پھینک دیا۔

”تمہیں دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی مسٹر ویلیس۔“ اس نے کہا۔ ”میں سوچ ہی رہا تھا کہ اتنے کا وقت ہو گیا ہے۔

ناخشا کرو گے؟“

”آؤ نیپچون بار میں چلیں۔“ میں نے جواب دیا۔ ”تمہاری بیڑاؤ ناخشا میرے ذمے ہے۔“

”تم جتنے شریف آدمی ہو، اتنی ہی اچھی باتیں بھی کرتے ہو۔“ البرنی اپنے بھاری بھرکم وجود کے ساتھ اٹھا اٹھا نیپچون ٹیورن کی جانب چل دیا۔ میں اس کے پیچھے چلا۔

بار کے نیم تاریک کمرے میں داخل ہوتے ہوئے البرنی نے بار کے ٹیلر و مالک سام کو اشارہ کیا۔ ”سام! ناخشا لاؤ اور ڈراجلدی۔“

”ضرور مسٹر البرنی۔“ سام نے کہا اور باجھیں پھاڑا کہتے ہوئے میری طرف دیکھا۔ ”تم بھی کافی یا کچھ اور لیا پسند کرو گے مسٹر ویلیس؟“

”سر دست نہیں۔“ میں نے جواب دیا۔ میں اس کو کافی کا ڈالٹھ پلچہ چکا تھا۔ ”میں نے ابھی ناخشا کیا ہے۔“

البرنی ایک گوشے میں پڑی اپنی پسندیدہ میز پر بیٹھ چکا تھا۔ میں اس کے قریب بیٹھ گیا۔

”کرل کے کیا حال چال ہیں۔۔۔ خجک تو ہے؟“ البرنی نے پوچھا۔

”کرل تو آج کل واضع نظر آیا ہے۔ تم کیسے ہو؟“ ”ظاہر ہے، جوان تو نہیں ہو رہا ہوں مگر مجھے کوئی شکایت نہیں۔ اگلے ماہ سے سیاہوں کی آمد شروع ہو جائے گی۔ وہ میرے پاس آتے ہیں اور میں انہیں ایسے فیسے سنا ہوں کہ وہ حیران رہ جاتے ہیں۔ خوش ہو کر انعام دیتے ہیں۔“

سام نے بیڑے کا ایک کین اور ساچ کی ایک پیسے البرنی کے سامنے رکھ دی۔ اس نے فوراً تین ساچ اٹھا کر مت میں ٹھونس لیے۔ تیز مچوں نے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری کر دیے۔ البرنی نے جلدی سے بیڑے کا کین اٹھایا اور ایک ہی سانس میں نصف خالی کر دیا۔

”ہاتھ کے لیے بہت ہی عمدہ چیز ہے۔“ البرنی منہ چلاتے ہوئے بولا۔

بیڑے کا گلاس خالی ہو گیا تو سام نے جلدی سے بھر دیا۔ میں صبر کے ساتھ انتظار کرتا رہا۔ آخر ساچ کی پیٹ خالی ہو گئی۔ بیڑے کا تیسرا گلاس بھی ختم ہو گیا اور البرنی نے اطمینان کی گہری سانس لی۔

”اب بتاؤ، میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟“ البرنی نے مجھ سے کہا۔

”تم مجھے بلیک کیسٹ کے بارے میں کیا بتا سکتے

میں حجام کی دکان پر اخبار پڑھنے گیا تھا۔ اس وقت ایک شخص کا شیو بنایا جا رہا تھا۔ چنانچہ اس اسٹرے میں خرابی تھی یا شیو کے بال کچھ زیادہ ہی سخت تھے۔ ہر دوسرے لمحے شیو بنوانے والے شخص کے گال پر چر کہ لگتا اور وہ چلا اٹھتا۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے حجام نے پندرہ چر کے لگے پھر ادھورا شیو چھوڑ کر برابر کی الماری سے پتھری لینے چلا گیا۔

شیو بنوانے والے نے مجھ سے خطاب ہو کر کہا۔ ”ذرا سامنے رکھا ہوا ایک اسٹر اتو بیچھ دینا۔“ میں نے حیرت سے پوچھا۔ ”کیوں؟ کیا خود شیو بنانے کا ارادہ ہے؟“ ”نہیں۔“ اس نے کہا۔ ”میں اپنی حفاظت کے لیے ایک اسٹر اپنے پاس بھی رکھنا چاہتا ہوں۔“ اختیار احمد، کراچی

### مالکِ مکان

رہنما نے ایک قلعہ دکھاتے ہوئے سیاح سے کہا۔ ”یہ پانچ سو سال پرانا قلعہ ہے، آج تک اس کے ایک پتھر کو بھی کسی نے نہیں بدلا۔ یہاں کی کسی چیز کی مرمت نہیں کی گئی۔۔۔ کوئی نئی چیز نہیں لگائی گئی۔ پانچ سو سال سے یہ عمارت جوں کی توں کھڑی ہے۔“ سیاح نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”اس کا مالک، ہمارے مالک مکان جیسا ہی ہے جس معلوم ہوتا ہے۔“ کراچی۔۔۔ محمد اقبال کی فریاد

### وقت برباد رکھے

دو جب کترے بس اسٹاپ پر کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک بار بار اپنی جیبی گھڑی نکال کر دیکھتا اور پھر جیب میں رکھ لیتا۔ اسے بار بار گھڑی نکالتے اور جیب میں رکھتے ہوئے دیکھ کر دوسرے جیب کترے نے پوچھا: ”بھئی، یہ تمہارا بار اپنی گھڑی نکال کر وقت کیوں دیکھتے ہو؟“ ”وقت بڑا نازک ہے۔ میں صرف یہ اطمینان کر رہا ہوں کہ گھڑی ابھی تک میری جیب میں ہے۔“

### آخر ملک، ساہیوال

”یہ سیاہ قام لوگوں کا کلب ہے۔ مگر گھنٹیا کھانے اور شراب کے باوجود مقبول ہے۔“ البرنی نے بتایا۔ ”پولیس کے ساتھ کوئی چپقلش نہیں ہے، ایک سال قبل کسی ٹیگرو نے خرید لیا۔ پیلے صرف بار تھا، اس نے اسے کلب بنا دیا ہے۔ ہمارے شہر میں سیاہ قام لوگوں کی زیادہ تعداد نہیں۔ ان کے مقابلے میں دیت نامی زیادہ ہیں۔ بہر حال ٹیگرو لوگ یہاں جمع ہوتے ہیں۔ انہیں ڈانس کرنے اور مل بیٹھنے کا ایک ٹھکانا مل گیا ہے۔“

”اسے خرید اس نے ہے؟“ میں نے پوچھا۔ ”اس کا نام ہینک اسمڈل ہے۔ مگر وہ ایسا آدمی نہیں جس سے کوئی تعلق رکھا جائے۔ بڑا بد معاش اور شر پسند ہے۔ اپنے معاملات میں مداخلت گوارا نہیں کرتا۔“ البرنی نے جواب دیا۔ میں نے اپنے چہرے پر کوئی تاثر ظاہر نہیں ہونے دیا۔

”اس کے باپ کا نام کیا ہے؟“ میں نے دوسرا سوال کیا۔

”جوش اسمڈل۔ وہ اس دولت مند چول مسز ہنری تھورن کے یہاں بطور منظر کام کرتا ہے۔ میں نے سنا ہے بے چارہ آج کل شراب بہت پینے لگا ہے۔ ایک ناخلف بیٹے کا باپ اور ایک جھگڑالو بیوی کا شوہر ہونے کا یہی انجام ہوتا ہے۔ بیوی اس سے جھگڑا کر کے اسے چھوڑ گئی اور مسز تھورن ایسی عورت ہے جس کا برتاؤ اتنی جگھے خامے آدمی کو شراب میں سکون دھونڈنے پر مجبور کر سکتا ہے۔“

”اس کی بیوی اسے چھوڑ کر چلی گئی؟“ میں نے کچھ حیرت سے پوچھا۔ ”ہاں، مجھے خود جوش نے بتایا تھا۔“ البرنی نے جواب دیا۔ ”وجہ یہ تھی کہ اس کی بیوی بیٹے کو برا بھلا کہتی تھی۔ بیٹا آوارہ بد معاش تھا اور اب بھی ہے۔ مگر جوش اس سے بہت محبت کرتا ہے۔ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان ہمیشہ ہینک کے سلسلے میں لڑائی ہوتی رہتی تھی۔ آخر جب مسز تھورن کا انتقال ہوا تو دونوں الگ ہو گئے۔ جوش مسز تھورن کی خدمت کرتی ہے اور اس کی بیوی جس کا نام ختا ہے بیٹی کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ باپ کے مرنے پر بیٹی کو بڑی دولت ملی ہے مگر تمام دولت ہندی کے باوجود ان کی زندگی قابلِ رشک نہیں۔ آئے دن کسی نہ کسی پریشانی میں گھرے رہتے ہیں۔ میرے پاس دولت نہیں مگر کوئی پریشانی بھی نہیں۔“

”بیٹی کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟“ میں نے سوال

کیا۔

”کچھ زیادہ نہیں۔ سنا ہے ذہنی مریض ہے۔ یہ بھی سنا ہے کہ جب وہ سولہ سال کی تھی تو ناجائز تعلقات کی شہین تھی مگر ماؤرن زمانے میں یہ کوئی برائی نہیں سمجھی جاتی۔ میرے لڑکپن کے دور میں حالات مختلف تھے۔ کوئی لڑکی حاصل کرنے کے لیے بڑی کوشش کرتا پڑتی تھی... مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ کیا انجیلا سے کوئی دلچسپی ہے؟“

”میں انجیلا سے زیادہ ہینک میں دلچسپی رکھتا ہوں۔“

میں نے بتایا۔

”تو ہوشیار رہنا۔ وہ بہت خطرناک کمینہ فطرت آدمی ہے۔“ البرنی نے کہا۔

”انجیلا کا ایک بھائی بھی تو تھا۔ ٹیرانس... اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟“

البرنی نے خالی پلیٹ کی طرف دیکھا۔ میں اس کا مطلب سمجھ گیا۔ میں نے کہا کہ وہ حریف سا بچہ تھا چاہے تو منگوا لے۔ البرنی نے سام کو اشارہ کیا۔ سام پھرتی سے دوسری پلیٹ اور بیئر کا گلاس لے آیا۔ البرنی نے مت چلاتے ہوئے کہا کہ اس جیسی جسامت کے آدمی کو اپنی طاقت برقرار رکھنے کے لیے زیادہ کھانا پڑتا ہے۔ جب پلیٹ اور بیئر کا گلاس خالی ہو گیا تو وہ بولا۔

”تم کیا پوچھ رہے تھے مسز ویلیس؟“

”ٹیرانس ٹھورسن کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟“

میں نے کہا۔

”ہاں کچھ نہ کچھ تو جانتا ہوں۔“ البرنی نے جواب دیا۔ ”اس کی اپنے باپ سے نہیں بنتی تھی۔ میری نے گھر چھوڑ دیا اور یہاں ساحلی علاقے میں ایک کرا کر اپنے رے لے کر رہنے لگا۔ یہ کرا ایک تھری ڈلاس بلڈنگ میں جس کا نام بیکرز ہے، واقع ہے۔ یہ تقریباً دو سال پہلے کی بات ہے۔ وہ پیانو بہت اچھا بجاتا تھا۔ ایک کلب میں جس کا نام ڈیڈ اینڈ کلب ہے، پیانو بجانے پر ملازم ہو گیا۔ کلب کا مالک میری رینج ہے۔ اس نے اپنا نام بھی میری ریڈنگ رکھ لیا۔ سننے میں آیا تھا کہ اس کی وجہ سے کلب کی آمدنی بہت بڑھ گئی تھی۔ نو جوان لڑکے لڑکیاں اس کے پیانو بجانے کے دیوانے تھے۔ وہ رات کے نو بجے سے دو بجے تک کلب میں کام کرتا تھا۔ کبھی کسی سے کوئی بات نہیں کرتا تھا۔ بس اپنے کام سے کام رکھتا تھا۔ پھر تقریباً تین ماہ قبل وہ کہیں غائب ہو گیا، تب سے کسی نے اسے نہیں دیکھا۔ میں نے افواہ سنی تھی کہ ہینک نے اسے تلاش کرنے کی کوشش کی کہ اسے اپنے کلب میں پیانو بجانے

پر رکھ لے لیکن میرے خیال میں کامیاب نہیں ہو سکا کیونکہ اگر میری بلیک کیسٹ میں پیانو بجانے لگتا تو یہ بڑی سستی خیر خبر ہوتی اور مجھے ضرور معلوم ہو جاتی۔“

میں نے چلنے کا ارادہ کیا۔ میں البرنی کو یہ تاثر دینا نہیں چاہتا تھا کہ میں ہینک، انجیلا یا میری کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کے لیے کس قدر بے چین ہوں۔ میں نے اپنے بٹوے سے تیس ڈالر کا نوٹ نکال کر اسے دیا جسے اس نے اس پھرتی سے جھانکا کہ کیا کوئی چھپکلی کسی کبھی پر چھپتی ہوگی۔

”اپنے کان زمین سے لگا رکھنا۔“ میں نے کہا۔

”ہینک، میری اور انجیلا کے بارے میں جتنا بھی معلوم کر سکو، اچھا ہے۔“

”ضرور مسز ویلیس۔“ البرنی مسکرایا۔ ”تم جانتے ہی ہو کہ میں کہاں ملتا ہوں۔ جب چاہو آ سکتے ہو۔“

میں نے سام کو اس کا مل ادا کیا اور ٹورسن سے باہر نکل گیا۔ میں مطمئن تھا کہ میری صبح خاتم نہیں ہوتی ہے۔

☆☆☆

ایڈورسن بلیک کیسٹ سے کچھ فاصلے پر کار میں بیٹھا بیوگم چہار ہاتھا۔ میں اس کے برابر میں بیٹھ گیا۔

”انجیلا باہر نکلے یا نہیں؟“ میں نے پوچھا۔

”وہ دس منٹ پہلے جا چکی ہے۔“ ایڈورسن نے جواب دیا۔ ”میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کا تعاقب کروں یا تمہارے انتظار میں بیٹھا رہوں۔ باہر آتے وقت اس کے ہاتھ میں پلاسٹک کا بریف کیس نہیں تھا اور وہ واپس شہر کی طرف گئی ہے۔“

”تم نے ٹھیک کیا۔“ میں نے کہا اور اسے البرنی سے اپنی گفتگو کے بارے میں بتایا۔

”گو یا ہم بیئر کا ایک گلاس پی کر دوسرے مقامات پر جائیں گے۔“ وہ بولا۔

”ہمارا پہلا اسٹاپ بیکرز بلڈنگ ہے۔“ میں نے کہا۔

”مگر بیئر پینے کے بعد نہیں، بیئر پینے سے پہلے۔“

”میرا بھی یہی اندازہ تھا۔“ ایڈورسن نے چہرے سے پسینا پونچھتے ہوئے کہا۔

بیکرز ایک خستہ حال عمارت تھی جس میں مزدور پیشہ لوگ رہائش پذیر تھے۔ آس پاس چھوٹی چھوٹی دکانیں تھیں۔ وہ تنگ سڑک جس پر یہ عمارت واقع تھی، اس وقت بڑی پرہجوم نظر آرہی تھی۔ ایڈورسن کو کار پارک کرنے کی جگہ بڑی مشکل سے ملی۔ ہم کار سے اتر کر بلڈنگ کے بیرونی

کے لیے

میں نے بارہا تصدیق کرنا شروع کر دی تھی کہ میں تو ایک عادی شاعر ہوں۔

گئی ہے اور میں یہ کام تب تک نہیں کر سکتا جب تک میری کو تلاش یہ گزروں۔ اب تک تو مجھے کوئی کامیابی نہیں ہوئی ہے۔“

”لیکن میری معلومات کے مطابق مسز اینکلس بڑی غریبانہ زندگی گزار رہی تھی۔ یہاں تک کہ وہ میری کے ابراہمنٹ کی جھاز پر بچھ کر گئی تھی۔“ بھرہ کے کہنے پر ہوا کہ

”کے پاس میری کے لیے چھوڑنے کے قابل کوئی چیز ہو؟“

”جی ہاں، ایک لاکھ ڈالرز سے زائد۔“

”اور وہ بھی ٹیکس وغیرہ وضع نہیں کرتی تھی۔“

”اینکلس بڑی کفایت شعار عورت تھی۔“

”نہیں کرتی تھی۔“

”میں اپنے پاس چھپا ہوا۔“

”اسے یہ سمجھانے میں کامیاب ہو گیا۔“

”چھپا کر اپنے گھر میں نہیں لے گیا۔“

”یہ آزاد کر لیا۔“

”مجھے“

”میں رکھوا“

”پتا بتانے والے کو کچھ انعام ملے گا؟“

”ٹیری زیگر کے بارے میں پوچھ رہے ہوتا؟“

”اس نے یہ نہیں بتایا کہ کہاں جا رہا ہے؟“

”نہیں... اور جہاں بھی گیا ہو، مجھے کیا۔ لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔“

”اس کے پاس اولڈس کا رتھی... تمہیں اس کا نمبر معلوم ہے؟“

”ہاں، سر کے مل چلی گئی۔“ اس نے جواب دیا۔ ”یہ ٹیری کے جانے کے تین دن بعد کی بات ہے۔“

”سر کے مل... کیا مطلب؟“ میں چونکا۔

”جب میں اس کے اپارٹمنٹ کے باہر صفائی کر رہا تھا تو میں نے اس کا دروازہ چوہٹ کھلا دیکھا۔ وہ وہاں سے مجھے نظر نہیں آئی تھی۔ چنانچہ میں نے اندر جھانکا۔ مسز ایٹکس فرش پر دراز تھی۔ وہ سر جھکی تھی۔ میں نے پولیس کو اطلاع دی اور معاملہ الٹا پر چھوڑ دیا۔ مجھے پولیس سے اچھے کا شوق نہیں تھا۔ میں نے انہیں کچھ نہیں بتایا اور نہ ہی کچھ بتا سکتا تھا۔ پولیس نے فیصلہ کیا کہ مسز ایٹکس کو قتل کرنے والا کوئی عادی

کیا۔

”کچھ زیادہ نہیں۔ سنا ہے ذہنی مریض ہے۔ یہ بھی سنا ہے کہ جب وہ سولہ سال کی تھی تو ناجائز تعلقات کی شہین تھی مگر ماؤرن زمانے میں یہ کوئی برائی نہیں سمجھی جاتی۔ میرے لڑکپن کے دور میں حالات مختلف تھے۔ کوئی لڑکی حاصل کرنے کے لیے بڑی کوشش کرتا رہتی تھی۔۔۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ کیا انجیلا سے کوئی دلچسپی ہے؟“

”میں انجیلا سے زیادہ بینک میں دلچسپی رکھتا ہوں۔“

میں نے بتایا۔

”تو ہوشیار رہنا۔ وہ بہت خطرناک کمیونہ فطرت آدمی ہے۔“ البرنی نے کہا۔

”انجیلا کا ایک بھائی بھی تو تھا۔ میرانس۔۔۔ اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟“

البرنی نے خالی پلیٹ کی طرف دیکھا۔ میں اس کا مطلب سمجھ گیا۔ میں نے کہا کہ وہ مزید ساج کھانا چاہے تو منگوالے۔ البرنی نے سام کو اشارہ کیا۔ سام پھر پرتی سے دوسری پلیٹ اور بیئر کا گلاس لے آیا۔ البرنی نے منہ چلاتے ہوئے کہا کہ اس جیسی حسامت کے آدمی کو اپنی طاقت برقرار رکھنے کے لیے زیادہ کھانا پڑتا ہے۔ جب پلیٹ اور بیئر کا گلاس خالی ہو گیا تو وہ بولا۔

”تم کیا پوچھ رہے تھے مشروپلیس؟“

”میرانس تھورن کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟“

میں نے کہا۔

”ہاں کچھ نہ کچھ تو جانتا ہوں۔“ البرنی نے جواب دیا۔ ”اس کی اپنے باپ سے نہیں بنتی تھی۔ میری نے گھر چھوڑ دیا اور یہاں سلاطی علاقے میں ایک کرا کرانے پر لے کر رہنے لگا۔ یہ کرا ایک تھریڈ کلاس بلڈنگ میں جس کا نام بیکرز ہے، واقع ہے۔ یہ تقریباً دو سال پہلے کی بات ہے۔ وہ پانچو بہت اچھا بھاتا تھا۔ ایک کلب میں جس کا نام ڈیڈ اینڈ کلب ہے، پانچو بھانے پر ملازم ہو گیا۔ کلب کا مالک میری ریج ہے۔ اس نے اپنا نام بھی میری ریج رکھ لیا۔ سننے میں آیا تھا کہ اس کی وجہ سے کلب کی آمدنی بہت بڑھ گئی تھی۔ نوجوان لڑکے لڑکیاں اس کے پانچو بھانے کے دیوانے تھے۔ وہ رات کے نو بجے سے دو بجے تک کلب میں کام کرتا تھا۔ کبھی کسی سے کوئی بات نہیں کرتا تھا۔ بس اپنے کام سے کام رکھتا تھا۔ پھر تقریباً تین ماہ قبل وہ ہمیں غائب ہو گیا، تب سے کسی نے اسے نہیں دیکھا۔ میں نے افواہ سنی تھی کہ بینک نے اسے تلاش کرنے کی کوشش کی کہ اسے اپنے کلب میں پانچو بھانے

پر رکھ لے لیکن میرے خیال میں کامیاب نہیں ہو سکا کیونکہ اگر میری بلیک کیسٹ میں پانچو بھانے لگتا تو یہ بڑی سستی خیر خبر ہوتی اور مجھے ضرور معلوم ہو جاتی۔“

میں نے چلنے کا ارادہ کیا۔ میں البرنی کو یہ تاثر دینا نہیں چاہتا تھا کہ میں بینک، انجیلا یا میری کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کے لیے کس قدر بے چین ہوں۔ میں نے اپنے نوے سے تیس ڈالر کا نوٹ نکال کر اسے دیا جسے اس نے اس پھر پرتی سے بھجوا کر کیا کوئی چھٹی کسی کبھی پر چھپتی ہوگی۔

”اپنے کان زمین سے لگائے رکھنا۔“ میں نے کہا۔

”بینک، میری اور انجیلا کے بارے میں جتنا بھی معلوم کر سکو، اچھا ہے۔“

”ضرور مشروپلیس۔“ البرنی مسکرایا۔ ”تم جانتے ہی ہو کہ میں کہاں ملتا ہوں۔ جب چاہو آ سکتے ہو۔“

میں نے سام کو اس کا مل ادا کیا اور بیورن سے باہر نکل گیا۔ میں مطمئن تھا کہ میری صحیح نتائج نہیں ہوئی ہے۔

☆☆☆

ایڈرن بلیک کیسٹ سے کچھ فاصلے پر کار میں بیٹھا جیونگم چار ہاتھ تھا۔ میں اس کے برابر میں بیٹھ گیا۔

”انجیلا باہر لگی یا نہیں؟“ میں نے پوچھا۔

”وہ دس منٹ پہلے جا چکی ہے۔“ ایڈرن نے جواب دیا۔ ”میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کا تعاقب کروں یا تمہارے انتظار میں بیٹھا رہوں۔“

اس کے ہاتھ میں پلاسٹک کا بریف کیس نہیں تھا اور وہ واپس شہر کی طرف گئی ہے۔

”تم نے ٹھیک کیا۔“ میں نے کہا اور اسے البرنی سے اپنی گفتگو کے بارے میں بتایا۔

”گو یا ہم بیئر کا ایک گلاس پی کر دوسرے مقامات پر جائیں گے۔“ وہ بولا۔

”ہمارا پہلا اسٹاپ بیکرز بلڈنگ ہے۔“ میں نے کہا۔

”مگر بیئر پیئے کے بعد نہیں، بیئر پیئے سے پہلے۔“

”میرا بھی یہی اندازہ تھا۔“ ایڈرن نے چیرے سے پسینا پونچھتے ہوئے کہا۔

بیکرز ایک خستہ حال عمارت تھی جس میں مزدور پیشہ لوگ رہائش پذیر تھے۔ آس پاس چھوٹی چھوٹی دکانیں تھیں۔ وہ تنگ سڑک جس پر یہ عمارت واقع تھی، اس وقت بڑی پرہجوم نظر آ رہی تھی۔ ایڈرن کو کار پارک کرنے کی جگہ بڑی مشکل سے ملی۔ ہم کار سے اتر کر بلڈنگ کے بیرونی

رہ سکتا ہے۔۔۔ PC10001۔۔۔

”کیا اس کے اپارٹمنٹ میں کوئی اور آگیا؟“  
 ”بالکل آگیا۔۔۔ میری کو گئے ایک گھنٹا بھی نہیں ہوا تھا  
 کہ ایک لڑکی آگئی۔۔۔ دو مہینے کا کرایہ بھی ایڈوانس دے دیا۔“  
 ”وہ کون ہے؟“

”اس کا نام ڈولی گلبرٹ ہے۔ کم سے کم وہ اپنے آپ  
 کو یہی کہتی ہے۔ مجھے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔  
 راتوں کو کام کرتی ہے۔“

چوکیدار نے کچھ بے چینی ظاہر کرنا شروع کی۔ میں  
 نے سوچا کہ اسے کچھ دے دوں تو شاید مزید باتیں معلوم ہو  
 سکیں۔ میں نے بٹوے سے پانچ ڈالر کا نوٹ نکالا۔ اس کی  
 نظریں نوٹ پر جم گئیں۔

”یہ میرے لیے ہے؟“ اس نے پوچھا۔  
 ”نہیں مل سکتا ہے اگر تم مزید تعاون کرو۔ مجھے میری  
 کو تلاش کرنا ضروری ہے۔ اس بلڈنگ میں کوئی ہوگا جو اس  
 کے بارے میں بتا سکے؟“

”ہاں۔“ چوکیدار بھرا پتا سر کھانے لگا۔ ”مجھے یاد آیا  
 کہ سزا سننے کے بعد وہ میری مدد کر سکتی تھی۔ میری کے متعلق کئی باتیں  
 بتا سکتی تھی۔ وہ میری کے سامنے والے اپارٹمنٹ میں رہتی  
 تھی۔ بہت شریف بوڑھی عورت تھی۔ عمر کم سے کم اسی سال  
 تھی۔ وہ میری کے گھر میں جھاڑ پونچھ بھی کرتی تھی اور اکثر  
 اسے کھانا بھی دیتی تھی۔ وہ ان عورتوں میں سے تھی جو  
 دوسروں کے کام آنا پسند کرتی ہیں۔ بہت باتوں کی۔ میرے  
 کان بھی کھاتی رہتی تھی۔ وہ ہوتی تو ضرور تمہاری مدد کرتی۔“  
 ”تو کیا وہ چلی گئی؟“ میں نے پوچھا۔ چوکیدار کی  
 نظریں اب بھی نوٹ پر گڑی تھیں۔ آخر میں نے نوٹ اسے  
 دے دیا۔ اس نے نوٹ کو چومنا اور اپنی گندی پتلون کی جیب  
 میں رکھ لیا۔

”ہاں، سر، کے مل چلی گئی۔“ اس نے جواب دیا۔ ”یہ  
 میری کے جانے کے تین دن بعد کی بات ہے۔“  
 ”سر کے مل۔۔۔ کیا مطلب؟“ میں چونکا۔

”جب میں اس کے اپارٹمنٹ کے باہر صفائی کر رہا تھا  
 تو میں نے اس کا دروازہ چوٹ کھلا دیکھا۔ وہ دو دن سے  
 مجھے نظر نہیں آئی تھی۔ چنانچہ میں نے اندر جھانکا۔ سزا سننے  
 فرش پر دراز تھی۔ وہ مر چکی تھی۔ میں نے پولیس کو اطلاع دی  
 اور معاملہ ان پر چھوڑ دیا۔ مجھے پولیس سے اٹھنے کا شوق نہیں  
 تھا۔ میں نے انہیں کچھ نہیں بتایا اور نہ ہی کچھ بتا سکتا تھا۔  
 پولیس نے فیملے کیا کہ سزا سننے کو قتل کرنے والا کوئی نادی

دروازے تک گئے۔ میں نے اس سے کہا کہ وہ یہیں انتظار  
 کرے، میں جا کر چوکیدار سے بات کرتا ہوں۔ چوکیدار نے  
 خانے میں جھاڑو دے رہا تھا۔ جھاڑو اس طرح پکڑ رہی تھی  
 جیسے اس کے ہاتھ بہت نرم و نازک ہوں۔ اس نے میری  
 طرف دیکھا۔

”میں میری زیگر کو تلاش کر رہا ہوں۔“ میں نے  
 غلطی نہ لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ ضرور تلاش کرو۔“ وہ بولا۔ ”مجھے کام کرنا  
 ہے۔“ اور وہ پھر جھاڑو دینے لگا۔

”وہ مجھے کہاں لے گا؟“ میں نے پوچھا۔ وہ رکا۔  
 میری طرف غور سے دیکھا۔

”تمہارا تعلق پولیس سے ہے؟“ اس نے پوچھا۔  
 ”مجھے اس کی تلاش اس لیے ہے کہ وہ کچھ رقم کا

مالک بن گیا ہے۔“ میں نے کہا۔ چوکیدار کی آنکھوں میں  
 دلچسپی کی چمک ابھری۔

”رقم بہت بڑی ہے؟“ اس نے پوچھا۔  
 ”مجھے معلوم نہیں۔ مجھے کوئی کچھ بتاتا ہی نہیں۔“ میں

سوچ رہا تھا کہ یہ بار بار آیا ہوا بہانہ اب بھی کتنا کارگر  
 ہے۔

”بتاتا ہے والے کو کچھ انعام ملے گا؟“  
 ”میں ڈالر مل سکتے ہیں بشرطیکہ درست پتا بتایا

جائے۔“ میں نے کہا۔ چوکیدار نے سر کھایا۔ کچھ دیر سوچا پھر  
 بولا۔

”میری زیگر کے بارے میں پوچھ رہے ہو نا؟“  
 ”ہاں۔“

”اس نے ٹاپ فلور کا اپارٹمنٹ اٹھارہ ماہ پہلے کرائے  
 پر لیا تھا۔“ چوکیدار نے بتایا۔ ”کرایہ پابندی سے دیتا تھا۔

کوئی اور پرالیم بھی نہیں تھی۔ دن رات کام کرتا تھا۔ پھر دو  
 مہینے پہلے اچانک چلا گیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ سب کچھ

چھوڑ کر جا رہا ہے۔ اپنی چیزیں پیک کر کے دوسوٹ کیسوں  
 میں بھر رہی اور اپنی اولڈس کار میں چلا گیا۔ اس کے بعد میں  
 نے اسے نہیں دیکھا۔“

”اس نے یہ نہیں بتایا کہ کہاں جا رہا ہے؟“  
 ”نہیں۔۔۔ اور جہاں بھی گیا ہو، مجھے کیا۔ لوگ آتے

جاتے رہتے ہیں۔“  
 ”اس کے پاس اولڈس کار تھی۔۔۔ تمہیں اس کا نمبر

معلوم ہے؟“  
 ”کیوں نہیں۔ نمبر اتنا آسان تھا کہ بغیر کوشش کے یاد

بھگ معلوم ہوتی تھی۔ سرخ فٹکڑی لے بال، پھرے پر میک اپ تھپا ہوا تھا۔ خدو خال سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس نے بڑی سخت زندگی گزاری ہے اور بدستور ایسے ہی حالات میں رہ رہی ہے۔ کندھے پر پڑی شال آگے سے کھلی تھی۔ ایک جاگتیا کے علاوہ وہ کچھ پہنے ہوئے نہیں تھی۔ اس نے مجھے سر تپا دیکھا اور مسکرائی۔ اس کی مسکراہٹ ایک طوائف کی مخصوص مسکراہٹ تھی جس سے وہ اپنے گاہک کو خوش آمدید کہتی ہے۔

”سوری جوان... ابھی نہیں، دو گھنٹے بعد آنا۔ ابھی ایک دوست موجود ہے۔“

”تو میں کیا کروں... دو گھنٹے تک انتظار؟“ میں نے کہا۔ ”میرے ایک دوست نے بتایا تھا کہ تم میری مدارات کر سکتی ہو۔“

”ضرور کر سکتی ہوں مگر دو گھنٹے بعد۔“

میں نے اس کے کندھے کے اوپر سے دیکھا۔ کمر خاصا آراستہ تھا۔ ایک نیم وا دروازہ نظر آ رہا تھا جو غالباً بیڈروم کا تھا۔ اچانک بیڈروم سے ایک آواز گونجی۔ ”اس اجنبی سے کہو کہ بھاگ جائے۔ تمہارا خیال ہے کہ میں سارا دن یہیں ضائع کروں گا۔“ لڑکی آواز سن کر چونک گئی۔

”وہ بڑا جنگلی ہے۔“ اس نے جلدی سے کہا۔ ”تم سے پھر ملاقات ہوگی۔“ اور وہ دروازہ بند کر کے چلی گئی۔ مجھے تقریباً یقین تھا کہ یہ گونجتی ہوئی آواز کسی نگرہ کی تھی۔ ڈولی نے کہا تھا کہ وہ بڑا جنگلی ہے۔ مجھے اچانک ایک خیال آیا۔ میں لفٹ سے اتر کر نیچے گیا۔ اینڈرسن موجود تھا۔ ”وکیل کا پتا معلوم کیا؟“ میں نے اس سے پوچھا۔ ”ہاں، اس کا نام ویتا ڈائریکٹری میں موجود ہے۔“ اینڈرسن نے جواب دیا۔ ”نمبر 67 سی کومب روڈ۔“

”او کے! غور سے سنو۔ کچھ دیر میں ایک سیاہ فام عمارت سے باہر نکلے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس کا تعاقب کرو۔ میں کار پیچوڑے جا رہا ہوں، لیکن ہے وہ کسی کار میں جائے۔ اس کے ساتھ لگے رہنا۔ میں جانا چاہتا ہوں کہ وہ بینک تو نہیں ہے۔“

”اور تم؟“

”میں سو لیوس سے بات کرنے جا رہا ہوں۔“ وہاں سے گزرتی ایک ٹیکسی کو دیکھ کر میں نے اسے رکنے کا اشارہ کیا۔

☆☆☆

بٹے باز تھا جو رقم تلاش کر رہا تھا۔ اس کے سر پر کوئی چیز مار کر اسے بے ہوش کر دیا اور سارے پارٹنٹ کی تلاش میں۔ ہر طرف چڑیاں گھری ہوئی تھیں۔ مسٹر ایکس بورہی اور کمزور تھی۔ سر کی چوٹ برداشت نہیں کر سکی۔ بے ہوشی کے عالم میں ہی سرگی۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ نہیں ضرور بتا سکتی تھی کہ ٹیری کہاں ملے گا۔ وہ اکثر مجھ سے ٹیری کی تعریف کرتی رہتی تھی کہ بہت ہی شریف لڑکا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ٹیری اسے اپنا پتا بتائے بغیر نہیں جاسکتا تھا۔ بہر حال، مجھے اتنا ہی کچھ معلوم ہے۔“

”کیا کسی نے مسٹر ایکس کا پارٹنٹ بھی کرائے پر لے لیا؟“ میں نے پوچھا۔

”ابھی نہیں۔ اس نے پارٹنٹ تین سال کے لیے لیا تھا۔“ چوکیدار نے بتایا۔ ”فرہنجیہ وغیرہ بھی اسی کا تھا۔ کوئی وکیل اس کے معاملات سنبھال رہا ہے۔ جیسے ہی وہ اپنا کام ختم کرے گا، پارٹنٹ کرائے پر اٹھادیا جائے گا۔“

”تمہیں معلوم ہے اس کا وکیل کون ہے؟“

”کوئی نو جوان ہے۔ مجھ سے ملنے بھی آیا تھا۔“

”نام نہیں معلوم؟“ میں نے سوال کیا۔ چوکیدار اپنا سر کھانے لگا پھر ایک دم سے بولا۔

”اس کا نام سولی یوس ہے۔“

مجھے احساس ہوا کہ اب چوکیدار سے مزید کچھ معلوم نہیں ہو سکتا۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

”ممکن ہے کہ میں پانچ ڈالر کے نوٹ کے ساتھ تم سے دوبارہ ملنے آؤں۔“ میں نے کہا۔

”بڑی خوشی ہے۔“ چوکیدار نے سر ہلایا۔ ”جتنی مرتبہ چاہو آ سکتے ہو۔“

میں عمارت سے باہر نکلا۔ اینڈرسن کار کے پاس کھڑا چیونگر چہا رہا تھا۔

”کچھ کامیابی ہو رہی ہے۔“ میں نے اسے بتایا۔

”سولی یوس نامی ایک وکیل کا پتا معلوم کرو۔ میں کچھ دیر میں واپس آتا ہوں۔“

میں دوبارہ بلڈنگ میں داخل ہوا اور لفٹ سے ٹاپ فلور پر پہنچا۔ وہاں صرف دو پارٹنٹ تھے۔ داہنے ہاتھ کے دروازے پر گتے کا ٹکڑا چسپاں تھا جس پر مس ڈولی گھبراتا نام لکھا تھا۔ میں نے گتے کا ٹکڑا دبا دیا۔ اس وقت پانچ بج کر پچاس منٹ ہوئے تھے۔ میرا خیال تھا کہ ڈولی اب تک سو کر اٹھ گئی ہوگی۔ تین مرتبہ فٹن دبانے کے بعد دروازہ کھلا۔ میرے سامنے جو لڑکی کھڑی تھی، اس کی عمر بیس سال کے لگ



سولی لیوس کا آفس ایک پرانی سی بلڈنگ کے ٹاپ فلور پر تھا۔ ایک چھوٹا سا کمر جس کے ایک گوشے میں ایک خستہ حال میز اور اس سے بھی زیادہ خستہ حال فائلوں کی الماری کھڑی تھی۔ دوسری جانب ایک چھوٹی میز پر سینڈ ویچ ٹائپ رائٹر رکھا تھا جس سے ظاہر تھا کہ وہ اپنا ٹائپنگ کا کام بھی خود ہی کرتا تھا۔ وہ میز کی دوسری جانب ایک فائل کھولے بیٹھا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور مسکراتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ قد و قامت متوسط اور عمر پینتیس سال معلوم ہوتی تھی۔ چہرے پر داڑھی تھی جس نے بیشتر چہرہ چھپا لیا تھا۔ جسم اتنا دبلا تھا جیسے وہ بیٹنے میں ایک بار کھانا کھاتا ہو۔

”میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟“ اس نے ہاتھ ملاتے ہوئے کمرے کی واحد کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے ہاتھ ملایا، اسے اپنا تعارفی کارڈ دیا۔ اس نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کارڈ پڑھا پھر میری طرف دیکھا۔ ”مسٹر ویلیس اتم سے مل کر خوشی ہوئی۔“ اس نے کہا۔ ”میں نے تمہاری انجینی کے بارے میں بہت کچھ سنا ہے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟“

”مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مسز اسٹیکس کے وکیل ہو۔“ میں نے کہا۔ وہ قدرے چونکا۔ ”درست ہے۔ مجھے اس کی وصیت پر عمل درآمد کرانا ہے۔“

”کیا ٹیرنس تھورسن یا میری زیگلر کا نام تمہارے لیے کوئی معنی رکھتا ہے؟“ ”ظہیری زیگلر۔“ اس نے سر ہلایا۔ ”ضرور رکھتا ہے۔“

”میں اسے تلاش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ چونکہ مسز اسٹیکس کے اور اس کے تعلقات بہت دوستانہ تھے، اس لیے مجھے امید تھی کہ وہ مجھے بتا سکے گی کہ میری کہاں ہے مگر بد قسمتی سے اس کا انتقال ہو گیا۔ مجھے خیال آیا کہ شاید بھی اس نے تم سے میری کا ذکر کیا ہو۔“

”تم اسے کیوں تلاش کر رہے ہو؟“ لیوس نے دادھی پر ہاتھ بھیرتے ہوئے پوچھا۔

”ایکلی انجینی کو اس کی تلاش پر مامور کیا گیا ہے۔“ میں نے جواب دیا۔ ”مجھے موکل کا نام نہیں بتایا گیا۔ صرف یہ تاکید کی گئی ہے کہ اسے تلاش کروں۔“

”اس کا مطلب ہے کہ میں اور تم ایک ہی مسئلے سے دوچار ہیں۔“ لیوس نے قدرے اطمینان سے کہا۔ ”مسز اسٹیکس اپنی تمام دولت اور دوسری چیزیں اس کے نام چھوڑ

گئی ہے اور میں یہ کام تب تک نہیں کر سکتا جب تک میری کو تلاش نہ کر لوں۔ اب تک تو مجھے کوئی کامیابی نہیں ہوئی ہے۔“ ”لیکن میری معلومات کے مطابق مسز اسٹیکس بڑی غریبانہ زندگی گزار رہی تھی۔ جہاں تک کہ وہ میری کے اپارٹمنٹ کی جھاڑ پونچھ بھی کرتی تھی۔ پھر یہ کیسے ممکن ہوا کہ اس کے پاس میری کے لیے چھوڑنے کے قابل کوئی چیز ہو؟“ ”اس کی جملہ چیزوں کی مالیت ایک لاکھ ڈالر سے زیادہ ہے۔“ لیوس نے بتایا۔ ”اور وہ بھی ٹیکس وغیرہ وضع کرنے کے بعد۔ مسز اسٹیکس بڑی کفایت شعار عورت تھی۔ کبھی اپنی دولت صرف نہیں کرتی تھی۔ رقم اپنے پاس چھپا رکھی تھی۔ میں بڑی مشکل سے اسے یہ سمجھانے میں کامیاب ہوا کہ اتنی دولت اسے لٹافوں میں چھپا کر اپنے گھر میں نہیں رکھنا چاہیے اور اسے یہ رقم بینک میں رکھنے پر آمادہ کر لیا۔ مجھے خوشی ہے کہ اس نے میرے مشورے پر عمل کیا۔“

”تمہیں یقین ہے کہ اس نے ساری رقم بینک میں رکھوا دی تھی؟“ ”ہاں یقیناً۔۔۔ میں نے بینک سے معلوم کیا تھا۔ اس نے قتل ہونے سے چار دن قبل ساری رقم پیسٹیک اینڈ پیٹنل بینک میں جمع کرا دی تھی۔ بینک کے۔۔۔ منیجر مسز آکلینڈ میرے واقف کار ہیں۔ اب بات صرف میری کو تلاش کرنے کی ہے۔“

”تم نے اب تک اسے تلاش کرنے کے لیے کیا کیا؟“ میں نے پوچھا۔

”جو عام طور پر کیا جا سکتا تھا۔“ لیوس نے پھینکی مسکراہٹ سے جواب دیا۔ ”اشتہار دیا، پولیس میں رپورٹ کی انگشتہ افراد کے ادارے سے رجوع کیا۔ غرض جو کچھ کر سکتا تھا کیا۔۔۔ مگر دو ماہ ہو گئے ہیں اب تک تو کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔“

اس نے حیرانہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔ ”لیکن اب جبکہ تم بھی اسے تلاش کر رہے ہو تو مجھے پھر سے توقع ہو چلی ہے۔ اگر تم اسے تلاش نہیں کر سکتے تو اور کون کر سکتا ہے؟“

”فرض کرو وہ مر چکا ہے۔“ میں نے کہا۔ ”تب پھر اس رقم کا کیا ہوگا؟“

”اگر اس کی موت مسز اسٹیکس کے مرنے کے بعد ہوئی ہے تو یہ رقم اس کے نزدیک ترین رشتے دار کو ملے گی۔“ لیوس نے جواب دیا۔ ”لیکن میرے پاس شوق ثبوت ہونا چاہیے کہ وہ مر چکا ہے۔“

ایک اور تاریک گلی۔۔۔ میں ٹیکسی سے اپنے آفس واپس گیا۔ باہر آتی گری ٹی کی دفتر کے انکنڈیٹر کی جھنک میں پہنچ کر سکون کی سانس لی۔ پھر اپنی رپورٹ ٹاپ کی۔ ختم ہی کر رہا تھا کہ اینڈ رن آ گیا۔

”باہر تو جیسے جنم بنا ہوا ہے۔“ وہ اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے بولا۔

”تم کسی بات سے خوف زدہ ہو؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں۔ میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔“ میں اس کا ہاتھ پکڑ کر واپس رہائی کمرے میں لے آیا۔ ”مجھے انسوس ہے مگر تم جو سمجھ رہی ہو میں اس کام سے نہیں آیا ہوں۔“ میں نے اسے اپنا تعارفی کارڈ ڈرایا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

وہ کچھ دیر تک کارڈ کو گھورتی رہی پھر مجھے واپس کر دیا اور سخت لہجے میں بولی۔

”جیلے پھرتے نظر آؤ مسٹر۔ دفعہ ہو جاؤ۔“

”مجھے کچھ معلومات درکار ہیں۔“ میں مسکرایا۔ ”جن کے لیے میں تمہیں سوڈا لروے سکا ہوں۔ یہ مت کہنا کہ تمہیں سوڈا لروے دیجی نہیں ہے۔“

”پہلے رقم دکھاؤ۔“ اس نے ہاتھ پھیلا یا۔

میں نے بوسے سے سوڈا کالوٹ نکال کر اسے دکھایا مگر دیا نہیں۔

”پہلے معلومات پھر معاوضہ۔“ میں نے کہا۔

وہ ایک کرسی پر بیٹھئی۔ اس نے ایک شال لپیٹ رکھی تھی۔ غالباً اس کے سوا کوئی اور کپڑا اس کے جسم پر نہیں تھا۔

”تمہیں معلومات؟“

”مجھے میری زیگر کی تلاش ہے۔“ میں نے کارڈ واپس جیب میں رکھ لیا۔ وہ کچھ چوگی۔

”تمہیں کیسے خیال ہوا کہ میں میری کے بارے میں کچھ جانتی ہوں؟“

”مجھے کوئی خیال نہیں ہے۔ میں اسے تلاش کر رہا ہوں۔ مجھے کسی نے بتایا کہ تم اس کے جانے کے بعد ایک گھنٹے کے اندر یہاں آئیں۔ میں نے سوچا ممکن ہے اس نے تمہیں اشارہ کر دیا ہو کہ وہ اپارٹمنٹ خالی کر رہا ہے اور شاید تمہیں معلوم ہو کہ وہ کہاں گیا ہے۔“

”رقم کے بارے میں کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟“ ڈولی نے گہری سانس لی۔ ”مجھے اس کی بہت ضرورت ہے۔“

”تم جو کچھ جانتی ہو بتا دو گی تو رقم مل جائے گی۔ کیا میری نے بتایا تھا کہ وہ جا رہا ہے؟“

”نہیں مگر میرے کان بہت تیز ہیں۔ یہاں وہاں میرے دوست بھی بہت ہیں۔ اگرچہ ٹیری سے میری کبھی نہیں بنی۔“

”تمہیں یہ معلوم نہیں کہ وہ مجھے کہاں مل سکتا ہے؟“

”کیا وہ کسی مصیبت میں ہے؟ بہت جلدی میں گیا ہے۔ شاید خوف زدہ تھا۔“

”کسی نے اس کے لیے کچھ دولت چھوڑی ہے۔ میرا

”کیا معلوم کر کے آئے ہو؟“ میں نے پوچھا۔

”تمہارا اندازہ ٹھیک تھا۔“ اینڈ رن نے جواب دیا۔

”کچھ دیر کے بعد ایک قوی نیکل سیاہ فام باہر آیا اور ایک سفید کپڑی کار میں بیٹھ کر چل دیا۔ میں نے ٹیک کیسٹ تک اس کا تعاقب کیا۔ وہ کلب کے اندر چلا گیا۔ پھر ایک نیگرو باہر نکلا اور کار نہیں لے گیا۔“

”مجھے اس قوی نیکل آدمی کے بارے میں بتاؤ۔“

”بڑا سخت گیر آدمی معلوم ہوتا ہے۔ قدرتی فٹ، چھانچ سے کم نہیں ہوگا۔ ایک کڑ چوڑے کندھوں پر پھوٹا سا سر دکھا ہوا ہے۔ کمرتی جسم ہے۔ کسی رقاص کی طرح چلتا ہے۔ اتنا ہی خطرناک نظر آتا ہے جیسے کوئی کوبرا ساپ۔ مجھے یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی کہ وہی ٹیک اسٹ لے ہے۔“

میں نے اپنی گھڑی دیکھی۔ ڈولی گلیمرٹ سے بات کیے تقریباً دو گھنٹے ہو رہے تھے۔ اس سے ملنے کا وقت آ گیا تھا۔ میں نے اینڈ رن کو اپنی رپورٹ دی۔

”نہیں رہنا۔ میں جلد ہی واپس آؤں گا۔“ میں نے کہا۔

میں نیچے اترا، کار میں بیٹھا اور نیکر بڈنگ کی جانب روانہ ہو گیا۔ اس بار ایک ہی مرتبہ کھنی جھانی تھی کہ دروازہ کھل گیا۔ ڈولی اپنی آوارہ مسکراہٹ کے ساتھ سامنے کھڑی تھی۔

”اندرا جاؤ۔“ اس نے کہا۔ ”تاخیر کے لیے انسوس ہے مگر ہم لوگوں کا وقت یونہی گزرتا ہے۔“

میں رہائی کمرے میں داخل ہوا۔ ڈولی نے دروازہ بند کر دیا۔

”دیکھو ڈارلنگ!“ وہ بولی۔ ”میرے پاس زیادہ ٹائم نہیں ہے۔ مجھے میرا اتحاد دو۔ پچاس ڈالر۔۔۔ اور کام شروع کر دو۔“

میں نے اس کے پاس سے گزرتے ہوئے بیڈروم میں دیکھا۔ جن میں جھانکا اور یہ اطمینان کرنے کے بعد کہ گھر میں اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے، رہائی کمرے میں واپس آ گیا۔ ڈولی بیڈروم میں بستر کے پاس کھڑی کچھ بے چینی سے مجھے دیکھ رہی تھی۔

— 36 —

1991

35

نہیں ہے۔ اس کے علاوہ میرا دل کہہ رہا ہے کہ میری سے ہمیں ابہم یا نہیں معلوم ہو سکتی ہیں۔ میں اسے تلاش کر کے اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔“

”کیا ہم بینک اسمڈلے پر اپنی توجہ مرکوز نہیں کر سکتے؟“

”لیکن میں پہلے میری کو تلاش کرنا چاہتا ہوں۔“

”جیسی تمہاری مرضی۔ باس تم ہو۔ تو اب کیا کریں؟“

”تم گھر جاؤ اور آرام کرو۔ میں اپنی رپورٹ میں کچھ اضافہ کر کے گھر جاؤں گا۔“

گھر گیا تو دیکھا کہ بیرونی دروازے میں دو نئے قفل لگا دیے گئے ہیں۔ ان کی چابیاں مجھے اپنے لیٹرکس میں مل گئیں۔ دیوار پر نیا پینٹ کر دیا گیا تھا۔ کیا خوب لڑی ہے۔۔۔ میں نے سوچا اور بلی ویو ہوٹل فون کیا مگر مجھے بتایا گیا کہ سوزی بہت مصروف ہے، فی الحال مجھ سے بات نہیں کر سکتی۔ دو گھنٹے بعد فون کر کے دیکھ لوں۔ چنانچہ میں اس کا شکریہ بھی نہیں ادا کر سکا۔

☆☆☆

اگلی صبح میں کچھ جلدی آفس پہنچ گیا۔ رپورٹ ٹائپ کر رہا تھا کہ ایڈر سن بھی آ گیا۔

”میں ایک اولڈس کار جس کا نمبر PC10001 کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔“ میں نے کہا۔

”اچھی بات ہے۔“ ایڈر سن نے جواب دیا اور چلا گیا۔ شہر میں اس کے رابطے کے ذرائع تعداد میں اتنے ہی ہو گئے تھے جتنے میرے تھے۔ اس کا ایک دوست کار رجسٹریشن آفس میں تھا۔ میں نے اپنی رپورٹ ٹائپ کر کے فائل میں لگائی اور گنڈا اسے ملے گیا، وہ ابھی آئی تھی اور ڈاک دیکھ رہی تھی۔ میں نے اب تک جو کچھ معلوم ہوا، اسے اختصار سے بتایا۔

”ایسا معلوم ہوتا ہے انجیل بلیک کیسٹ کلب جا کر کسی کو رقم دے رہی ہے۔“ میں نے کہا۔ ”اب وہ بینک اسمڈلے ہے یا کوئی اور۔۔۔ ابھی یہ معلوم نہیں کر سکا ہوں۔ اور یہ بات انجیل یا بینک میں سے کسی سے پوچھنے بغیر معلوم ہونا مشکل ہے۔ ایسا کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ میری مفید ثابت ہو سکتا ہے بشرطیکہ میں اسے تلاش کر سکوں۔ چنانچہ اس کیس کی قابل اطمینان رپورٹ تیار کرنے میں وقت لگے گا۔“

”ہم سبز تھورن سے تین ہزار ڈالرز پو میہ نہیں لے رہے ہیں۔“ گنڈا نے جواب دیا۔ ”اس لیے بہتر ہوگا کہ اس سے ملو۔ اپنی رپورٹ دو اور اس سے پوچھو وہ کیا چاہتی

ہے۔ ہم تحقیقات جاری رکھیں یا ختم کر دیں۔ ممکن ہے وہ منح کر دے۔“

بات مناسب تھی۔ میں اپنے آفس واپس آیا۔ اس وقت دس بج کر تیس منٹ ہوئے تھے۔ میں نے تھورن کے گھر فون کیا۔ ریسیور جوش اسمڈلے نے اٹھایا۔ میں نے اس کی آواز پہچان لی۔

”میں پولیس بات کر رہا ہوں۔ سبز تھورن کو بلاؤ۔“

”تم وہ بی ڈیٹیکٹو ہو؟“

”ٹھیک پہچانا۔“

”مادام باہر کی ہیں اور سہ پہر سے پہلے واپس نہیں آئیں گی۔“

میں نے اس کا شکریہ ادا کر کے ریسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں کے بعد اچانک ایک خیال آیا اور فوراً ہی اس پر عمل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ ایڈر سن کے لیے ایک پرچہ لکھ کر اس کی میز پر رکھا اور تھورن کے پینکے کی طرف چل دیا۔ سبز تھورن کی عدم موجودگی میں مجھے جوش اسمڈلے سے بات کرنے کا بہترین موقع حاصل تھا۔

دروازے پر تین مرتبہ کھنٹی بجانے اور چھ منٹ انتظار کرنے کے بعد جوش اسمڈلے نمودار ہوا۔

”میں‘ تو کہہ دیا تھا کہ مادام گھر پر نہیں ہیں۔“ وہ بولا۔

”ضرور کہا تھا۔“ میں اسے ایک طرف ہٹاتے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔ ”مگر تم شمس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔“

”مگر میں بہت مصروف ہوں۔“

”اپنے کمرے میں چلو۔“ میں نے مضبوطی سے اس کا بازو پکڑ لیا۔ ”مجھے تم سے چند سوالات کرنے ہیں۔“

جوش نے میری طرف دیکھا اور یہ محسوس کر کے کہ میں باز آنے والا نہیں ہوں، وہ مجھے اپنے کمرے میں لے گیا۔

”کچھ پینے کے لیے لاؤ۔“ میں نے کہا۔ ”میں اسکا ج پیند کرتا ہوں۔“

کچھ پینکپاتے ہوئے اس نے ایک الماری سے وھسکی کی ایک بوتل نکالی۔ دو گلاسوں میں خاصی مقدار انڈلی۔ میں نے دیکھا کہ الماری کے ایک خانے میں بہت سی خالی بوتلیں رکھی ہیں۔ کانتے ہاتھوں سے اس نے ایک گلاس مجھے دیا اور دوسرا خود لیے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ میں نے اس کے قریب دوسری کرسی پسند کی۔

”تم کیا جانا چاہتے ہو؟“ اس نے پوچھا اور وھسکی کے کئی گھونٹ بھرے۔

”مسز تھورسن نے میری خدمات یہ معلوم کرنے کے لیے حاصل کی تھیں کہ کوئی ان کی بیٹی کو بلیک میل کر رہا ہے یا نہیں... اور کر رہا ہے تو وہ کون ہے اور کیوں بلیک میل کر رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم بھی یہ بات جانتے ہو۔“ جوش نے اثبات میں سر ہلایا۔ ”تم ہر وہ بات جانتے ہو جو اس گھر میں ہوتی ہے۔ درست ہے؟“

”میں یہاں تیس سال سے زیادہ مدت سے ملازمت کر رہا ہوں۔“ جوش نے جواب دیا۔

”مجھے بتاؤ مسز تھورسن کس قسم کے آدمی تھے؟“

”ان کا انتقال ہو گیا ہے۔“

”مجھے معلوم ہے۔ تم میرے سوال کا جواب دو۔“

”مسز تھورسن بڑے سخت انسان تھے۔“ جوش نے

بتایا۔ ”شاید دولت مند بننے کے لیے ایسا ہونا ضروری تھا۔“

”مجھ پر بہت سختی کرتے تھے لیکن خواہ بھی اچھی دیتے تھے۔“

”وہ اپنے بچوں کے ساتھ بھی سخت تھے؟“

”مسز ٹیری پر تھے مگر مس انجیلا پر نہیں تھے۔ وہ

چاہتے تھے کہ ٹیری ان کا کاروبار سنبھالے۔ انہیں ٹیری کا

بیانویے شوق رکھنا بالکل پسند نہیں تھا۔ آئے دن اسی بات پر

ڈانٹتے رہتے تھے۔ آخر ٹیری گھر چھوڑ کر چلا گیا۔ مجھے اس

سے خوشی ہوئی۔ جب تک وہ رہا، گھر میں سکون نام کی کوئی چیز

نہیں تھی۔ اس کے جانتے ہی سب کچھ ٹھیک ہو گیا۔ پھر مسز

تھورسن وفات پا گئے اور گھر میں ایک بار پھر ہنگامہ شروع ہو

گیا۔ مس انجیلا اور اس کی ماں میں جھگڑے ہونے لگے۔ ان

کی آپس میں نہیں بنتی تھی۔ چنانچہ انجیلا کا بیٹا جوش میں رہنے لگی اور

چونکہ میرے اور میری بیوی کے درمیان بھی بہت اختلاف

رہتا تھا اس لیے وہ انجیلا کے ساتھ چلی گئی۔“

”تم نے دونوں بچوں کو بچپن سے جوان ہوتے دیکھا

ہے۔“ میں نے کہا۔ ”ٹیری کے متعلق تمہاری رائے کیا

ہے؟“

”ٹیری بہت اچھا لڑکا تھا۔ میری اس کی خوب بنتی

تھی۔ وہ اکثر میرے کمرے میں آکر مجھ سے باتیں کرتا تھا۔

اسے اس بات پر بھی افسوس تھا کہ میرے اور میری بیوی کے

درمیان بہت جھگڑے ہوتے ہیں۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ

زیادہ دن تک وہ اپنے باپ کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ جیسے ہی

مسز تھورسن آفس جاتے تھے، ٹیری میوزک روم میں جا کر

بیانو بجانے لگتا اور بیاتابی چلا جاتا۔ اس کے اندر موسیقی کی

خدا داد صلاحیت تھی۔ اس نے کسی سے موسیقی سیکھی نہیں تھی، نہ

سروں کے بارے میں زیادہ جانتا تھا۔ اسے جاننے کی

ضرورت بھی نہیں تھی۔ بس ایک بار کوئی دھن سچ لے تو اسے بڑی کامیابی سے بجا سکتا تھا۔ اس نے سیکھنے کی کوشش کی تو باپ نے اجازت نہیں دی۔ جب وہ جا رہا تھا اور یہ کوئی دو سال پہلے کی بات ہے تو میرے پاس آیا اور مجھے خدا حافظ کہا۔ مجھے اس کے جانے کا اتنا دکھ تھا کہ میں دیر تک روتا رہا۔“

”اور انجیلا... اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟“

میں نے پوچھا۔

”جب تک وہ بچی رہی، ٹھیک رہی۔ جیسے جیسے بڑی

ہوتی گئی، بد مزاج ہوتی گئی۔ وہ مجھ سے نفرت کرنے لگی۔

میرا خیال ہے کہ میری بیوی نے اس کے دماغ میں میرے

خلاف زہر بھردیا تھا۔ اس کے بعد میرے اس کے روابط

اچھے نہیں رہے۔“

”اپنے بھائی کے ساتھ اس کا برتاؤ کیسا تھا؟“

”وہ ایک دوسرے سے بہت قریب تھے۔ ٹیری گھر

سے گیا تو انجیلا مر جھا کر رہ گئی، جیسے اس کی زندگی سے ساری

خوشیاں چلی گئی ہوں پھر جب مسز تھورسن کا انتقال ہوا تو وہ

کانچ میں قفل ہو گئی۔ میری بیوی اس کے ساتھ چلی گئی، تب

سے میں نے اسے پھر نہیں دیکھا۔“

”مسز تھورسن کی موت اچانک ہوئی تھی؟“

”ہاں مگر غیر متوقع نہیں تھی۔“

”کیا مطلب؟“

”وہ بہت سخت کوش زندگی بسر کرتے تھے۔ ہر وقت

کام اور غصہ۔ یہ ان کے کمزور دل کے لیے مناسب نہیں تھا۔

ان کے ڈاکٹر نے کئی مرتبہ خبردار کیا مگر وہ اپنی من مانی کرنے

کے عادی تھے۔“

”اس عادت سے تو تمہیں بھی مشکل پیش آتی ہوگی؟“

”نہیں، میں ان کے مزاج سے واقف تھا۔ برسوں

سے انہیں دیکھتا چلا آ رہا تھا لیکن کچھ لوگ انہیں پریشان کر

دیتے تھے۔“

”تو کیا وہ ان سے جھگڑا کرتے تھے؟“

”نہیں، جھگڑتے نہیں تھے کیونکہ ان سے ان کا

کاروباری تعلق تھا۔ وہ مالی معاملات میں بہت ہوشیار تھے

اور ان لوگوں کی دولت سے سرمایہ کاری کرتے تھے۔“

”لیکن کبھی نہ کبھی ان پر غصہ تو ہوتے ہوں گے؟“

”غصہ تو وہ سب پر کرتے تھے۔ ان پر... مجھ

پر... یہاں تک کہ...“

”انجیلا پر بھی؟“

”ہاں لیکن ایسا صرف ایک بار ہوا تھا۔“

”یہ کب ہوا تھا؟“

”اس دن...“ جوش نے گلاس کی باقی وحسکی حلق

میں انڈیل لی۔

”تم نے انہیں جھگڑتے سنا تھا؟“

”سب کچھ تو نہیں سنا تھا، جھگڑنے کی آوازیں آ رہی

تھیں۔ الفاظ سمجھ میں نہیں آ رہے تھے مگر میں نے انجیلا کو

میری کا نام لیے ضرور سنا تھا... اس کے بعد وہ کمرے سے

باہر نکل گئی۔“

”کیا تم نے کارڈز کو یہ بات بتائی تھی؟“

”اس نے پوچھا ہی نہیں۔ اس کے علاوہ وہ جھگڑا

خاندانی معاملہ تھا۔“

”مجھے میری کی تلاش ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ وہ کہاں

ہے؟“

”کاش مجھے معلوم ہوتا۔ میں خود اس سے ملنا چاہتا

ہوں مگر جب سے وہ گیا ہے، اس کے بارے میں کوئی خبر نہیں

سنی۔“

”میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میرا اس سے ملنا کیوں

ضروری ہے۔“ میں نے کہا۔ ”ایک بوڑھی خاتون نے اس

کے لیے ایک لاکھ ڈالر زچہ پورے ہیں۔ اس خاتون کا نام سوز

اسٹنس تھا۔ اسے کسی نے قتل کر دیا۔ یہ رقم تب تک میری کو

نہیں مل سکتی جب تک میں اسے تلاش نہ کر لوں۔ ذرا تصور کرو

ایک لاکھ ڈالر۔“

”اسے قتل کیا گیا تھا؟“ جوش نے پوچھا۔

”قاتل کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ اپنی دولت گھر میں

چھپائے رکھتی ہے۔ وہ بیکرز بلڈنگ میں رہتی تھی۔ میری بھی

وہیں رہتا تھا۔ قاتل کو اس دولت کی تلاش تھی مگر حسن اتفاق

سے سوز اسٹنس ساری رقم چاروں ٹل بینک میں جمع کرا چکی

تھی، وہ اب بھی بینک میں ہے۔ اس انتظار میں کہ میری کب

اسے طلب کرتا ہے۔“

”مجھے کچھ معلوم نہیں مسٹر وولیس کہ میری کہاں ہے۔“

میں اٹھ کر دروازے کی طرف چلا۔

”ایک بات اور۔“ میں نے رک کہا۔ ”تمہارا ایک

بیٹا ہے بینک جو بلیک کیسٹ کلب کا مالک ہے... ہے نا؟“

”درست ہے۔“ جوش نے نظریں نیچی کرتے ہوئے

ہلکی آواز میں کہا۔

”جب میں پہلی مرتبہ یہاں آیا تھا اور مسٹر تھورسن نے

میری خدمات حاصل کی تھیں تو تم نے اپنے بیٹے کو فون کر کے

میرے بارے میں بتا دیا... یہ سچ ہے نا؟“

جوش خاموش بیٹھا رہا۔ میں نے ایک بار پھر ذرا سخت

لہجے میں اپنا سوال دہرایا۔

”میں ہر روز فون پر اپنے بیٹے سے بات کرتا ہوں۔“

جوش بڑبڑایا۔

”اور تم نے اسے میرے بارے میں بتا دیا؟“

”میرے بیٹے کو ان باتوں سے دلچسپی ہے جو یہاں

ہوتی ہیں۔“ کچھ دیر کے بعد وہ بولا۔

”او کے جوش۔“ میں نے کہا۔

اب مزید گفتگو سے کوئی فائدہ نہیں تھا۔ میں جو کچھ جانتا

چاہتا تھا، معلوم کر چکا تھا۔ جوش نے بینک کو بتا دیا تھا کہ مجھے

انجیلا کے بارے میں تحقیقات کے لیے مقرر کیا گیا ہے اور

بینک نے فوراً مجھے دھمکانا ضروری سمجھا۔ میں کمرے سے نکلا تو

جوش خیالات میں مگھایا ہوا تھا۔ اسے میرے جانے کا احساس

بھی نہیں ہوا ہو گا۔

☆☆☆

آفس پینیا تو میرا پرچہ بدستور اینڈرسن کی میز پر رکھا

تھا۔ میں نے جوش اسمڈلے سے اپنی گفتگو کی رپورٹ ٹائپ

کی۔ فارغ ہوا تو ایک بج کر پندرہ منٹ ہو رہے تھے اور مجھے

بھوک لگ رہی تھی۔ میں نے رپورٹ تھورسن کی فائل میں

لگائی۔ اسی وقت اینڈرسن آ گیا۔ اس کے چہرے سے لگ رہا

تھا کہ وہ بہت سی خبریں لے کر آیا ہے۔

”آؤ پہلے کھانا کھا لیں۔“ میں نے کہا۔

”ٹھیک کہا۔“ اینڈرسن بولا۔ ”اس وقت مجھے اتنی

بھوک لگی ہے کہ ایک ہاتھی نوش جان کر سکتا ہوں۔“

ہم ایک قریبی ریستورانٹ میں گئے۔ کھانے کا آرڈر

دیا۔ کھانا آیا تو بغیر کوئی بات کہے شروع ہو گئے۔ جب نصف

سے زیادہ کھانا پیٹ میں اتر گیا تو میں نے پوچھا۔

”کیا خبریں ہیں؟“

”وہ اولڈس کا راب بینک کے نام رجسٹرڈ ہے۔ تین

ماہ پہلے اس نے اپنے نام ٹرانسفر کرائی ہے۔ یہ خبر کیسی ہے؟“

”پسند آئی۔“ میں نے نوالہ چباتے ہوئے جواب

دیا۔ ”آگے چلو۔“

”میں نے بینک کا پتا معلوم کر لیا ہے۔ وہ نمبر 56 سی

گرور وڈ، سی کوئٹ میں رہتا ہے۔ میں نے جا کر دیکھا ہے،

اس کا کمرانا پتھر پر ہے۔ بلڈنگ اچھی اور سائیکس ہے۔

اس کے بعد میں پولیس ہیڈ کوارٹر گیا اور نام پوسکی سے بات

کی۔ اسے بتایا کہ ہم لوگ بینک اسمڈلے میں دلچسپی رکھتے

ہیں۔ وہ فارغ تھا، باتیں کرنے لگا۔ بینک کی فائل نکالی۔ اس کے مطابق پولیس بینک کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہے۔ بینک بارہ سال کی عمر سے پولیس کی نظروں میں ہے۔ تین مرتبہ اصلاحی اسکول بھیجا جا چکا ہے۔ چوری، ڈییتی، تشدد، لوگوں کو مارنا پینا اس کا معمول تھا پھر اچانک بڑا شریف نظر آنے لگا۔ پھر بھی پلسکی کا خیال ہے کہ اس کے کلب میں کچھ نہ کچھ ہو رہا ہے۔ مگر کیا، یہ وہ نہیں جانتا۔ وہ کلب پر چھاپا مارنے کے لیے بے چین ہے مگر بغیر ثبوت کے سرچ وارنٹ حاصل نہیں کر سکتا۔

”اچھا کام کیا۔“ میں نے تعریف کی۔

میں نے اینڈرسن کو جوش اسمڈ لے سے اپنی گفتگو کے بارے میں بتایا۔ کھانے سے فارغ ہو کر اینڈرسن نے اپنی رپورٹ ٹاپ کی۔ میں تھورسن کی فائل پڑھتا رہا۔ تب سوا چار بجے میں نے سوچا کہ شاید مسز تھورسن واپس آگئی ہو۔ معلوم کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ میں اس کے بیگلے پر پہنچ گیا۔ بارش رک گئی تھی۔ دھوپ نکل آئی تھی۔ قسمت ساتھ تھی۔ کارے اتر کر آگے بڑھا تو مسز تھورسن کو باغ میں ایک درخت کے نیچے چائے پیتے دیکھا۔ میں قریب گیا تو اس نے سر دنگا سے مجھے دیکھا۔

”میرا خیال ہے مسز ویلس کہ میں نے تم سے کہا تھا آنے سے پہلے فون کر لیا کرو۔“ وہ بولی۔

”کیا تھا مگر آپ باہر تھیں اس لیے چلا آیا۔“ میں نے جواب دیا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

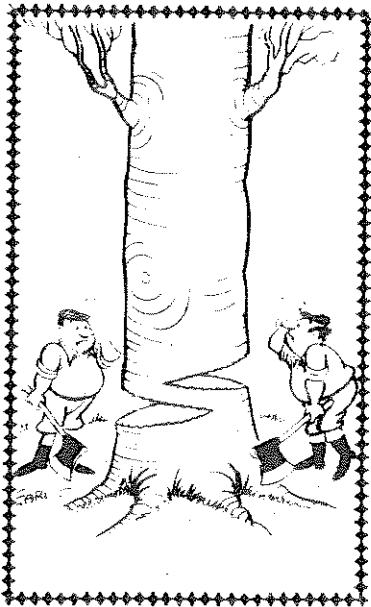
”مجھے سے کہا گیا کہ میں اب تک کی تحقیقات سے آپ کو آگاہ کروں اور پوچھوں کہ آپ اسے مزید جاری رکھنا چاہتی ہیں یا نہیں۔“

”کیسی تحقیقات؟“

”آپ نے مجھ سے یہ معلوم کرنے کے لیے کہا تھا کہ انجیلا کو بلیک میل کیا جا رہا ہے یا نہیں۔“ میں نے جواب دیا۔ ”اور اگر کیا جا رہا ہے تو کون کر رہا ہے اور وہ کس سلسلے میں بلیک میل کی جا رہی ہے۔ میں نے انجیلا کو بینک سے کیش نکالتے دیکھا۔ اس کا تعاقب کیا، وہ ساحل سمندر پر واقع ایک کلب بلیک کیسٹ میں گئی۔ یہ کلب صرف سیاہ فام لوگوں کے لیے ہے۔ وہ وہاں دس منٹ تک رہی اور جب واپس آئی تو رقم کا بریف کیس اس کے پاس نہیں تھا۔“

مسز تھورسن اس طرح ساکت بیٹھی ہوئی تھی جیسے پتھر کی بن گئی ہو۔

”تمہارا کہنا ہے کہ انجیلا اس سیاہ فام لوگوں کے کلب



”لوگوں کے... اس سے بات کرتے ہیں کیا وہی تھاکہ۔“

میں گئی؟“ اس نے پوچھا۔

”بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کلب میں کسی کو بلیک میل کی رقم ادا کرنے لگی تھی۔“ میں نے جواب دیا۔ ”لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ سیاہ فام لوگوں سے تعلقات رکھتی ہے۔“

”تب اس کا کیا مطلب ہے؟“

”ممکن ہے وہ سیاہ فام لوگوں کے کسی غلامی فنڈ میں مدد دے رہی ہو۔ میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا، البتہ میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ اس کلب کا مالک بینک اسمڈ لے ہے۔“

یعنی آپ کے ہٹلر کا بیٹا۔“

وہ ایک بار پھر جیسے پتھر بن گئی۔ مجھے اس کی تعریف کرنا پڑتی ہے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ اسے میری باتوں سے گہرا شک لگے لیکن وہ بڑے کمال سے ضبط کر رہی تھی۔

”بینک اسمڈ لے۔“ اس نے آہستہ سے دہرایا۔ ”ہاں، مجھے یاد آگیا۔ وہ کبھی ہمارے باغ میں کام کرتا تھا۔“

پھر میں نے دیکھا کہ میری بیٹی اس پر ضرورت سے زیادہ مہربان ہو رہی ہے۔ یہ انجیلا کے سن بلوغت میں قدم رکھنے کا زمانہ تھا۔ وہ احقناہ حریس کرنا پسند کرتی تھی۔ بینک اس سے دس سال بڑا تھا اور ہر طرح اس کی حوصلہ افزائی کرتا تھا،

اسے اکساتا تھا۔ میں نے اپنے شوہر سے شکایت کی اور اس نے ہینک کو نکال دیا۔ ”مسز تھورسن نے گہری سانس لی۔ ”ایسا معلوم ہوتا ہے، وہ اب بھی اس سے ملا کرتی ہے اور رقم بھی دیتی ہے۔ یہ کتنی خطرناک بات ہے۔“

”معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے مگر ممکن ہے یہ بات نہ ہو۔“

”میں اس بارے میں اپنے منکر سے بات کروں گی۔“

”بہتر ہوگا کہ پہلے آپ انجیلا سے بات کریں۔“

”انجیلا سے۔“ مسز تھورسن کے چہرے پر ایک تھکن مسکراہٹ ابھری۔ وہ مجھے کچھ نہیں بتائے گی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے۔“

”کئی پیچیدگیاں ہیں مسز تھورسن۔“ میں نے کہا۔

”اگر آپ چاہتی ہیں کہ میں مزید تحقیقات کروں تو آپ کہہ دیں۔ آپ کئی مرضی ہوگی تو تحقیقات جاری رہے گی ورنہ بند کر دی جائے گی۔“

”کیسی پیچیدگیاں؟“ مسز تھورسن نے پوچھا۔ اس موقع پر میں میری کاڈ کرنا نہیں چاہتا تھا۔

”ہینک بہت خطرناک آدمی ہے۔“ میں نے جواب دیا۔ ”میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے کلب میں کیا کچھ ہوتا ہے۔ پولیس نے بھی کوشش کی تھی مگر ناکام رہی۔ اگر مجھے کلب میں غیر قانونی طور پر ہونے والی سرگرمیوں کے بارے میں ٹھوس ثبوت مل گیا تو میں ہینک کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے دیکھنا پسند کروں گا لیکن یہ سب کچھ آپ پر منحصر ہے۔“

”مجھے اس سے زیادہ خوش کسی اور بات سے نہیں ہو گی۔“ مسز تھورسن کے لہجے میں بڑی سنگ دلی تھی۔ ”کہ اس بد معاش کو اپنے کبے کی سزا ملے اور وہ قید کر دیا جائے۔ ٹھیک ہے۔ مجھے پروا نہیں کہ اس پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے، تم اپنی تحقیقات جاری رکھو۔“

”میں یہی کروں گا مسز تھورسن۔۔۔ مگر ایک شرط پر۔“

میں نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ ”کہ آپ اس بارے میں اپنے منکر یا اپنی بیٹی سے کوئی بات نہ کریں۔“

”میں اس بد معاش کو قراقرضی سزا دلانے کا کام تم پر چھوڑتی ہوں۔“ مسز تھورسن نے جیسے دانت پیٹتے ہوئے کہا۔

”اب یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ وہ بچنے نہ پائے۔“ ان الفاظ کے بعد میں وہاں سے رخصت ہو گیا۔

☆☆☆

بارش ہو رہی تھی اور میں تھورسن کے ہنگامے کے باہر اپنی کار میں بیٹھا اس گفتگو پر غور کر رہا تھا جو ابھی مسز تھورسن سے

ہوئی تھی۔ کم سے کم اس نے انجینی کو مزید تحقیقات لی اجازت دے دی تھی اور چونکہ یہ تحقیقات کافی گراں تھی اس لیے اسے اپنی رقم کا کچھ نہ کچھ رقم البدل تو ملنا چاہیے تھا۔ میں اسٹین کے گرد چار دیواری کے ساتھ ساتھ آگے بڑھا اور جیسا کہ مجھے توقع تھی، جلد ہی اپنے دائیں جانب ایک گلی تک پہنچ گیا۔ مجھے امید تھی کہ یہ گلی مجھے انجیلا کے کالج تک پہنچا دے گی اور میرا اندازہ درست نکلا۔ میں اپنی برساتی پہن کر باہر نکلا۔ چھوٹی سی پختہ روش طے کر کے کالج پر پہنچا۔ کالج زیادہ بڑا نہیں تھا۔ تین چار کمرے ہی ہوں گے۔ سامنے ہی انجیلا کی پرانی پٹیل کار کھڑی تھی۔ میں نے آگے بڑھ کر بیرونی دروازے پر لگا کھٹکی کا منہ دیا۔ جلد ہی دروازہ کھلا۔ میرے سامنے ایک نیم نیم سیاہ فام عورت کھڑی تھی اور اتنی طاقتور معلوم ہو رہی تھی کہ کھلی کھلی ہوسر سے مقابلہ کر سکتی تھی۔ اس نے مجھے سر سے پاؤں تک دیکھا اور پھر پوچھا میں کیا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ مجھے انجیلا سے ملنا ہے۔

”اپنا راستہ پاؤ مسٹر۔“ اس نے جواب دیا۔ ”مس انجیلا انجینی لوگوں سے نہیں ملتیں۔“

”مکروہ مجھ سے ضرور ملیں گی۔“ میں نے اپنا تعارفی کارڈ دیا۔ ”تم یہ کارڈ انہیں دے دو۔ ذرا جلدی۔ میں بھیگ رہا ہوں۔“

”یہاں انتظار کرو۔“ اس نے کارڈ دیکھتے ہوئے کہا اور دروازہ بند کر کے چلی گئی۔

تو یہ حتمی اسڈلے ہے۔ میں نے دل سے کہا اور مجھے جوش اسڈلے پر رحم آنے لگا۔ پانچ منٹ گزر گئے۔ میں نے ایک بار پھر منہ دیا اور دیا۔ جلد ہی دروازہ کھلا۔

”اندر آ جاؤ۔“ ستا نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔ ”اور یہ برساتی اتار دو۔ میں گھر میں کچھ پسینہ نہیں کرتی۔“

میں نے برساتی اتار کر وہیں فرش پر ڈال دی۔ اس نے کچھ آگے جا کر ایک کمرے کا دروازہ کھولا اور مجھے اندر جانے کا اشارہ کیا۔ یہ ایک بڑا سا رہائشی کمرہ تھا جسے کافی آرامتہ کیا گیا تھا۔ انجیلا ایک کرسی پر بیٹھی مجھے گھور رہی تھی۔ اس وقت اس نے دھوپ کا پشیم نہیں پہنا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر میں چونکا۔ میں نے اس کی ماں سے اس کے مرد دوستوں کے بارے میں پوچھا تھا اور جواب ملا تھا کہ انجیلا اتنی بد صورت ہے کہ کوئی شریف مزاج لڑکا اس سے دوستی رکھنا پسند نہیں کرے گا۔ غالباً یہ ایک ماں کا جاسدہ جذبہ تھا کیونکہ اس وقت جو لڑکی میرے سامنے تھی، وہ کسی فلم اسٹار کی طرح خوب صورت تھی۔ کچھ دلی ضرور تھی مگر اس کا جسم بڑی



کبش کا حامل تھا۔

”زحمت دینے پر محذرت خواہ ہوں مس انجیلا۔“ میں نے کہا۔ ”لیکن مجھے امید ہے کہ تم میری کچھ مدد کر سکو گی۔“  
”بچہ جاؤ مسٹر ویلیس۔“ اس نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ ”کیا بیو گے... چائے یا کافی؟“  
”شکریہ۔“ میں بیٹھ گیا۔ ”سر دست کچھ نہیں۔“  
”تم پرائیویٹ ڈاکٹر ہو؟“ اس نے کارڈ دیکھا۔  
”درست ہے۔“

”تمہاری زندگی تو بڑی سنسنی خیز ہو گی۔ میں نے پرائیویٹ جاسوسوں کے بارے میں بہت سی کہانیاں پڑھی ہیں۔“  
”ایسا صرف کہانیوں میں ہی ہوتا ہے۔ میرا زیادہ وقت تو کار میں انتظار کرتے یا لوگوں سے پوچھ گچھ کرتے گزرتا ہے۔“

”تو تم میرے پاس کیوں آئے ہو؟“  
”میری خدمات تمہارے بھائی کو تلاش کرنے کے لیے حاصل کی گئی ہیں۔“ میں نے کہا۔ میں اسے غور سے دیکھ رہا تھا مگر اس کے چہرے پر دلچسپی کے علاوہ کوئی تاثر نمایاں نہیں ہوا۔

”میری کو؟“ اس نے پوچھا۔  
”ہاں، ایک بوڑھی خاتون نے اس کے لیے کچھ رقم چھوڑی ہے۔ جب تک میری کو تلاش نہ کر لیا جائے، رقم بینک میں ہی رہے گی۔“  
”ایک بوڑھی عورت نے میری کے لیے رقم چھوڑی ہے؟“

”جی ہاں۔“  
”کون ہے وہ؟“

”اسی وجہ سے میرا کام بہت بور ہے۔“ میں نے منہ بنایا۔ ”میرے پاس نے مجھے صرف اتنا بتایا کہ میری کو تلاش کرو کیونکہ اس کے لیے کسی بوڑھی خاتون نے اپنی وصیت میں رقم چھوڑی ہے۔ اس نے مجھے عورت کا نام نہیں بتایا، البتہ یہ ضرور کہا کہ رقم ایک لاکھ ڈالرز ہے۔ چنانچہ میں معلومات حاصل کر رہا ہوں۔“

”کیا... ایک لاکھ ڈالرز...؟“  
”جی ہاں مس انجیلا۔“ میں بولا۔ ”یہ میری کے لیے بہت اچھی بات ہے تاہم اگر اسے تلاش پھر بھی کرنا پڑے گا۔ تم کچھ مدد کر سکتی ہو؟“

”کاش کر سکتی۔ میں نے تو مہینوں سے اپنے بھائی کی

جارج اتوار کے روز ہفتہ کرکٹ کھیلتا تھا۔ اس کی بیوی اس کے اس معمول سے عاجز آچکی تھی۔  
”تنگ آکر اس نے اپنے پارسی سے رجوع کیا؟“ غارن اتوار کے روز کرکٹ کھیلتا تھا۔ اس نے پوچھا۔  
”گناہ تو نہیں ہے۔“ پارسی نے جواب دیا۔  
”البتہ جارج جس طرح کھیلتا ہے، اس کی وجہ سے تو اسے جرم مسترار دینا چاہیے۔“

بالر کے لیے وہ میچ بہت غراب ثابت ہوا۔ اس کی غراب بالنگ کے وجہ سے اس کی ٹیم ہار گئی اگلے ہفتے اس نے مسلسل پینچس کی تاکہ گزشتہ میچ کی تلافی کر سکے۔ اگلے میچ کے بعد اس نے کپتان سے پوچھا۔ ”آپ کو کچھ فرق محسوس ہوا؟“  
”کپتان اسے غور سے دیکھتا رہا پھر بولا۔  
”ہاں، فرق تو محسوس ہوتا ہے، شاید تم نے بال چھوٹے کر لیے ہیں۔“

صورت نہیں، بیلی۔“

”کیا؟“ اس نے تہیں خط بھی نہیں بھیجا... فون بھی نہیں کیا؟“  
”نہیں۔“ انجیلا کے چہرے سے افسردگی ظاہر ہوئی۔  
”اور یہ میرے لیے بڑے دکھ کی بات ہے۔ ایک وقت تھا کہ میں اور میری بہت قریب تھے۔“

میں فیصلہ نہیں کر سکا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے یا نہیں۔ اگر بول رہی تھی تو بڑی مہارت سے بول رہی تھی۔ ”ممکن ہے تم اس کے کسی دوست کو جانتی ہو جو مجھے اس کے بارے میں بتا سکے۔“

”نہیں، میں اس کے کسی دوست کو بھی نہیں جانتی۔“  
انجیلا نے نفی میں سر ہلایا۔

”مجھ میں تو معلوم ہو گا کہ وہ... کلب میں یہاں تو بجایا کرتا تھا اور پھر اچانک چلا گیا؟“  
”مجھے یہ کبھی معلوم نہیں تھا۔“ اس کے چہرے سے حیرت کا اظہار ہوا۔

”گو یا تم میری کوئی مدد نہیں کر سکتیں۔“  
”کاش میں کر سکتی مگر تمہارا کارڈ میرے پاس ہے۔“

اگر مجھے میری کی کوئی خبر ملی تو تمہیں فون کروں گی۔“  
”مجھے اس سے خوشی ہو گی۔“ میں کھڑا ہو گیا۔ ”انفوس کی بات ہے کہ بینک میں اس کے لیے اتنی بڑی رقم رکھی ہے اور اسے اس کی خبر تک نہیں ہے۔“

”واقعی بڑے افسوس کی بات ہے۔“ وہ بھی کھڑی ہو گئی۔

تب میں نے وہ سوال کیا جس کا جواب یہ بنا سکتا تھا کہ وہ کچ بول رہی ہے یا بڑی مہارت سے جھوٹ۔ ”کیا تم بتا سکتی ہو کہ میں بینک اسمڈل سے کہاں مل سکتا ہوں؟“ میں نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اگر میں اسے اتنے غور سے نہ دیکھ رہا ہوتا تو شاید اس کی ہچکوں کے معمولی سے جھپکے کو نوٹ نہیں کر سکتا تھا۔ مگر اب ہی اس کی مسکراہٹ میں تھوڑی سی کمی کو بھی میں سمجھ گیا کہ میرے سوال نے اسے بے خیالی میں چونکا دیا ہے۔ ایک لمحہ توقف کے بعد وہ پھر مسکرائی گئی۔

”بینک اسمڈل۔۔ تمہارا مطلب ہے وہ سیاہ فام لڑکا جو کبھی تمہارے باغ میں کام کرتا تھا؟“

”جی ہاں، وہی بینک جو سزا اسمڈلے کا بیٹا ہے۔ تمہیں معلوم ہے وہ مجھے کہاں مل سکتا ہے؟“

”مجھے نہیں معلوم۔ میں نے تو اسے مدت سے نہیں دیکھا، نہ ہی اس کی ماں نے دیکھا ہے۔“

تب میں جان گیا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے اور وہ بھی بڑے تجربہ کار انداز میں۔ اب تک میں نے ایسی مہارت سے جھوٹ بولنے کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ اگر میں نے اسے بلیک کیسٹ کلب میں جاتے نہ دیکھا ہوتا تو شاید وہ مجھے الحق بنانے میں کامیاب ہو جاتی۔ جوانی طور پر میں نے بھی اداکاری کرتے ہوئے کندھے اچکائے۔

”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے بھائی کو تلاش کرنا بہت مشکل ثابت ہوگا۔“ میں نے کہا۔ ”مگر ہم برابر تحقیقات کرتے رہیں گے۔ جب ہماری ایجنسی کے پردہ کوئی کام کیا جاتا ہے تو ہم اسے انجام دے کر ہی دم لیتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ جب ہم اسے تلاش کر لیں گے تو تمہیں بھی اس کے بارے میں جاننے سے انہیں ہوگی۔“ میں مسکرایا۔ ”ایسا ہوا تو میں تمہیں اطلاع کر دوں گا۔“

اسے ساکت کھرا چھوڑ کر۔۔ جبکہ اس کی مسکراہٹ بھی غائب ہو چکی تھی، میں باہر نکلا۔ میں نے لابی کے فرش سے اپنی برساتی اٹھالی اور اپنی کاری طرف چل دیا۔ اس کی ماں نے کہا تھا کہ وہ کلدھڑکن اور ہر صورت ہے مگر یہ چوبیس سالہ لڑکی بڑی مہارت سے جھوٹ بول رہی تھی۔ اگر میں نے اس سے بینک کے بارے میں سوال نہ کیا ہوتا تو جو کچھ اس نے کہا تھا، اس پر سو فیصد یقین کر لیتا۔ کارائنا رت کرتے ہوئے میں نے سوچا، اب وہ کیا کرے گی؟ کیا اپنے بھائی کو

ہوشیار کر دے گی یا بینک کو بتا دے گی؟ یہ بھی ممکن تھا کہ کچھ نہ کرے۔

☆☆☆

میں آفس میں داخل ہوا تو اینڈرسن ٹائپ رائٹر کھڑا رہا تھا۔ میں نے اسے انجیلا سے اپنے انٹرویو کے بارے میں بتایا اور آخر میں کہا۔

”وہ بڑی خوب صورتی سے جھوٹ بولتی ہے۔ اس کے اعصاب بڑے مضبوط ہیں۔ جسمانی کشش سے بھرپور ہے۔ ظاہر کرتی ہے کہ اسے اپنے بھائی کے بارے میں کچھ پتا نہیں۔۔۔ اور بہت روکتے لیجے میں جواب دیتی ہے کہ اس نے مدتوں سے بینک کو نہیں دیکھا۔“

”میں اب بھی سمجھنے سے قاصر ہوں کہ تم اس کے بھائی کو کیوں تلاش کرنا چاہتے ہو؟“ اینڈرسن نے کہا۔ ”مجھے تو اس کیس میں بینک سب سے زیادہ مشتبہ لگتا ہے۔“

”ممکن ہے، تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔“ میں نے جواب دیا۔ ”لیکن میرا دل کہتا ہے کہ میری اس سمجھ کی جانی ہے۔ خیر، اسے چھوڑو۔۔ آؤ اپنی اپنی رپورٹ تیار کر لیں۔“ میں بھی اپنا ٹائپ رائٹر سامنے ٹھیک کر رپورٹ ٹائپ کرنے لگا۔

ہم رپورٹ ٹائپ کر کے فارغ ہوئے تو سات بج کر میں منٹ ہوئے تھے۔

”اب کیا کرنا ہے؟“ اینڈرسن نے پوچھا۔ ”ہم پہلے کھانا کھا لیں گے، اس کے بعد میں بینک سے بات کرنے جاؤں گا۔“

”ٹھیک ہے، میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔“ اینڈرسن نے کہا۔

میں نے اپنی میز کی ٹیلی دراز کھول کر اعشاریہ تین آٹھ یورکار یا ریو الور نکالا۔ کھول کر چیک کیا اور اپنی جٹلون کی جینی میں اس لیا۔

”اچھا ریو الور بھی لے لو۔“ میں نے کہا۔ ”ہم کمر معیبت سے دو چار ہو سکتے ہیں۔“

اس نے اپنی میز کی دراز کھولی اور انگلیوں میں پہنے والے دو جینل کے پہنے نکالے۔ انگلیوں میں چڑھا اور بڑی پسندیدگی سے انہیں دیکھا۔

”اگر تمہارے پاس ریو الور ہے تو مجھے ریو الور کی ضرورت نہیں ہے۔“

”غیر قانونی چیز ہے۔“ میں نے بتایا۔

”ٹھیک ہے، غیر قانونی ہیں۔“ اینڈرسن نے پہنے

اتار کر جیب میں رکھ لیے۔ ”لیکن کسی سیاہ فام سے آمناسامنا ہونے پر بہترین ہتھیار ثابت ہوتے ہیں۔“

میں کندھے اچکا کر خاموش ہو گیا۔ میں جانتا تھا کہ اس کا ایک سچ خیر کو سلا سکا ہے اور اگر یہ پیچہ بھی انگلیوں پر چڑھا ہوتا تو ہاتھی کے اوسان بھی خطا ہو جائیں گے۔

”مجھے ایک فون کرنا ہے، اس کے بعد ہم روانہ ہو جائیں گے۔“ میں نے کہا اور نیلی ویو ہوٹل کا نمبر ڈائل کیا۔ خوش قسمتی سے سوزی سے بات ہو گئی۔

”بس ایک بات کہنا ہے۔“ میں بولا۔ ”دیوار پر رنگ اور دروازے میں سے نقل لگوانے کا شکریہ۔ تم بہت اچھی ہو۔“

”اس طرح ہم دو ہو گئے۔“ اس نے جواب دیا۔ ”محبت سے دور رہنا۔ اگلے بدھ کو ملاقات ہوگی۔“ اور اس نے ریسیور رکھ دیا۔

میں اور اینڈرسن باہر نکلے۔ بوندا باندی اب بھی ہو رہی تھی۔ پہلے ہم نے لوئیسورنٹسٹورٹ جا کر کھانا کھایا، میں اکثر یہاں آتا تھا۔ ریسیورنٹ کے مالک لوئیسورنٹسٹورٹ سے خاصی دوستی ہو گئی تھی۔ اس نے ہمیں اس دن کا پیش کھانا کھلایا۔

کھانے سے فارغ ہوئے تو سوا آٹھ بجے تھے۔ بلیک کسٹ کی سرگرمیاں شروع ہونے میں ابھی دیر تھی۔ ہم ساحلی علاقے میں پہنچے۔ کار پارک کی اور پیدل کلب کی طرف روانہ ہوئے۔ میں نے دروازہ کھولا۔ ہم اندر داخل ہوئے۔

یہ کافی بڑا کمر تھا۔ چھوٹی چھوٹی میز پر بیٹھیں۔ درمیان میں فرش کو پالش کر کے ڈاسٹ فلور بنا دیا گیا تھا۔ نقاشیاں منشیات کے دھوئیں کی بوتلیں ہوئی تھیں۔ جیسا کہ میرا خیال تھا کہ ابھی بہت کم لوگ آئے تھے۔ ایک جانب چوتھے پر تین آدمیوں کا بینڈ کوئی دھن بجا رہا تھا۔ ہمارے اندر قدم رکھتے ہی خاموشی چھا گئی۔ ایک قوی میکل نیگرو نے آگے بڑھ کر ہمارا راسٹر روک لیا۔

”کیا تمہیں پڑھنا نہیں آتا؟“ اس نے کہا۔ ”مجھے ہینک سے بات کرنی ہے۔“ میں بولا اور اپنا تعارفی کارڈ نکالا۔ ”اور اگر تمہیں پڑھنا آتا ہے تو اسے پڑھ لو۔“

”کیا تمہارا تعلق پولیس سے ہے؟“ اس نے کارڈ دیکھ کر پوچھا۔ ”یہ کارڈ ہینک کو دو اور اس سے کہو مجھے اس سے بات کرنی ہے۔“

”دو کارڈ لے کر ایک دروازے کے پیچھے غائب ہو گیا۔“

کمرے میں بیٹھے سیاہ فام ہمیں گھور رہے تھے۔ غالباً وہ ہمیں پولیس کا آدمی سمجھ رہے تھے۔ میں نے انتظار کرنا مناسب نہیں سمجھا اور اینڈرسن کو ساتھ لے کر اسی دروازے کی طرف چل دیا جہاں وہ ٹیکرو گیا تھا۔ دروازے کے دوسری جانب ایک کوریڈور تھا۔ سامنے ایک اور دروازہ تھا۔ اچانک وہ دروازہ کھلا اور ہینک اسڈلے باہر نکلا۔ اینڈرسن نے اگرچہ اس کا حلیہ مجھے بتایا تھا مگر اسے اپنے سامنے دیکھنے سے پہلے مجھے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنا لمبا چوڑا اور عموماً ہوگا۔ اس کا قد کم سے کم چھ فٹ سات انچ تھا۔ اس کے کندھوں کی چوڑائی غیر معمولی تھی۔ جسم کے مقابلے میں اس کا سر کافی چھوٹا تھا۔ بد صورت چہرہ، پتیلی ناک، موٹے ہونٹ اور سرخ آنکھیں۔

وہ کسی خوفناک فلم کا کردار نظر آ رہا تھا۔

”کیا چاہتے ہو؟“ وہ غرایا۔

”مسٹر ہینک اسڈلے۔“ میں نے نرم لہجے میں پوچھا۔

اور اس غیر متوقع خطاب نے اسے چونکا دیا۔ شاید اب تک کسی گورے آدمی نے اسے مسٹر نہیں کہا تھا۔

”ہاں، کیا چاہتے ہو؟“ اس مرتبہ آواز میں وہ غراہٹ نہیں تھی۔

”میں ایکلی ڈیکٹیو ایجنسی سے آیا ہوں مسٹر ہینک!“ میں نے کہا۔ ”اور مجھے امید ہے کہ تم میری مدد کر سکتے ہو۔“

”مدد... میں کسی گورے آدمی کی مدد نہیں کرتا۔ اگلے قدم لوٹ جاؤ۔“

”گورے آدمی اور کالے آدمی کی بات مت کرو۔“ میرا نام ویلیس ہے اور تمہارا ہینک۔ ہم ایک دوسرے کو نام سے مخاطب کریں گے۔ اسی طرح شاید ہم کوئی مہذب گفتگو کر سکیں۔“

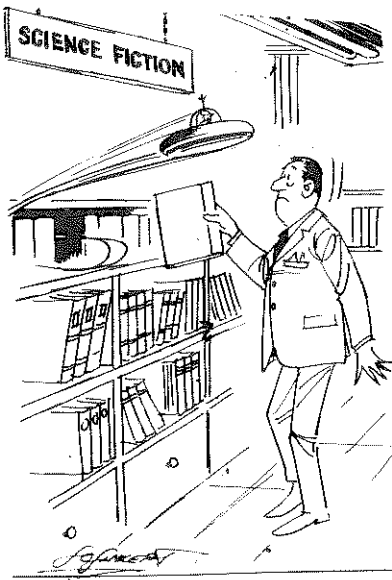
وہ گفتگو کے اس انداز کا عادی نہیں تھا اس لیے اس کے روپے بے ہنگام پٹ ظاہر تھی۔

”میں میری زیچنگر کو تلاش کر رہا ہوں۔“ میں نے بات جاری رکھی۔ ”تم اس کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو؟“

اس کا فوری رد عمل ہوا۔ اس نے کچھ آگے جھک کر مجھے غور سے دیکھا۔ وہ اس وقت بالکل کنگ کا رنگ معلوم ہو رہا تھا۔

”تم اسے کیوں تلاش کر رہے ہو؟“ اس نے پوچھا۔ میں نے اس ٹیکرو کی طرف دیکھا جسے کارڈ دیا تھا۔

”اپنے آدمی سے کہو باہر جائے۔“ میں نے کہا۔ ”میں جو کچھ کہنے والا ہوں، اس کا پوشیدہ رہنا ضروری ہے۔“



سائنس فکشن... ارے باپ رے... فکشن تو کتاب  
چھوتے ہی شروع ہو گیا!  
”فرض کرو“ انہیں اس کا پتا معلوم نہ ہو تب؟“  
اینڈرسن نے سوال کیا۔

”بہر حال، دیکھتے ہیں۔“ میں نے جواب دیا۔ ”اب  
کل صبح آفس میں ملیں گے۔“  
میں نے اسے اس کے گھر کے قریب اتار دیا اور خود  
بیلی ویو ہوٹل پہنچا۔ سوزی نے مجھے بڑی میٹھی مسکراہٹ سے  
دیکھا۔ وہ حسب معمول استقبالیہ کاؤنٹر پر مصروف تھی۔  
”آج رات کسی وقت میرے ساتھ باہر چل سکتی  
ہو؟“ میں نے اس سے پوچھا۔

”آج کی رات تو ناممکن ہے۔“ سوزی نے نفی میں سر  
ہلایا۔ ”مجھے تین بجے سے پہلے چھٹی ملیں گے اور اس وقت  
تھکنے سے برا حال ہو گا۔ صبر سے کام لو ڈیر۔ ہم حسب  
معمول بدھ کو ملیں گے۔“

میں اپنے گھر واپس آ گیا۔ ٹی وی پر کوئی اچھا پروگرام  
نہیں آرہا تھا۔ چنانچہ سوئے لیٹ گیا۔  
☆☆☆

اگلی صبح آفس میں... میں اور اینڈرسن باتیں کر رہے  
تھے کہ فون کی گھنٹی بجی۔ میں نے رسیور اٹھایا۔  
”ہیلو!“ ایک بھاری آواز ابھری۔ میں نے

ہینک نے ٹیکو کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔ وہ میرے  
قریب سے گزرتے ہوئے باہر نکل گیا۔  
”مجھے اس لیے ٹیری کی تلاش ہے کیونکہ کسی نے اس  
کے نام ایک بڑی رقم پھوڑی ہے۔“

”کتنی رقم؟“ ہینک نے دلچسپی سے پوچھا۔  
”دقیقین سے نہیں کہہ سکتا مگر ایک لاکھ ڈالرز سے زیادہ  
ہے۔“

”ایک لاکھ ڈالرز۔“ ہینک نے حیرت سے دہرایا۔  
صاف ظاہر تھا کہ اسے دولت سے گہری دلچسپی تھی۔  
”مجھے یہی بتایا گیا ہے۔ تم بتاؤ کہ ٹیری مجھے کہاں مل  
سکتا ہے؟“  
”اگر وہ تمہیں مل جائے تو کیا ہو گا؟“ ہینک نے سوچتے  
ہوئے پوچھا۔

”میں اسے ہینک لے جاؤں گا۔ وہ کچھ کاغذات پر  
دستخط کرے گا اور اسے رقم مل جائے گی۔“  
”مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے۔“ ہینک نے جواب  
دیا۔ ”مگر ممکن ہے میں اسے تلاش کر لوں۔ میں معلوم کروں  
گا۔ وہ یہاں بھی ہو سکتا ہے اور کہیں اور بھی۔“  
مجھے احساس ہو رہا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے مگر یہ  
صبر اور انتظار کا کھیل تھا۔

”اچھی بات ہے۔“ میں نے کہا۔ ”میرا کارڈ اپنے  
پاس رکھو، ٹیری سے رابطہ قائم ہو جائے اور وہ رقم لینے کا  
خواہش مند ہو تو مجھے فون کر دینا۔“

”اچھا۔“ ہینک نے کہا اور نگاہ اٹھا کر میرے پیچھے  
دیکھا اور شاید پہلی مرتبہ اینڈرسن کی موجودگی سے آگاہ ہوا۔  
”یہ کون ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”میرا بڑی گارڈ۔“ میں نے جواب دیا۔ ”جب میں  
کسی ایسی ویسی جگہ جاتا ہوں تو اسے ساتھ لے لیتا ہوں۔“  
میں اور اینڈرسن ساطلی علاقے سے واپس لوٹے تو  
اس نے پوچھا۔

”اب اگلا قدم کیا ہے؟“  
”ہم گھر جائیں گے۔“ میں نے کہا۔ ”میرا اب بھی  
یہی خیال ہے کہ ٹیری اس کیس کا بنیادی سراغ ہے۔ میں نے  
دو جگہ چارڈا والا ہے۔ انجیلا اور ہینک اب جانتے ہیں کہ ٹیری  
ایک لاکھ ڈالرز کی قیمت رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انہیں اس  
کا پتا معلوم ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی  
ایک اسے لاکھ ڈالرز کے بارے میں بتائے گا اور اسے رقم  
حاصل کرنے کے لیے سامنے آتا پڑے گا۔“

اسے پہچان لیا۔ یہ بینک کی آواز تھی۔

”ہیلو بینک۔“ میں نے اینڈرسن کو اشارہ کیا کہ اپنے ایکسٹینشن کارڈ سے پورے اٹھا کر وہ بھی ہماری گفتگو سے۔ ”کیا تمہارے پاس میرے لیے کوئی خبر ہے؟“

”ہاں، میں نے اسے تلاش کر لیا ہے اور وہ رقم مانگ رہا ہے۔“

”وہ تمہیں کہاں ملا؟“ میں نے پوچھا۔ بینک نے کچھ توقف کے بعد جواب دیا۔

”اس بات کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ اسے رقم کب ملے گی؟“

”کوئی مشکل نہیں ہوگی۔“ میں نے کہا۔ ”بندوبست کر کے تمہیں فون کروں گا۔“

”بندوبست کرنے سے کیا مطلب ہے؟“

”مجھے بینک سے رابطہ قائم کر کے مسٹر آکلینڈ سے ملاقات کا وقت لینا ہوگا۔“ انہیں شناختی کارروائی کی ضرورت ہوگی۔ وہ فارم تیار کرنا پڑیں گے جن پر ٹیری دستخط کرے گا۔

ان کاموں کے لیے وقت چاہیے مگر فکر کی بات نہیں، سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں تمہیں بعد میں فون کروں گا۔“ اور یہ کہہ کر میں نے ریسیور لٹکھ دیا۔

”مجھے فریب کی بو آ رہی ہے۔“ اینڈرسن نے کہا۔

”ہو سکتا ہے۔ اب سنو، تمہیں کیا کرنا ہے۔“ میں نے جواب دیا۔ ”ڈیڈ اینڈ کلب کے مالک ہیری ریج سے ملو اور کہو کہ کیا وہ بینک میں ٹیری کو شناخت کرنے پر آمادہ ہے۔

میرا خیال ہے کہ وہ ضرور آئے گا تا کہ ٹیری سے مل سکے۔ تم یہ کام کرو، میں آکلینڈ سے بات کرتا ہوں۔“

میں منٹ بعد میں آکلینڈ کے آفس میں داخل ہوا۔

مجھے دیکھ کر وہ کھڑا ہو گیا اور ہاتھ ملا۔

”تحقیقات کیسی چل رہی ہیں؟“ اس نے پوچھا۔ میں نے مناسب جواب دیا پھر پوچھا۔

”مجھے معلوم ہوا کہ آپ کے بینک میں ایک لاکھ ڈالرز جمع ہیں جن کا حق دار ٹیرانس تھورسن یا ٹیری زیٹگر ہے۔ یہ رقم اس کے لیے بیکرز بلڈنگ میں رہنے والی ایک عورت مسز اسٹکس نے چھوڑی ہے۔“

”ورست سے۔“ آکلینڈ نے مجھے غور سے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ ”انگر میں کچھ سمجھا نہیں۔ مسز اسٹکس کی جاکدا کے سلسلے میں تو ایک ویل جس کا نام مسٹر ویلس ہے۔

غفل در آمد کا ڈسے دار ہے اور جب تک وہ ٹیری کو تلاش نہ کر لے، رقم بینک میں ہی رہے گی۔ جو بات میری سمجھ میں نہیں

آئی، وہ یہ ہے کہ اس کا تمہاری تحقیقات سے کیا تعلق؟“

”مجھے امید ہے کہ ٹیری اس کیس کے سلسلے میں بھی مفید ثابت ہو سکتا ہے۔“ میں نے کہا۔ ”اس کے دوستوں نے اس تک یہ خبر پہنچائی ہے کہ وہ ایک بڑی رقم کا مالک بن سکتا ہے اور اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ خبر سن کر وہ ظاہر ہو گیا ہے۔ اب تک اس کا کوئی پتا نہیں تھا لیکن ایک لاکھ ڈالرز نے اسے سامنے آنے پر اکسایا ہے۔“

”بڑی غیر معمولی بات ہے۔“ آکلینڈ بڑبڑایا۔

”کیا آپ نے بھی ٹیری کو دیکھا ہے؟“ میں نے پوچھا۔

”نہیں، اس سے ملنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا۔“

”تو اگر ایک آدمی آپ کے دفتر میں آکر دعویٰ کرے کہ وہ ٹیری تھورسن ہے اور ایک لاکھ ڈالرز اس کے حوالے کیے جائیں تو کیا آپ پہچان لیں گے کہ وہ ٹیری ہے یا نہیں؟“ میں نے پوچھا۔ آکلینڈ نے نفی میں سر ہلایا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ کوئی فرضی ٹیری بن کر آ سکتا ہے؟“

”ایک لاکھ ڈالرز کی رقم معمولی نہیں ہوتی۔“

”بلاشبہ مجھے شناختی کارروائی کرنے کی ضرورت ہو گی۔“

”میرا خیال ہے کہ بہترین شناختی کارروائی یہ ہو سکتی ہے کہ آپ مس انجیلا کو بینک بلا لیں۔ اگر وہ اپنے بھائی کو شناخت کر لے تو پھر کوئی پرالیم نہیں ہوگی۔“

”بہت ہی اچھا خیال ہے مسز ویلس۔“ آکلینڈ خوش ہو کر بولا۔

”کیا یہ کام آج نہ پیر ہو سکتا ہے؟“

”ہاں، کیوں نہیں۔“ تین بجے کا وقت مناسب رہے گا۔“

”تو پھر مس انجیلا کو فون کر کے معلوم کریں کہ وہ آ سکتی ہے یا نہیں۔“ مجھے امید ہے کہ وہ اپنے بھائی سے مل کر خوش ہو گی۔“

آکلینڈ نے آپرٹر سے انجیلا کو فون کرنے کے لیے کہا اور رابطہ قائم ہونے پر بولا۔

”ہیلو مس انجیلا! میں آکلینڈ بات کر رہا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ تم یہ بات جانتی ہو یا نہیں کہ تمہارے بھائی ٹیری کے لیے ایک خاتون نے ایک لاکھ ڈالرز کی رقم چھوڑی ہے۔“ اس نے کچھ دیر دوسری طرف ہونے والی بات سنی۔

”ہاں، اس سلسلے میں مسز ویلس نے بہت مدد کی ہے۔“

# کیا آپ لبوب مقوی اعصاب کے فوائد سے واقف ہیں؟

کھوئی ہوئی توانائی بحال کرنے اعصابی کمزوری دور کرنے تھکاوٹ سے نجات اور مردانہ طاقت حاصل کرنے کیلئے کستوری عنبر زعفران جیسے قیمتی اجزاء والی بے پناہ اعصابی قوت دینے والی لبوب مقوی اعصاب ایک بار آزما کر دیکھیں۔ اگر آپ کی ابھی شادی نہیں ہوئی تو فوری طور پر لبوب مقوی اعصاب استعمال کریں۔ اور اگر آپ شادی شدہ ہیں تو اپنی زندگی کا لطف دوبالا کرنے یعنی ازدواجی تعلقات میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے بے پناہ اعصابی قوت والی لبوب مقوی اعصاب ٹیلیفون کر کے گھر بیٹھے بذریعہ ڈاک وی پی منگوائیں فون نمبر 10 بجے تا رات 9 بجے تک

**المسلم دار الحکمت (رجسٹرڈ)**  
(دیکھی یونانی دواخانہ)  
ضلع وشہر حافظ آباد پاکستان  
**0300-6526061**  
**0301-6690383**

آپ صرف فون کریں۔ آپ تک  
لبوب مقوی اعصاب ہم پہنچائیں گے

میرے لیے یہ جانتا ضروری ہے کہ جو شخص اس رقم کا دعویٰ کر رہا ہے وہ تمہارا بھائی ہے یا نہیں۔ چونکہ میں بھی میری سے نہیں ملا اس لیے شناخت کی کارروائی ہونا ضروری ہے۔ اگر تم آج سہ پہر تین بجے آ کر اسے شناخت کر لو تو اچھا ہے۔ اس نے پھر دوسری طرف کی بات سنی۔ ”ہاں، میں جانتا ہوں کہ تم نے طویل مدت سے اپنے بھائی کو نہیں دیکھا مگر پہچان تو سکتی ہو۔ ظاہر ہے تمہیں اس سے مل کر خوشی ہوگی۔ تو پھر میں تین بجے تمہارا انتظار کروں گا۔ بہت بہت شکریہ مس انجیلا۔“ اور اس نے ریسپورڈ رکھ دیا۔

”مس انجیلا نے کہا ہے، وہ ضرور آئے گی۔“ اس نے مجھے بتایا۔  
مجھے اس پر ترس آنے لگا۔ آکلینڈ، انجیلا کو اتنا نہیں جانتا تھا جتنا کہ میں۔

”بڑی خوشی کی بات ہے۔“ میں کھڑا ہو گیا۔ ”پھر میں بھی تین بجے پہنچ جاؤں گا۔“

☆☆☆

میں دو بج کر پینتالیس منٹ پر پسیفک اینڈ نیٹیل بینک میں داخل ہوا۔ مس کراچ کو اپنی دوستانہ مسکراہٹ سے نوازا جو اسی طرح اچھل کر واپس آگئی جیسے گولف کی بال کسی دیوار سے لگ کر واپس آتی ہے۔  
”مسز آکلینڈ مصروف ہیں۔“ وہ بولی۔

”او کے۔۔۔“ انہیں صرف میرے آنے کی اطلاع کر دو۔“ میں نے کہا اور لاؤنچ میں جا کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیج میں نے اور اینڈرسن نے ایک ساتھ کیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ نہ صرف ہیری رچی سے ملاتا بلکہ اس کی استہائیل کلرک مس لیزا سے بھی بات کی تھی جو میری کے غائب ہونے کے وقت اس کی گرل فرینڈ تھی۔ ہیری، میری کو دوبارہ اپنے کلب میں پیاؤ بجانے پر آمادہ کرنا چاہتا ہے اس لیے وہ ضرور آئے گا۔ لیزا، میری کے فراق میں بے چین ہے اس لیے اس کا آنا بھی لازمی ہے۔ میں نے اینڈرسن سے کہا کہ وہ ان دونوں کو ٹھیک سو اتین بجے لے کر آئے، اس سے پہلے ہرگز نہیں۔ میں انہیں ایک سر پرانے کے طور پر میری کے سامنے لانا چاہتا ہوں۔ اس نے جواب دیا کہ وہ بالکل ایسا ہی کرے گا۔ دس منٹ بعد مس کراچ نے مجھے بتایا کہ مسز آکلینڈ فارغ ہو چکے ہیں۔ میں ان سے مل سکتا ہوں۔

آکلینڈ نے بتایا کہ اس نے ضروری کاغذات تیار کر لیے ہیں۔ وہ وکیل کیس سے بھی بات کر چکا تھا۔ اب صرف اتنا ہی کرنا باقی رہ گیا تھا کہ میری کی شناخت ہو جائے تو رقم اس

لہجہ سخت تھا۔ ”ذرا جلدی کرو۔ مجھے اپنے بھائی سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔“

آکلینڈ نے اپنی میز سے کچھ کاغذات اٹھا کر اس آدمی کی طرف بڑھائے اور کہا۔

”ان کاغذات پر دستخط کر دو۔ میں رقم کی فوری ادائیگی کا انتظام کرتا ہوں۔ تمہیں رقم کس صورت میں چاہیے؟“

”نقدی کی صورت میں۔“ اس آدمی نے آکلینڈ کے ہاتھ سے قلم جھپٹ کر کاغذات پر دستخط کر دیے۔

جب وہ دستخط کر رہا تھا تو میں نے دروازے پر جا کر باہر دیکھا۔ اینڈرسن ایک مرد اور ایک عورت کے ساتھ کھڑا تھا۔ میں نے اینڈرسن کو اشارہ کیا کہ وہ بہری کو آنے دے اور لیزا کو ذرا روک لے۔ بہری اندر آیا۔ آکلینڈ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

”یہ کون صاحب ہیں؟“ اس نے پوچھا۔

”یہ مسز بہری ریج ہیں اور ایک ٹائٹ کلب کے مالک ہیں۔“ میں نے جواب دیا۔ ”بہری ان کے کلب میں بیٹھنا چاہتا رہا ہے۔ اس وقت اس نے اپنا نام ٹیری زیملگر رکھ لیا تھا۔ میں نے سوچا کہ اچھا ہوگا، مسز بہری بھی ٹیری کی شناخت کر لیں۔“

”مگر مسز انجیلا پہلے ہی اسے شناخت کر چکی ہے۔“

آکلینڈ نے الجھتے ہوئے کہا۔ میں نے بہری کی طرف دیکھا۔

”کیا یہ آدمی ٹیری زیملگر ہے؟“ میں نے پوچھا۔

بہری نے لمبے بالوں والے آدمی کو گھور کر دیکھا اور فی میں سر ہلایا۔

”اس نے کپڑے بے شک ٹیری کی طرح پہن رکھے ہیں مگر یہ ٹیری نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا یہ کون ہے مگر ٹیری بہر حال نہیں ہے۔“

”تمہیں یقین ہے؟“

”بے شک مجھے یقین ہے۔ ٹیری میرے کلب میں

مہینوں پہلے بیٹھا تھا۔ میں ہر دفعہ اس کے ہاتھ پر اس کا معاوضہ رکھتا رہا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ تم کیا کرنے کی کوشش کر رہے ہو مگر میرا وقت ضائع ضرور کر رہے ہو۔“ یہ کہہ کر وہ باہر نکل گیا۔

آکلینڈ کو اپنی حیرت پر قابو پانے کا موقع دے بغیر

میں نے دروازے سے جھانکا اور اینڈرسن کو اشارہ کیا اور لیزا

فوری اندر آگئی۔

”یہ کس لیزا ہے۔“ میں نے کہا۔ ”یہ ٹیری زیملگر کے

کے سپرد کردی جائے گی۔ ٹھیک عین جیسے آکلینڈ کی میز پر رکھے ایک فون کی گھنٹی بجی۔ کس کمرے نے بتایا کہ ٹیری آگیا ہے۔ آکلینڈ نے جواب دیا کہ اسے اندر بھیج دیا جائے۔ چند

لحوظ کے بعد دروازہ کھلا۔ ایک آدمی جس کی عمر لگ بھگ پچیس سال معلوم ہوتی تھی، اندر داخل ہوا۔ اس نے سفید قمیص اور سیاہ چٹلون پہن رکھی تھی۔ اس کے بال اتنے بڑھے

ہوئے تھے کہ کندھوں تک آ رہے تھے۔ جسم دلا پٹلا تھا۔ چہرہ لمبوتر اور چھوٹی چھوٹی سیاہ آنکھیں جو بڑی مشکوک نظر آ رہی تھیں۔ آکلینڈ نے کرسی سے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

”میرانس تھورسن؟“ اس نے پوچھا۔

”ہاں۔“ اس آدمی نے کہا اور میری طرف دیکھا۔

”یہ کون ہے؟“

”میں تمہارے مفاد کی نمائندگی کر رہا ہوں۔“ میں

نے جواب دیا۔ ”میرانا مڈیلیس ہے۔ میں وکیل سوئی لیوس کے ساتھ مل کر تمہیں تلاش کر رہا تھا۔ لیوس، مسز ایٹلس کی

وصیت پر عمل درآمد کرانے کا نئے دار ہے۔“

”اچھا، اب جلدی کرو۔“ اس نے آکلینڈ کی طرف

دیکھا۔ ”رقم کہاں ہے؟“

”اصولی طور پر رقم تمہارے حوالے کرنے سے پہلے

مجھے تمہاری شناخت درکار ہوگی۔“ آکلینڈ نے ہچکچاتے ہوئے

کہا۔

”کیا مطلب ہے تمہارا؟“ اس آدمی نے ترش لہجے

میں پوچھا۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ مسز کمرے نے انجیلا کی

آمد سے مطلع کیا۔

”تمہاری بہن آگئی ہے۔“ آکلینڈ نے اس شخص سے

کہا۔ ”مجھے امید ہے کہ تم اس سے دوبارہ مل کر خوش ہو گے۔“

دروازہ کھلا اور انجیلا اندر داخل ہوئی۔ اس نے دھوپ

کا چشمہ لگا رکھا تھا۔ قدرے رک کر وہ سیدھی اس آدمی کی

طرف بڑھی جو میرانس تھورسن ہونے کا مدعی تھا۔

”ٹیری!“ وہ پرجوش لہجے میں بولی۔ ”تم سے اتنی

مدت کے بعد مل کر بڑی مسرت ہوئی۔“

”اچھا۔“ اس آدمی نے کہا۔ ”مگر ہم بعد میں بات

کر سیں گے۔ پہلے مجھے رقم چاہیے۔“

”ضرور ٹیری۔“ انجیلا نے سر ہلایا اور آکلینڈ سے

مخاطب ہوئی۔ ”یہ میرا بھائی ہے۔ پلیز اسے ادائیگی کر دیں۔“

مجھے اس سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔“

”ضرور مسز انجیلا۔۔۔ تو تم اسے شناخت کر رہی ہو؟“

”ابھی میں نے اسے اپنا بھائی کہا یا نہیں؟“ انجیلا کا

ساتھ رہتی تھی۔“

لیزا، ٹیری سے ملنے کے جوش میں آگے بڑھی مگر لمبے بالوں والے آدمی کو دیکھ کر ایک دم رک گئی۔

”یہ آتم ہرگز ٹیری نہیں ہے۔“ وہ بولی۔ ”تمہارا کیا خیال ہے، مہینوں ٹیری کے ساتھ رہنے کے باوجود میں اسے دوبارہ دیکھوں گی تو نہیں پہچان سکوں گی؟“

”تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ یہ شخص ٹیری زیگر نہیں ہے؟“

میں نے پوچھا۔

”ہاں، کیا میں ایسے جنگی کے ساتھ رہ سکتی ہوں۔“ لیزا کی آواز کانپ رہی تھی۔ ”اُدھ خدا... میں نے تو سوچا تھا کہ میں ایک مدت بعد ٹیری سے ملنے جا رہی ہوں۔“ اور وہ سسکیاں لے کر رونے لگی۔ اینڈرسن اسے تسلی دیتے ہوئے باہر لے گیا۔

آفس میں گہری خاموشی طاری تھی۔ میں نے اس آدمی کی طرف دیکھا جو خود کو ٹیری بتا رہا تھا۔ اس کی پیشانی پر پسینے کی بوندیں نظر آرہی تھیں۔ میں نے انجیلا کی طرف دیکھا۔ وہ بالکل ساکت کھڑی تھی۔ میں نے آکلینڈ کی جانب دیکھا۔ وہ بے جان سا ہو کر کرسی پر بیٹھا تھا۔ جیسا کہ مجھے توقع تھی سب سے پہلے انجیلا نے خود پر قابو پایا۔

”مسٹر آکلینڈ!“ اس نے کہا۔ ”میں جانتی ہوں کہ یہ آدمی میرا بھائی ہے۔ کیا تم ایک تھرڈ کلاس ٹائٹ کلب کے مالک اور ایک آوارہ لڑکی کے اتفاق کو میری بات سے زیادہ اہمیت دے رہے ہو؟“ شاہاش... میں نے اپنے دل میں کہا۔

”ہرگز نہیں۔“ آکلینڈ نے جلدی سے کہا۔ ”ضرور کوئی غلط فہمی ہو رہی ہے۔“

”کوئی غلط فہمی نہیں ہے۔“ انجیلا نے سخت لہجے میں کہا۔ وہ دو افراد نہیں چاہتے کہ ٹیری کو اس کا حق ملے۔ وہ دانستہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ پلیز! میرے بھائی کو رقم کی ادائیگی کا انتظام کریں۔“

”مس انجیلا۔“ میں متذبذب آکلینڈ کی مدد کو آگے بڑھا۔ ”مسٹر آکلینڈ کو اس رقم کی ادائیگی کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ میں وکیل ایوس کی نمائندگی کر رہا ہوں جو کہ مسز اسٹیکس کی وصیت پر عمل درآمد کا ذمہ دار ہے اور میں مطمئن نہیں ہوں۔ تم کہتی ہو کہ یہ آدمی تمہارا بھائی ہے۔ دو افراد جو تمہارے بھائی کو اچھی طرح جانتے ہیں، کہہ رہے ہیں کہ یہ ٹیری نہیں ہے۔ مسٹر آکلینڈ کو ایک لاکھ ڈالرز ادا کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی جب تک میں مطمئن نہ ہو جاؤں کہ

آدمی واقعی تمہارا بھائی ہے۔“

وہ میری طرف گھولی۔ میں چاہتا تھا کہ وہ اپنا چشمہ اتار لے جس نے اس کے چہرے کا بیشتر حصہ چھپا رکھا تھا تاکہ میں اس کی آنکھوں اور چہرے کے تاثرات دیکھ سکوں۔ یہ تو یقینی بات تھی کہ وہ بے حد غصے میں ہے۔

”میں مطالبہ کرتی ہوں کہ میرے بھائی کو رقم ادا کی جائے۔“ وہ نفرت زدہ لہجے میں بولی۔

”شناخت کو کوئی مشکل بات نہیں ہے۔“ میں نے کہا۔ ”سڑک کے دوسری جانب ایڈن کلب ہے۔ ہم وہاں چلتے ہیں۔ کلب کا مالک میرا دوست ہے، میں اسے آواز دے کر لوں گا۔ اس آدمی کو صرف اتنا ہی کرنا پڑے گا کہ وہاں بیٹا ہو جا کر دکھائے۔ اگر یہ اتنا ہی اچھا بیٹا ہو جیسا کہ ہے جتنا ٹیری بھاتا تھا، تب اسے رقم مل جائے گی۔ اس سے زیادہ انصاف کی بات کیا ہوگی؟“

وہ آدمی جو خود کو ٹیری کہہ رہا تھا، اچانک جیسے اپنے لباس میں سکڑ گیا۔

”میں نے اس جہشی سے کہا تھا کہ یہ چار سو بیسی نہیں چل سکتی۔“ وہ بولا۔ ”اور چڑیل کی بیٹی... تمہیں بھی بتا دیا تھا۔“

اتنا کہہ کر وہ مجھے ایک طرف ہٹاتے ہوئے... آفس سے نکل گیا۔

”یہ معاملہ تو طے پایا گیا۔“ میں نے آکلینڈ سے کہا۔

”اگر... ٹیری مل گیا تو میں تمہیں آگاہ کر دوں گا۔“

میں نے انجیلا کی طرف دیکھا جو کسی شخص کی طرح ساکت کھڑی تھی۔

”اچھی کوشش تھی مس انجیلا... مگر اتنی اچھی نہیں کہ کامیاب ہو جاتی۔“ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں اس کی سزا دوں گی۔“ اس نے مجھے گھورا۔ ”ایسی سزا جسے تم ساری زندگی یاد رکھو گے۔“

”ذرا سمجھنے کی کوشش کرو۔“ میں نرمی سے بولا۔

”دولت ہی سب کچھ نہیں ہوتی۔“

میں آکلینڈ کو انجیلا سے منٹے کے لیے چھوڑ کر آفس سے باہر چلا گیا۔ مجھے امید تھی کہ اینڈرسن میرا انتظار کر رہا ہوگا مگر وہ موجود نہیں تھا۔ میری کار بھی غائب تھی۔ میں نے ایک ٹیکسی پکڑی اور آفس چل دیا۔ مجھے تھورس کی فائل میں لگانے کے لیے کافی دلچسپ رپورٹ ٹائپ کرنا تھی۔

☆☆☆

اینڈرسن آفس میں بھی نہیں تھا۔ میں نے وکیل سولی



لیوس کو فون کیا۔ اسے دیک میں ہونے والے واقعے کے بارے میں بتایا۔ اسے حیرت ہوئی کہ انھوں نے ایک ایسی کو اپنا بھائی کیوں بتایا۔

”میں نے آکلینڈ سے کہہ دیا ہے کہ اسے اس وقت تک رقم کی ادائیگی کا اختیار نہیں ہے جب تک تم مطمئن نہ ہو جاؤ کہ رقم کا دعوے دار واقعی میری رہنمائی ہے۔“ میں نے آخر میں کہا۔ ”اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر میری مر جائے یا کبھی تلاش نہ کیا جاسکے تو یہ رقم کسے ملے گی؟“

”سسر اسٹنس نے رقم اس کے نام چھوڑی ہے۔ اگر میری مر جائے یا ہم اسے تلاش نہ کر سکیں تو یہ رقم نزدیک ترین رشتے دار کو ملے گی۔“

”اس کی ماں کو یا اس کی بہن کو؟“ میں نے پوچھا۔  
”اس کی ماں کو۔“

”اوہ کے لیوس! میں تمہیں صورت حال سے آگاہ کرنا رہوں گا۔ بہتر ہو گا کہ تم بھی آکلینڈ کو فون کر کے کہہ دو کہ رقم تب تک ادا نہیں کی جائے گی جب تک تم دعوے دار کے بارے میں مطمئن نہ ہو جاؤ۔“

”ٹھیک ہے، میں ابھی فون کر دوں گا۔“ لیوس نے جواب دیا۔

اس وقت سوا چار بج چکے تھے، میں سوچ رہا تھا کہ اینڈرسن کہاں چلا گیا۔ میں فی صورت حال پر اس سے تباہ نہ بننا چاہتا تھا۔ میں اپنی رپورٹ ٹائپ کرنے لگا۔ رپورٹ ختم کی سی تھی کہ اینڈرسن آگیا۔ تب چھین کر چائیس منٹ ہوئے تھے۔

”کہاں چلے گئے تھے؟“ میں نے پوچھا۔

”پہلے کچھ پلاؤ پھر بتاؤں گا کہ کہاں گیا تھا۔“ اینڈرسن نے کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔

میں نے بول نکال کر دو گلاسوں میں دھسکی اندر لی۔ ایک گلاس اسے دیا، ایک خود لیا۔

”اب بتاؤ؟“ میں نے پوچھا۔

”اوہ آدمی جو خود کو میری کہہ رہا تھا، دینک سے لگا۔“

اینڈرسن نے جواب دیا۔ ”تو میں دیکھ سکتا تھا کہ وہ بہت غصے میں تھا۔ وہ ایک ہنڈاموڑ سائیکل پر بیٹھ کر چل دیا۔ میں نے اس کا تعاقب کیا۔ اس کا رخ ساحل سمندر کی طرف تھا اور میرا اندازہ تھا کہ وہ بالک کیسٹ کلب جا رہا ہے مگر میرا اندازہ غلط نکلا۔ وہ کلب سے آگے نکلا چلا گیا اور پھر اوٹرا لائی کی جانب گھوم گیا۔ وہاں میں ٹاک ہیں جن میں مجھ سے رستے ہیں۔ میں نے کار کچھ پہلے روک لی۔ میں اسے پارک کر کے گلی میں

داخل ہوا تو وہ غائب ہو چکا تھا مگر ہنڈاموڑ سائیکل ایک خستہ حال عمارت کے سامنے کھڑی تھی۔ میں نے موٹر سائیکل کا نمبر نوٹ کر لیا اور پھر کار رجسٹریشن آفس گیا۔ وہاں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اس آدمی کا نام لیو جیرنڈو ہے اور اپارٹمنٹ نمبر 10 اوٹرا لائی میں رہتا ہے۔

اینڈرسن دھسکی کا ایک گھونٹ بھرنے کے لیے رکا اور پھر بات جاری رکھی۔

”پھر میں پولیس ہیڈ کوارٹر گیا اور جو منیجر سے بات کی۔ وہ یہ جانتا چاہتا تھا کہ مجھے جیرنڈو سے کیا دلچسپی ہے۔

میں نے کہا کہ میں صرف معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں اور وہ اس آدمی کے بارے میں کچھ جانتا ہے تو بتا دے۔ منیجر نے بتایا کہ وہ جیرنڈو سے واقف ہے مگر ابھی تک اس نے پولیس کو دخل اندازی کا موقع نہیں دیا ہے لیکن پولیس اس پر نگاہ رکھے ہوئے ہے۔ اس کا باپ مافیا کے لیے کام کرتا تھا۔

پھر شاید اس سے کوئی غلطی ہو گئی اور اسے ہم سے اڑا دیا گیا۔

تب جیرنڈو کی عمر چندہ سال تھی۔ اس نے ساحل سمندر پر محنت مزدوری کر کے اپنی اور ماں کی کفالت کی پھر ماں بھی مر گئی۔ منیجر، جیرنڈو سے مشکوک تھا مگر اس کے پاس جیرنڈو کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس کے بعد میں ساحل سمندر

پر گیا اور اپنے کچھ جاننے والوں سے پوچھا مگر ان سے بھی کچھ معلوم نہیں ہوا۔ کوئی یہ نہیں جانتا کہ جیرنڈو کا ریوے معاش کیا ہے۔ میں یہ بے میری تمام رپورٹ۔“

”تم نے اچھا کام کیا۔ اب میں البرنی سے جا کر پوچھوں گا، شاید اسے کچھ معلوم ہو۔“ میں نے جواب دیا۔

اسی وقت اٹھ کام بج اٹھا۔ میں نے مٹی دیا۔ گھنڈا بول رہی تھی۔ اس نے فوراً متحدہ سن کی فائل لانے کو کہا۔ میں فائل لے کر گھنڈا کے آفس میں گیا اور فائل اس کی میز پر رکھ دی۔

”کرسٹل بارل کل میج واپس آرہے ہیں۔“ گھنڈا نے بتایا۔ ”وہ فائل دیکھنا چاہیں گے۔ تحقیقات ختم ہو چکی ہے۔

سسر تھورسن کا فون آیا تھا۔ اس نے کہا کہ اب اسے اس معاملے سے کوئی دلچسپی نہیں اس لیے تحقیقات روک دی جائیں۔ اب وہ مزید میں دینے پر آمادہ نہیں ہے۔ اس لیے اب تم اس کیس کو بھول جاؤ۔“

”گو یا اب میں اس کیس پر جو کام کیا گیا، وہ ضائع ہو گیا۔“ میں نے تدریس سے غصے سے کہا۔

”نہیں، میں اسے ضائع ہونا تو نہیں کہہ سکتی۔“ گھنڈا مسکرائی۔ ”ہم نے سسر تھورسن سے کافی فیس وصول کی ہے۔“

شوہر کو اپنی حسین بیوی سے بس ایک ہی شکایت تھی کہ وہ گھر صاف نہیں رکھتی۔ ہر چیز گرد میں آئی رہتی۔ شروع شروع میں شوہر کو بیوی کی اس عادت سے سخت تکلیف رہی۔ آخر وہ بھی عادی ہو گیا اور بیوی سے شکایت ترک کر دی۔ ایک دن جب وہ گھر میں داخل ہوا تو خلاف معمول بیوی نے گھر بھارا پونچھ کر خوب صاف کر رکھا تھا۔ جب وہ لکھنے کی میز پر پہنچا تو اس نے سخت شکایت آمیز لہجے میں کہا۔

”رضویہ، میری میز کی گرد کس نے صاف کر دی؟“

بیوی نے مصومیت سے جواب دیا۔ ”میں نے، کیوں کیا ہوا؟“

شوہر نے کہا۔ ”یہ کیا غضب کر دیا، میں نے اس پر ایک اہم ٹیلی فون نمبر لکھ رکھا تھا۔“

(سرسل: ریش چندر بلیر بات)

”اور جب کبھی میں دلچسپی پیدا ہوئی، کوئی نتیجہ نکلنے کی امید ہوئی تو تحقیقات روک دی گئیں۔“ مجھے بے حد غصہ آ رہا تھا۔ ”اچھا شکیک ہے۔ اب اگلا کام کیا ہوگا؟“

”یہ بات تمہیں کرنل بتائیں گے۔“ گلنڈل نے جواب دیا۔ ”کل ان سے تمہاری ملاقات ہو جائے گی۔“

میں نے آفس میں جا کر اینڈرسن کو بتایا۔ اسے بھی بہت برا لگا مگر کیا کیا جا سکتا تھا۔ اس وقت سات بج کر تیس منٹ ہو چکے تھے۔ ہم نے کھانے کے لیے جانے کا ارادہ کیا۔ تب ہی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ناگواری سے ریسیور اٹھایا۔ اس وقت مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ فون کال میری پوری زندگی کو بدل کر رکھ دے گی۔

”کون ہے؟“ میں نے پوچھا۔

”اوہ ویلیس۔“ ایک کا پتلی زمانہ آواز ابھری۔ ”میں بیٹی اسٹو ویل بات کر رہی ہوں۔“

”ہیلو بیٹی۔“ میں نے قدرے نرمی سے کہا۔ بیٹی اسٹو ویل بیٹی ویو ہوئی میں کام کرنے والی تیسری استقبالیہ کلرک تھی۔ میں اس سے گاہے بگاہے ملتا رہتا تھا۔ انجی لڑکی تھی خوش مزاج اور گھریلو ناپ کی۔

”اوہ ویلیس! تجھے خبر سنا ہے پر معاف کر دینا مگر کسی کو تو بتانا ہی تھا۔“ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ میرا دل دھڑکنے لگا۔

”کیا سوزی کے بارے میں؟“

”ہاں۔۔۔ سوزی مر چکی ہے۔“

”کیا بک رہی ہو؟“ میرا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔

”سوزی مر چکی ہے؟“

”ہاں۔“ بیٹی سکیوں سے رونے لگی۔ میں بے حس و حرکت رہ گیا۔ سوزی جس سے میں محبت کرتا تھا، شادی کرنے والا تھا، وہ مر گئی۔

”کیا ہوا تھا؟“ میں چیخا۔

”مجھ سے مت پوچھو۔ میں نہیں بتا سکتی۔ پولیس سب کچھ جانتی ہے۔“ اور سسکیاں بھرتے ہوئے بیٹی نے ریسیور رکھ دیا۔

میرا ذہن جیسے ماؤف ہو رہا تھا۔ میں نے اینڈرسن کی آواز سنی۔

”مجھے افسوس ہے ویلیس۔“ وہ بولا اور پھر مجھے اکیلا چھوڑ کر آفس سے نکل گیا۔

میں اس کے لیے اس کا ممنون تھا۔ میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ میری نظریں غلامیں گھور رہی تھیں۔ سوزی اور اس کی

باتیں یاد آ رہی تھیں۔ تب بچی مرتبہ مجھے احساس ہوا کہ میں اس سے بے حد محبت کرتا تھا۔ اس سے کہیں زیادہ جتنا محسوس کرتا تھا۔ کافی دیر میں اسی کیفیت میں مبتلا رہا۔ پھر اپنے آپ کو سنبھالا۔ یہ کیسے ہوا؟ میں نے ریسیور اٹھا کر پولیس ہیڈ کوارٹر کا نمبر ڈائل کیا اور جو نیگلر سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ وہ میرا اچھا دوست تھا۔ اس کی آواز ابھری۔ میں نے اپنا نام بتایا اور پوچھا۔

”سوزی لاگت کو کیا ہوا؟“

”اس سے تمہارا کیا واسطہ؟“

”وہ میری گرل فرینڈ تھی۔ میں اس سے شادی کرنے والا تھا۔“

”اوہ خدا یا۔۔۔ مجھے یہ سن کر بہت دکھ ہوا۔“

”لیکن ہوا کیا تھا؟“

”آج صبح میں سوزی ہوئی جانے کے لیے کار میں بیٹھ رہی تھی۔“ نیگلر نے بتایا۔ ”ایک کار قریب آ کر رکی۔ ایک آدمی نے سوزی سے ویسٹ بری ڈرائیور کا پتا پوچھا۔ اس وقت دو یوزمی عورتیں قریب سے گزر رہی تھیں۔ انہوں نے یہ گفتگو سنی۔ سوزی اس کار کے قریب جا کر راستہ بتانے لگی۔ تب دوسرے آدمی نے جو پچھلی سیٹ پر تھا، اس کے چہرے پر تیزاب پھینک دیا۔ اس کے بعد کار تیزی سے روانہ ہو گئی۔ ان دو عورتوں کا بیان ہے کہ سوزی لاگت اپنا چہرہ ہاتھوں سے چھپائے چلتی ہوئی سڑک کی طرف بھاگی اور

دوسری سمت سے آتے ہوئے ایک ٹرک سے کچل کر ماری گئی۔

میں بڑی خاموشی سے سن رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ میرے دل و دماغ دونوں مٹن ہو گئے ہیں۔ میرے جذبات کا اندازہ کرتے ہوئے نیٹنگر دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔

”ہم لوگ اس کیس پر کام کر رہے ہیں مگر ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ وہ دونوں گواہ عورتیں یوزھی اور بیکار ہیں۔ ان میں سے کوئی کار کا حلیہ نہیں بنا سکتی۔ ایک عورت کا خیال ہے کہ ڈرائیور سیاہ فام تھا لیکن دوسری عورت اس سے اتفاق نہیں کرتی۔ پولیس کے آدمی گرد و نواح میں رہنے والے ہر فرد سے پوچھ چکے کچھ کر رہے ہیں۔ ممکن ہے وہ کوئی مفید بات معلوم کر سکیں۔“ میں سوچ رہا تھا کہ ڈرائیور سیاہ فام تھا۔ میں نے ایک گہری سانس لی۔

”اب وہ کہاں ہے؟“ میں نے پوچھا۔

”شہر کے مردہ خانے میں۔“ نیٹنگر نے جواب دیا۔ ”مگر تم اسے دیکھنے مت جانا۔ بیٹی اسٹوویل نے اور ہول کے اسٹاف فیجر نے لاش کو شناخت کر لیا ہے۔ ہم نے اس کے والد کو اطلاع کر دی ہے اور وہ تفتیش کا انتظام کرنے آ رہا ہے۔ تمہاری مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ تیز اب نے اس کا چہرہ لگا دیا ہے۔ تم اسے نہیں دیکھ سکو گے۔ میرا مشورہ ہے کہ اس معاملے سے الگ ہی رہنا۔“

”شکریہ نیٹنگر۔“ میں نے کہا اور ریسپورڈر کھڑا ہوا۔

وہ ٹھیک ہی کہہ رہا تھا۔ میں اپنے تصور میں سوزی کا خوب صورت مسکراتا شگفتہ چہرہ ہی رکھتا چاہتا تھا۔ کوئی ایسا چہرہ نہیں جسے تیز اب نے خوفناک بنا دیا ہو۔ میں نے سوچ لیا کہ تدفین میں بھی نہیں جاؤں گا۔ میں دیر تک سگریٹ پیتا اور سوچتا رہا۔ صدمے کے اثرات کم ہونے لگے اور اس کے بجائے انتقام کی خواہش بیدار ہونے لگی اور آخر میں نے ایک فیصلہ کر لیا۔ اس کے بعد میں آفس بند کر کے باہر نکلا۔ اپنے گھر پہنچا۔ دروازہ کھولنے آگے بڑھا تو دروازے پر ایک کاغذ چسپاں تھا جس پر لکھا تھا۔

”احسن آدمی... تمہیں خبردار کر دیا گیا تھا۔“

☆☆☆

ساحل علّٰی میں کارپارک کی تو آسمان پر چاند چمک رہا تھا۔ میں نے اپنا بیٹک بیلنس چیک کیا تھا۔ اکاؤنٹ میں بارہ ہزار ڈالرز موجود تھے۔ میں یہ رقم سوزی سے شادی کے لیے جمع کر رہا تھا کہ اپنا ایک چھوٹا سا گھر خرید لوں گا لیکن اب سوزی نہیں تھی تو گھر بھی باقی نہیں رہا تھا۔ کارپارک کر کے میں

نیچپون ٹیورن کی جانب چلا۔ اس وقت ساڑھے نو بجے تھے۔ بار کے کمرے میں کچھ پیئیرے کھانا کھا رہے تھے۔ البرنی ایک مخصوص گوشے میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اور بیئر پی رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر مسکراتے لگا۔

”مجھے تمہارے آنے کی توقع تھی۔“ وہ بولا۔ ”کھانا کھاؤ گے؟“

بار میں سام نے بھی بہت اصرار کیا مگر میں نے نرمی سے انکار کر دیا اور البرنی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ ”تیز اب کی واردات کی خبر عام ہو چکی ہے۔“ البرنی نے افسردگی سے کہا۔ ”اور یقین کرو، یہاں ہر شخص کو بہت افسوس ہے اور مجھے کچھ زیادہ ہی صدمہ ہے۔ میں تمہارے لیے کچھ کر سکتا ہوں؟“

سام میرے منع کرنے کے باوجود ایک موٹا سا سینڈوچ لے آیا اور چپکے سے یہ بھی کہہ دیا کہ وہ اس کی قیمت نہیں لے گا۔ چنانچہ مجھے وہ سینڈوچ نگلتا ہی پڑا۔ کھانے سے فارغ ہو کر البرنی ایک بار پھر میری طرف متوجہ ہوا۔

”مسٹر ویلیس! تم نے ماضی میں مجھ پر بہت احسانات کیے ہیں۔“ وہ بولا۔ ”اور میں ان لوگوں کو بھی نہیں بھولتا جو میرے محسن ہوتے ہیں۔ مجھے بتاؤ میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟“

”میں ان بد معاشوں کو سزا دینا چاہتا ہوں جو اس واردات کے ذمے دار ہیں۔ چنانچہ مجھے معلومات کی ضرورت ہے۔“ میں نے جواب دیا۔

”جب میں نے واردات کا حال سنا تو مجھے یہی خیال ہوا تھا کہ تم خاموش نہیں بیٹھو گے۔ کسی معلومات چاہتے ہو؟“ ”جبرنڈو کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟“ میں نے پوچھا۔ البرنی چونک گیا۔

”جبرنڈو؟“ اس نے دہرایا۔ ”تو کیا وہ اس واردات میں ملوث ہے؟“

”ممکن ہے کہ ہو۔ تم اس کے متعلق کیا جانتے ہو؟“

”وہ کوئی اچھا آدمی نہیں ہے۔ ویلیس کا چچہ ہے۔ ویلیسکی ایک بڑی لالچ کا مالک ہے اور جب وہ شہر سے باہر ہو تو جبرنڈو لالچ کی حفاظت کرتا ہے۔ اس کا ڈرائیور ہے۔ وہ کچھ دوسرے کام بھی کرتا ہے۔“

”کیا وہ کسی بھی طرح بینک اسمڈلے سے وابستہ ہے؟“

”ممکن ہے۔ میں نے ان دونوں کو کئی مرتبہ ایک ساتھ دیکھا ہے۔“ البرنی نے جواب دیا۔

”اور یہ دہلنسی کون ہے؟“ میں نے پوچھا۔ ابرنی چونکا۔

”مسٹر ویلیس! تم میرے لیے پریشانی کھڑی کر رہے ہو۔“ ابرنی نے جواب دیا۔ ”میں دہلنسی کے بارے میں بات کرنا پسند نہیں کرتا۔ یہ میری سلامتی کے لیے اچھا نہیں ہوگا۔“ وہ فکر مند نظر آ رہا تھا۔ میں خاموش بیٹھا رہا۔

ابرنی نے سام کو اشارہ کیا اور وہ جلدی سے سامیج کی ایک پلیٹ لے آیا۔ ابرنی نے ایک ساتھ تین سامیج اٹھا کر منہ میں بھر لیں اور پھر میری طرف دیکھا۔

”اگر میں دہلنسی کے بارے میں کچھ کہوں اور اسے پتا چل جائے تو مسند میں میری لاش اس طرح ملے گی کہ میرا گلا کٹا ہوا ہوگا۔“

”اگر تم کسی کو نہ بتاؤ اور میں بھی اپنی زبان بند رکھوں، تب اسے کیسے معلوم ہوگا۔۔۔ اب بتاؤ دہلنسی کون ہے؟“

”اوکے مسٹر ویلیس! میں بتاتا ہوں کہ وہ کون ہے اور یہ صرف تمہاری خاطر ہے۔۔۔ کوئی اور آدمی ہوتا تو میں ہرگز کچھ نہیں بتاتا۔ وہ مشرقی ساحل پر مانا کا نمائندہ اور وصول کنندہ ہے۔ وہ ہر ماہ پہلی تاریخ کو لالچ میں آتا ہے اور ایک ہفتہ قیام کرتا ہے۔ اس ہفتے کے دوران وہ لوگوں سے بھتا وصول کرتا ہے۔ وہ رقم جو لوگ اپنی اور اپنے کاروبار کی سلامتی کے لیے مانا کو دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ بلیک میلنگ کی رقم اور کیسیٹوں کی آمدنی بھی اسے دی جاتی ہے۔ وہ ہر سے زیادہ خطرناک ہے۔ اس کے بارے میں کسی غلط فہمی میں مت رہنا۔ ساحلی علاقے کے تمام باشندے جانتے ہیں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے مگر وہ خاموش رہتے ہیں۔ ساحلی پولیس بھی واقف ہے مگر وہ بھی کچھ نہیں کرتی۔ پہلی تاریخ کی رات کو تین بے گناہ لوگ لالچ پر آمنا شروع ہوتے ہیں اور اپنے اپنے حصے کی رقم دے کر چلے جاتے ہیں۔ ڈیوٹی پر متعین پولیس کا فیشیل منہ پھیر لیتے ہیں۔ کوئی لالچ کے قریب نہیں جاتا، سوائے ان افراد کے جو رقوم ادا کرنے آتے ہیں۔“

”لالچ کا نام کیا ہے؟“

”وہی ہر س۔ چھٹی پکڑنے کے ٹرائلز سے کچھ فاصلے پر لنگر انداز ہوتی ہے۔“

”کیا ہیک بھی رقوم وصول کرنے والوں میں سے ہے؟“ میں نے پوچھا۔

ابرنی نے مزید سامیج منہ میں ٹھونسے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ میں نے اسے اتنا لنگر منہ بھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے سوچا کہ اب اس سے مزید باتیں معلوم کرنا مناسب نہیں

ہوگا۔ میں چلنے کے لیے کھڑا ہو گیا اور مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا تو اس کی گرفت ہمدردانہ تھی۔

”مجھے تمہارے دکھ کا احساس ہے مسٹر ویلیس۔“ وہ بولا۔ ”کوئی احمقانہ قدم مت اٹھانا۔“

میں نے سام کے پاس جا کر مل ادا کرنا چاہا مگر اس نے کچھ لینے سے انکار کر دیا۔ میں باہر نکلا۔ سیاح اپنے اپنے ہوٹل واپس جا چکے تھے۔ ٹھوڑے پچیسرے اور اوسر باتیں کرتے نظر آ رہے تھے۔ وہ پولیس کا فیشیل کھڑے خالی نظروں سے ٹرائلز کو دیکھ رہے تھے۔ میں نے انہیں قریب سے دیکھا۔ یہ دہلنسی کی آمد اور اس کے مقصد سے آگاہ تھے اور مجھے یقین تھا کہ بڑی بڑی رقوم دے کر ان کا منہ بند کر دیا گیا تھا۔ اپنے آپ کو سائیوں کے درمیان رکھتے ہوئے میں آگے بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں ہر س لالچ لنگر انداز تھی۔ میں ایک پام کے درخت کی آڑ میں ہو گیا۔ لالچ کے عرصے پر ایک آدمی بیٹھا نظر آ رہا تھا۔ لالچ پر کوئی روشنی نہیں تھی۔ میں نے سوچا یہ جیرنڈ ہوگا۔

بہت سی باتوں پر غور کرنا تھا۔ میں واپس گھوم کر اس طرف چل دیا جہاں میں نے اپنی کار کھڑی کی تھی۔ میں بلیک کیسٹ کلب کے پاس سے گزرا۔ گندی کھڑکیوں اور پردوں کے دوسری جانب روشنی ہو رہی تھی۔ ڈانس کی دھن بھی بج رہی تھی۔ میں کار میں بیٹھ کر گھر واپس آیا۔ وہ رات کرو میں بدلتے گزری۔ سوزی اور ان مسرت بخش لمحات کے بارے میں سوچتے ہوئے جو ہم نے ایک ساتھ گزارے تھے۔ صبح کے چار بجے اپنے خیالات کی پورش سے تگ آ کر میں نے خواب آور دوا کی تین گولیاں کھائیں اور بالآخر چند لمحوں کے بعد سو گیا۔

☆☆☆

سازھے گیارہ بجے میں گھنٹا کے آفس میں داخل ہوا۔

”بہت دیر سے آئے ہو۔۔۔ تمہارے بارے میں کرٹل پوچھ رہے ہیں۔“ اس نے سراٹھا کر میری طرف دیکھا۔ ”کیا بات ہے، بہت پریشان لگ رہے ہو؟“

”کرٹل فارغ ہیں؟“ میں نے سرد لہجے میں پوچھا۔

اس نے غور سے مجھے دیکھا اور ایک دروازے کی طرف اشارہ کر دیا۔

پائل قوی ٹیکل آدمی تھا۔ عمر پچیس سال سے زیادہ تھی۔ جنگ کے زمانے میں بہت جانناز افسر رہ چکا تھا۔ ”گڈ مارنگ ویلیس!“ اس نے کہا۔ ”بیٹھ جاؤ۔“ میں میز کے

دوسری جانب ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”میں نے تھورسن کی فائل پڑھی ہے۔ کیس دلچسپ تھا اور تم نے کام بھی اچھا کیا مگر مسز تھورسن نے تحقیقات جاری رکھنے سے منع کر دیا۔“ اس نے کہا۔ ”چنانچہ اس کیس کو ختم سمجھو۔ میرے پاس تمہارے اور اینڈرسن کے لیے ایک اور دلچسپ کیس ہے۔“

”میرے لیے نہیں ہے کرئل۔“ میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ ”میں ملازمت چھوڑ رہا ہوں۔“

”مجھے اندیشہ تھا کہ تم یہی کہو گے۔“ کرئل نے کہا۔ ”لیکن تم اپنا ذہن دوسری باتوں کی طرف متوجہ کر سکتو اچھا ہے۔ میں سوزی کے بارے میں جانتا ہوں اور اس حادثے سے مجھے دکھ بھی بہت ہوا ہے اور مجھے تمہاری سوچ سے بھی اختلاف نہیں ہے۔ اگر میں تمہاری جگہ ہوتا اور یہ حادثہ کسی ایسی ہستی کو پیش آتا جسے میں چاہتا ہوں تو میں بھی ان بد معاشوں کے پیچھے نہ جاتا۔“

”میں بھی یہی کرنے جا رہا ہوں۔“

”ٹھیک ہے۔ تم چار ہفتوں کے لیے ملازمت سے معطل کیے جاتے ہو۔ تمہیں تنخواہ ملتی رہے گی۔ جب تک تم واپس آؤ گے، اینڈرسن تمہارا کام سنبھال رہے گا۔۔۔ اوکے؟“ کرئل نے کہا۔ میں نے نفی میں سر ہلایا۔

”اس مہربانی کا معترف ہوں کرئل مگر میں بالکل جا رہا ہوں۔“ میں نے جواب دیا۔ ”میں ایک ایسی جگہ کا آغاز کرنے والا ہوں جس کے بارے میں آپ جانتا پسند نہیں کریں گے۔ میں جنگ کے نتیجے میں شہر کے مردہ خانے میں بھی پہنچ سکتا ہوں اور جیل میں بھی اس لیے آپ کو اس میں کسی طرح لوٹ نہیں ہونا چاہیے۔“ میں کھڑا ہو گیا۔ میری نظر تھورسن فائل پر پڑی۔ ”البتہ آپ ایک آخری نو آواز کر سکتے ہیں کرئل۔“ میں نے میز سے فائل اٹھالی۔ ”مجھے اس کی ضرورت ہے۔“

”تمہارا خیال ہے کہ تھورسن کیس کا تعلق سوزی کی موت سے ہے؟“ کرئل نے پوچھا۔

”مجھے اس کا یقین ہے۔“ میں نے جواب دیا۔ ”فائل میں سارے حقائق نہیں ہیں اور نہ آپ ان کے بارے میں جانتا چاہیں گے۔ شکریہ کرئل! آپ کے ساتھ کام کرنا بہت دلچسپ تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ ساتھ اس انداز میں ختم ہو رہا ہے۔“

کرئل نے کرسی سے کھڑے ہو کر مجھ سے ہاتھ ملایا۔ ”اگر تم اس مصیبت سے بچ سکو۔“ اس نے کہا۔ ”تو

استاد نے

شاگرد سے کہا۔ ”اب جبکہ تم نے یہ سبق اچھی طرح پڑھ لیا ہے۔ یہ بتاؤ کہ بیٹے نے باپ کے سامنے اس کا پسندیدہ درخت کاٹنے کا اعتراف کر لیا تو باپ نے اسے کیوں نہ مارا؟“

”اس لیے کہ اسے معلوم تھا کہ ابھی بیٹے کے ہاتھ میں کلہاڑا ہے۔“ کسزئی یونس، کراچ

### فیصلہ

”لڑکی نے پوچھا: ”مجھ سے شادی کر کے تم سگریٹ نوشی ترک کر دو گے؟“

”لڑکے نے یقین دلایا۔“ ”کر دوں گا۔“

”لڑکی نے پوچھا۔“ ”اور آوارہ گردی سے بھی باز آ جاؤ گے؟“

”ہاں، اس سے بھی باز آ جاؤں گا۔“

”فلم بینی بھی چھوڑ دو گے؟“

”لڑکے نے آہ بھری۔“ ”ہاں، فلم دیکھنا بھی چھوڑ دوں گا۔“

”تم کتنے اچھے ہو۔“ لڑکی نے خوش ہو کر کہا۔ ”میری

خاطر تم اور کون کون سی چیز ترک کر دو گے؟“

”لڑکے نے پیشانی پر آیا ہوا پینٹا خشک کیا اور آہستہ سے

جواب دیا۔ ”تم سے شادی کرنے کا ارادہ؟“

”ہاں، ہاں، ہاں۔“

”میں ہمیشہ یاد رکھتا کہ تمہاری جگہ میرے پاس محفوظ ہے۔“

”امید نہیں کہ اس پریشانی سے بچ سکوں گا۔“ میں

نے کہا۔ ”میں انہیں اس مقام پر ضرب لگانے جا رہا ہوں

جہاں زیادہ تکلیف دہ ہو۔“

”کوئی احمقانہ کام مت کرنا۔“

”میں انہیں ایسی جگہ چوٹ لگاؤں گا جہاں سب سے

زیادہ تکلیف دے گی۔ جلد یا بدیر وہ ضرور اس کا جواب دیں

گے۔ میں ابھی اپنا استعفا تجھوا دوں گا اور اینڈرسن کو آپ کے

پاس بھیج دوں گا تاکہ آپ اسے وہ کیس دے سکیں جو مجھے دینا

چاہیے تھے۔“

”آپ آتا تو اینڈرسن اپنی میز پر موجود تھا۔“

”میری جگہ تمہیں دے دی گئی ہے۔“ میں نے کہا۔

”کرئل جلدی نہیں بلانے گا۔ میں ملازمت چھوڑ رہا ہوں۔“

”گویا ہم دو ہو گئے۔“ اینڈرسن نے کہا۔

”کیا مطلب؟“ میں نے اسے گھورا۔

”تم جاؤ گے، میں بھی جاؤں گا۔ آسان سی بات

ہے۔“

”تم ملازمت کیوں چھوڑو گے احسن آدمی۔ دیکھو، میں انہیں پسند نہیں کرتا۔ تم میری جگہ سنبھالو۔“

”جب ایک اتنی اچھی لڑکی سوزی کو اس طرح مار دیا جائے، اس کا چہرہ سخ کر دیا جائے تو میں اس کے مرتکب کو چھوڑنے والا نہیں۔ سوزی میری بھی دوست تھی۔ لیکن ہے، تمہیں میری ضرورت نہ ہو مگر مجھ سے یہ چھانچیں چیز اسکو گے۔ ہم ایک ساتھ ان بد معاشوں کو کھانے لگائیں گے۔“

”نہیں۔“

”میں جانتا ہوں کہ ہم دونوں مارے جاسکتے ہیں لیکن مرنے سے پہلے ہم انہیں تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے۔ اپنا استعفا لکھو۔ میں دیکھوں گا کہ تم نے کیا لکھا ہے۔ پھر اپنا استعفا بھی لکھ دوں گا۔ پھر ہم تمہارے گھر جا کر پلان بنائیں گے کہ کس طرح بدلہ لیا جاسکتا ہے۔“

”تمہارا بہت بہت شکریہ اینڈرسن مگر۔۔۔“

”خدا کے لیے۔“ اینڈرسن چیخ اٹھا۔ ”تم نے سن لیا کہ میں نے کیا کہا۔ یا تو ہم ساتھ چلیں گے یا ہمیشہ کے لیے الگ ہو جائیں گے۔۔۔ اور میں ان بد معاشوں کو کھانے لگانے کے لیے اکیلا یہ نکل پڑوں گا۔“

میں نے اسے غور سے دیکھا۔ دل میں جذبات کا ایک طوفان اٹھ آیا۔ میں جانتا تھا کہ اس کا تعاون میرے لیے انتہائی مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ جنگ تباہ شروع کرنے سے میرے بچنے کے امکانات بہت ہی کم تھے۔

”اچھا اینڈرسن۔۔۔ ہم یہ لڑائی ایک ساتھ لڑیں گے۔“ میں نے کہا۔

میں نے اپنا استعفا ٹاپ کیا۔ اینڈرسن کو دکھایا اور اس نے بھی اپنا استعفا ٹاپ کر دیا۔

”میں کرٹل سے ملے جا رہا ہوں۔“ وہ بولا۔

”میرا استعفا بھی ساتھ ہی لیتے جاؤ۔“ میں نے کہا۔

اینڈرسن کرٹل سے ملنے چلا گیا تو میں نے اپنی میز سے ذاتی چیزیں نکال کر ایک ہولڈ آئل میں رکھ دیں۔ پھر جن کاغذات کی مجھے ضرورت پڑ سکتی تھی، وہ اکٹھے کیے۔ تھوڑے فاصلے پر اس میں شامل تھی اور آخر میں اس کا جج کی وہ بوس بھی جو اب نصف خالی ہو چکی تھی۔ اینڈرسن واپس آیا تو مسکرا رہا تھا۔

”کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔“ اس نے بتایا۔ ”کرٹل خفا تو بہت ہوا مگر اس نے میرے فیصلے کو سہرا لیا۔ اس نے یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ اگر ہم واپس آئے تو ہماری ملازمتیں بحال کر دی جائیں گی۔“

”اپنی میز خالی کرنا چاہتے ہو؟“

”اس میں خالی کرنے کے لیے کچھ ہے ہی نہیں۔ مجھے بھوک لگی ہے۔ چلو کھانا کھا لیں۔“

”تمہیں تو ہمیشہ بھوک لگتی رہتی ہے۔ بیٹھ جاؤ۔ مجھے تو سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔“

”جب کوئی آدمی بھوکا ہو تو اپنے داغ سے کام نہیں لے سکتا۔“ اینڈرسن نے کہا۔ ”کھانا کھانے چلو، ساتھ میں باتیں بھی کرتے جائیں گے۔“

”اچھی بات ہے۔“ میں کھڑا ہو گیا۔ ”مگر پہلے گلنڈا“

خدا حافظ کہہ دیں۔“

اس وقت ساڑھے سات بج چکے تھے مگر گلنڈا اپنے آفس میں موجود تھی۔ اس نے ہمارے جذبے کی تعریف کی اور کہا کہ وہ ہماری جگہ ہوتی تو وہ بھی یہی فیصلہ کرتی۔ پھر بتا کہ کرٹل نے ہمیں پورے مہینے کی تنخواہوں کی ادائیگی کر دیا ہے اور دولٹا نے ہماری طرف بڑھائے۔

”کرٹل بہت ہمدرد انسان ہے۔“ میں نے لفافے اٹھا لیے۔ ”اچھا، اب ہم چلتے ہیں۔ امید رکھنا چاہیے کہ ہم دوبارہ بھی ملیں گے۔“

”ضرور ملیں گے۔“ گلنڈا نے جواب دیا۔ ”ایک بات اور۔۔۔ اگر کبھی تمہیں معلومات کی ضرورت ہو اور تمہارے خیال میں ہم تمہاری مدد کر سکتے ہوں تو مجھے ضرور فون کرنا۔“

میں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ ہاتھ ملایا اور ہم بلڈنگ سے باہر آ گئے۔ ریسٹورنٹ گئے۔ اس نے سوزی کے حادثے پر افسوس کا اظہار کیا اور یہ ہمدردی نمائشیں تھیں۔ اس کی آنکھیں نیکی ہوئی تھیں۔ پھر اس نے کہا کہ وہ آج ہمیں اپنے ریسٹورنٹ کا بہترین کھانا پیش کرے گا اور یہ اس کی طرف سے ہوگا۔ میں نے اس کی ہمدردی کا دلی شکریہ ادا کیا۔ اس کی یہ محبت دیکھ کر میرا دل بھی بھرا آیا تھا۔ ہم نے کھانا آیا۔ میرا دل کھانے کو نہیں چاہ رہا تھا پھر بھی تھوڑا بہت زہر مار کیا۔ البتہ اینڈرسن خوش ذائقہ کھانے پر نوٹ پڑا۔ پھر جب میں نے دیکھا کہ اس کی پلیٹیں خالی ہو چکی ہیں تو وہ بولا۔

”اب تو تم داغ سے کام لے سکتے ہو؟“ میری بات غور سے سنو۔ میں کچھ رقم پس انداز کرتا رہا ہوں۔ ہمیں اس کی ضرورت ہوگی کیونکہ دونوں میں سے کوئی بھی کچھ کمائیں رہا ہوگا۔ تمہارے پاس کچھ ہے یا نہیں؟“

”میرے پاس پچیس ہزار ڈالرز ہیں۔“ اینڈرسن مسکرایا۔ ”جو کچھ تمہارا ہے، وہ میرا ہے اور جو کچھ میرا ہے، وہ

تمہارا بھی ہے۔“

میں نے اسے البرنی سے جو کچھ معلوم ہوا تھا، بتا دیا۔  
”ہم مافیا سے اچھے جا رہے ہیں۔“ میں نے کہا۔ ”تم  
چاہو تو اب بھی پیچھے ہٹ سکتے ہو۔“  
”تو مافیا کا معاملہ ہے۔“ اینڈرسن سوچتے ہوئے بولا۔

”ہاں۔“

”مجھے تیرا اب پھینکے جانے پر حیرت تھی۔ اس حرکت  
سے مافیا کی بوائے تھی۔“ اینڈرسن نے کہا۔ ”کوئی بات نہیں،  
اب مجھے صرف یہ بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا ہوگا۔“

”تم واقعی میرا ساتھ دینا چاہتے ہو؟“ میں نے کہا۔  
”کیا تمہیں اندازہ ہے کہ ہم دونوں مارے جاسکتے ہیں؟“

”تو پھر کیا ہو؟“ اینڈرسن چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔  
”موت ایک ہی بار آتی ہے۔ ہم مل کر اسے ختم کر سکتے ہیں۔ یہ  
بتاؤ کہ ہمارا پہلا قدم کیا ہوگا؟“

”اب جبکہ ہم ایک ساتھ کام کریں گے تو مناسب ہوگا  
کہ تم میرے گھر آ جاؤ۔ میرے پاس ایک کراخالی ہے، وہ تم  
لے سکتے ہو۔“

”مجھے کوئی اعتراض نہیں۔“  
”تو پھر جاؤ اور جن چیزوں کی تمہیں ضرورت ہو، لے  
آؤ۔“

”تمہارا پلان کیا ہے؟“  
”یہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔“ میں نے جواب دیا۔  
”پہلے اپنا سامان لے آؤ۔“

”کھانا ختم کر کے ہم ریٹورنٹ سے باہر آئے۔ اینڈرسن  
اپنے گھر چلا گیا۔ میں اپنی کار میں تھورن کی قیام گاہ کی طرف  
چل دیا۔ جیسا کہ مجھے امید تھی، ایک کمرے کے علاوہ پورے  
بنگلے کی روشنائی بجھی ہوئی تھی اور وہ کراخالی ہسٹل لے کا تھا۔  
مجھے تین مرتبہ دیر تک گھنٹی بجانا پڑی، تب کہیں جا کر اس  
نے دروازہ کھولا۔ اس کے انداز سے ظاہر تھا کہ اس نے شراب  
پی ہوئی ہے۔“

”مسٹر ویلیس۔“ وہ مجھے غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔  
”مجھے افسوس ہے مسز تھورن موجود نہیں۔ وہ اوپر آ گئی ہیں۔“

”میں تم سے بات کرنے آیا ہوں۔“ میں اسے ایک  
طرف ہٹا کر اندر آ گیا۔ ”وقت آ گیا ہے کہ کچھ تفصیلی گفتگو ہو  
جائے۔“

اس نے مجھے اس طرح دیکھا جیسے نشے میں مدہوش کوئی  
آدی اس وقت دیکھتا ہے جب اسے کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑ  
جائے۔ اس نے کچھ کہنا چاہا مگر میں اس کا ہاتھ پکڑ کر تقریباً

تھمٹے ہوئے اس کے کمرے میں لے آیا۔

”ابھی وقت ہے کہ تم حقائق کا سامنا کرو۔“ میں نے  
سخت لہجے میں کہا۔ ”تمہارا بیٹا بینک بڑی مصیبت میں پھنس  
گیا ہے۔“

”شاید تم درست کہہ رہے ہو مسٹر ویلیس۔“ اس نے  
جواب دیا۔

”کیا تم جانتے ہو کہ اس کے مافیا سے تعلقات ہیں؟“  
”ہاں۔“ جوش جیسے کراہا۔ ”یہ بات مجھے بہت پہلے  
معلوم ہو گئی تھی۔ میں نے اس سے بات کی مگر بینک ماننے والا  
لڑکا نہیں ہے، میرا مذاق اڑاتا رہا۔ ہاں، میں جانتا ہوں کہ وہ  
بڑی مصیبت میں پڑنے والا ہے۔“

”پڑنے والا نہیں ہے، پڑ چکا ہے۔ اور کیا تم یہ بھی  
جانتے ہو کہ لڑکا لاطینی مافیا سے وابستہ ہے؟“

”مس انجیلا۔“ اس نے سر ہلایا۔ ”جو باتیں سننے میں  
آتی رہی ہیں، ان سے یہی اندازہ ہوتا ہے۔ البتہ میں یہ ضرور  
جانتا ہوں کہ وہ بینک کی گاہک ہے۔“

”بلیک میلنگ کی گاہک۔“ میں نے پوچھا۔ جوش نے  
اثبات میں سر ہلایا۔

”مافیا والے اسے کیوں بلیک میل کر رہے ہیں۔۔۔ میرا  
مطلب ہے کس بنیاد پر؟“  
”میں نہیں جانتا اور نہ جانتا چاہتا ہوں۔“

”بینک جانتا ہے؟“  
”مجھے نہیں معلوم۔ وہ محض رقوم جمع کرتا ہے۔“  
”مسز تھورن نے میری خدمات یہ معلوم کرنے کے  
لیے حاصل کی تھیں کہ ان کی بیٹی کو کون بلیک میل کر رہا ہے مگر اب  
انہوں نے تحقیقات روک دی ہیں۔ تم اس کی وجہ بتا سکتے ہو؟“  
جوش نے وہسکی کی بوتل سے ایک گلاس بھرا۔ آدھا  
گلاس ایک ہی سانس میں چڑھا گیا۔

”اس کی وجہ جانتے ہو؟“ میں نے اپنا سوال دہرایا۔  
”ایک آدمی نے اسے دھمکیاں دی تھیں۔“ جوش کچھ

چٹکچٹا ہٹ کے بعد بولا۔ ”فون کا ایک ایکسٹینشن میرے  
کمرے میں لگا ہے۔ میں نے اس آدمی کو کہتے سنا کہ اگر مسز  
تھورن نے تحقیقات بند نہیں کرائیں تو اس بنگلے کو نذر آتش کر  
دیا جائے گا۔“

”وہ آدمی کون تھا؟“  
”مافیا کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔ بس ایک  
آواز۔۔۔ ایسی آواز جس سے لوگ ڈر جائیں۔ مسز تھورن  
نے اس کی بات سنی اور ریسیور رکھ دیا۔ اس سے زیادہ میں

کچھ نہیں جانتا۔“

”لیکن یہ ضرور سمجھتے ہو کہ بلیک میلنگ کی رقم جمع کرنے کے جرم میں جیل کو چندہ سال کی قید ہو سکتی ہے۔“

”چندہ سال کی قید۔“ جوش ہم گیا۔

”ہاں جوش... چندہ سال کی قید۔“ مجھے اس شرابی کی حالت پر رحم آ رہا تھا۔

”میں نے اسے خبردار کر دیا تھا مگر وہ میرا مذاق اڑاتا رہا۔ میں کیا کر سکتا ہوں مسٹر ویلیس... مجھے اپنے بیٹے سے محبت ہے۔“

”تمہیں واقعی معلوم نہیں کہ انجیلا کو کس سلسلے میں بلیک میل کیا جا رہا ہے؟“

”مجھے معلوم ہوتا تو تمہیں ضرور بتا دیتا۔“

”کیا تمہیں میری کے بارے میں کوئی خبر ہے؟“

”نہیں۔“

اب اس گفتگو کو جاری رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

”میں تم سے بھر پلے آؤں گا جوش۔“ میں نے چلنے ہوئے کہا۔

مگر شاید اس نے میری بات نہیں سنی۔ وہ گلاس ہاتھ میں پکڑے خالی نظروں سے خلا میں گھورتا رہا۔

☆☆☆

میرے جیسے پیٹے میں ہر قسم کی باتیں سنا اور ان میں سے مفید معلومات اخذ کرنا پڑتی ہیں۔ میں کار میں بیٹھ کر ساحلی علاقے کی خست حال بستی کی جانب روانہ ہو گیا۔ یہاں مختلف دکانیں، ادنیٰ درجے کے بوتیک اور کپڑوں کی میزیں جن میں ہر قسم کی الا بلاؤں سے بھری تھیں۔ میں نے کار پارک کی اور ایک دکان کی طرف بڑھا جس کا مالک کوئی عرب تھا یا فلسطینی۔ مجھے دونوں میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اس کا نام علی حسن تھا اور وہ سیاہوں کے ہاتھ ہر قسم کا کٹھنہ کپڑا فروخت کیا کرتا تھا۔ وہ چرس کا سگریٹ پی رہا تھا۔ اس کے پاس زمین پر اس کی بیوی بیٹھی تھی۔ وہ گیس کا ایسا بھرا ہوا غبارہ نظر آتی تھی جو مخترب اڑنے والا ہو۔ حسن خود چپوٹے سے قد کا موٹا آدمی تھا۔ وہ عربی لباس پہنتا تھا۔

”مسٹر حسن۔“ میں نے اس کے سامنے رکتے ہوئے کہا۔ ”میرا نام ڈوکی ہے۔ مجھے تم سے ایک پرائیویٹ کام ہے جس کا تعلق دولت سے بھی ہے۔ کیا تم میرے ساتھ ایسی جگہ چل سکتے ہو جہاں ہم اطمینان سے بات کر سکیں۔“

اس نے غور سے مجھے دیکھا پھر کھڑا ہو گیا۔ اپنی موٹی بیوی سے کچھ کہا اور میرے پاس آیا۔

”ہر وہ چیز جس کا تعلق دولت سے ہو، مجھے دلچسپ معلوم ہوتی ہے۔“ اس نے کہا۔ ”چلو کہاں چلتے ہو؟“

اس کے جسم سے اتنی بو آ رہی تھی کہ وہ میری کار میں بیٹھا تو مجھے کار چلانا مشکل ہو گئی۔ میں نے کار کی تمام کھڑکیاں کھول دیں۔ بوم تو ہوئی مگر زیادہ نہیں۔ کچھ دور جا کر میں نے کار روک دی۔

”مسٹر حسن۔“ میں نے کہا۔ ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ہم نائے میں ماہر ہو۔ مجھے ایک ہم کی ضرورت ہے تم دے سکتے ہو؟“

”یہ بات تمہیں کس سے معلوم ہوئی؟“ اس نے چرس کے سگریٹ کا بدبو دار دھواں اڑاتے ہوئے پوچھا۔

”تمہیں اس کی پروا ہے؟ مجھے ایک ہم چاہیے۔ اگر نہیں دے سکتے تو کھیدو۔ میں کہیں اور سے لے لوں گا۔“

”کس قسم کا ہم؟“

”جھوٹا سا ہم جس سے بہت زیادہ تباہی ہو لیکن آگ نہ لگے۔“

وہ اس طرح خاموش بیٹھا رہا جیسے کوئی سانپ کنڈلی مارے بیٹھا ہو۔ پھر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ ”ہاں، دے سکتا ہوں مگر تم کتنی قیمت دو گے؟“

”عام طور سے کیا قیمت ہوتی ہے؟“

”ایک جھوٹے ہم کے لیے جس سے آگ نہ لگے مگر تباہی بہت ہو اور جسے ایک انارڈی بھی استعمال کر سکے، میں تین ہزار ڈالر لوں گا۔“

اسے کچھ ہنسی کی توقع تھی اور میں نے اسے مایوس نہیں کیا۔ تیس منٹ تک قیمت پر تکرار ہوتی رہی، آخر کار ایک ہزار تین سو ڈالر پر سودا ہو گیا۔

”اوکے مسٹر ڈوکی! تم کل رات اسی وقت میری دکان پر آؤ، ہم مل جائے گا۔“

میرے دل و دماغ پر اس وقت صرف اور صرف بلیک کیسٹ کلب چھایا ہوا تھا اور لو کا تیز و دراز میرے وجود میں شوکر کس ی مار رہا تھا۔ اندر بس ایک ہی پکار تھی... انتقام، انتقام اور انتقام۔

سوزی کو میرے دشمنوں نے مجھ سے اتنی درد کر دیا تھا کہ وہ کبھی بھی میرے پاس نہیں آ سکتی تھی۔ اس کا خون رانگاپا نہیں جاسکتا تھا۔ میرے دشمنوں کو اس خون کی قیمت چکانی تھی۔ وہ وقت قریب آ چکا تھا۔ نئے دن کا سورج طلوع ہوتے ہی مجھے ان سے اپنا حساب برابر کرنا تھا۔

انتقام کی آگ اور انصاف کے حصول کی جنگ کے منطقی حیز واقعات اگلے ماہ پڑھیں



# جگر خراش

تخصیص و ترجمہ - اثر نعمانی

جیسے بدلے جیسے نے جگر خراش قلم فی روائی اور اثر نعمانی کی، لیکن  
 میں تحریر کی جولانی کا اپنے خوبصورت سنگم جسے قارئین پورے  
 اثر ساک سے پڑھتے ہیں۔ سطر سطر تجسس اور متنہ انگیز حشر  
 سامانیور سے نئی پونی ایک انوکھی کہانی جس میں بے خوف حریف  
 سازشوں کے جال سنہیالے اپنے۔ دوسرے کو بے بس ولا چار کرنے کی گھات  
 میں لگے ہوئے ہیں، ضرب و پار گتے ہیں حصار مضروب کو آہ و غناں تک  
 کی میٹ نہی رہی۔ بوش زما خمس اور محسوم صورتوں کا استعمال  
 ان نے بیسویں پھیلاؤ تھی۔ روایتی اور غیر روایتی ہتھیاروں سے لیس دو  
 حریف جب بھی صف آرا ہوتے ہیں تو ان میں سے سچ ایک ہی ہوتا ہے،  
 دوسرا اخلدہ جیم... کبھی کبھی جھوٹ بھی طاقت اور بیہوشی کے ساتھ  
 سچ نی بے شک اجاں ہے... لیکن یہ فتح عارضی ہوتی ہے...

محبت... دولت اور ختم کے شطلوں میں ختم جانے والے چہ نمازوں کا سر سے خاص

کے لیے وقت مل جائے گا۔ انیاد لے جلد یا بدیر مجھ جائیں  
 گئے کہ یہ سب کچھ میں کر رہا ہوں اور وہ جونی کارروائی کریں  
 گئے۔ ہمیں اس کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ اسے کام کا آغاز  
 کرتے ہی ہمیں اندر گراؤ ڈنڈا جانا پڑے گا۔ کچھ ایسی  
 جگہ معلوم ہے جہاں ہم روکتے ہیں۔ تم کیا کہتے ہو؟  
 "تمہارے خود یک ہی سب سے تو مجھے کوئی  
 اعتراض نہیں۔" ایڈورن نے جواب دیا۔  
 "میں سوئے جا رہا ہوں۔" میں غرا ہو گیا۔ "تم اس  
 ہم کی کارروائی سے گت رہنا۔ اسے میں اپنے طور پر انجام  
 دوں گا۔"  
 "جی نہیں۔ جہاں تم جاؤ گے، وہاں میں جاؤں گا۔"  
 "لیکن تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک آدمی کا کام  
 ہے۔"

"دو آدمی ہمیشہ ایک کے مقابلے میں زیادہ مفید  
 ہوتے ہیں۔" ایڈورن نے کہا اور اٹھ کر اپنے بیڈروم کی  
 طرف چل دیا۔

میں نے جلدی سے غسل کیا اور ستر پر بیٹ گیا۔ کچھ  
 پر اپنا ہاتھ اس جگہ رکھا جہاں سوزی اپنا سر چلی تھی۔ میں نے  
 محسوس کیا کہ چہرے پر تیزاب گرتے دیکھ۔ پھر تکلیف  
 سے تپ ہو کر وہ سڑک کی طرف بھڑکی اور ایک ٹک نے

گھر پہنچا تو رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ میں نے  
 گھنٹی کا بین دیا ایڈورن نے دروازہ کھولا۔ میں نے اسے  
 جوش اسٹیل کے ساتھ لہی گھٹو کے بادے میں بتایا۔  
 "میں نے آخر میں کہا۔" ہمیں  
 اس کی توقع تھی تھی۔ ستر گھر میں وہ چمکا کر تحقیقات روانہ  
 گئی۔ بھی تک نیرنی کی کوئی خبر نہیں تھی۔ چہاں تک چنگ کا  
 نقش ہے تو اس کی زندگی جہم بنا دیوں گا۔" میں نے  
 ایڈورن کو ہم کے بارے میں بتایا۔ "میں اس کا کلب تیار کر  
 دوں گا۔ اس کی کاروبار کر دوں گا۔ پھر اس کے گھر کی باری  
 آئے گی لیکن میں نہیں چاہتا کہ اسے مجھ پر شہ ہو۔ اگر ہو گیا تو  
 وہ اپنے مافیاء کے دوستوں کے پاس جائے گا اور ان سے مدد  
 مانگے گا جس کے بعد ہم مصیبت میں پڑ سکتے ہیں۔"  
 میں اٹھ کر کچن میں گیا۔ کچے کا ایک چھوٹا سا کھانا  
 تلاش کیا اور اس پر سونے سونے حروف میں لکھا۔  
 "یہاں سیاہ فام لوگوں کی ضرورت نہیں ہے۔ کے۔  
 کے۔ کے۔"

میں نے یہ پتا ایڈورن کو دکھایا۔  
 "یہ میں کلب کے دروازے پر لگا دوں گا تاکہ چنگ  
 کو یہ خیال نہ آئے کہ میں اس کے پیچھے پڑا ہوں۔ کار کے  
 پاس بھی ایسا ہتھیار دیا جائے گا۔ اس طرح ہمیں کام کرنے

اسے کھل دیا۔ اس رات میں سو نہیں سکا۔ کروٹیں بدلتے بدلتے صبح ہو گئی۔ سورج نکلنے کے بعد تھوڑی دیر آنکھیں مٹا کر صرف ایک کھٹے کے بعد آنکھ کھل گئی۔ میں اٹھا، شہو کیا، نہایا اور کپڑے تبدیل کیے۔ اینڈرزن پہلے ہی اٹھ چکا تھا۔ اس نے کافی بنائی۔ ہم نے خاموشی سے شام کیا۔

”چمک سے بدلہ لینے کے بعد کیا کرو گے؟“ اس نے پوچھا۔  
 ”معلوم نہیں۔ ابھی تو یہ بدعاش میرے ذہن پر سوار ہے۔ میں کوئی دوسری بات نہیں سوچ سکتا۔“  
 ”میں سمجھتا ہوں مگر کیا کوئی ایسا کام نہیں جو میں کر سکوں؟“

”خدا اسی بہتر جانتا ہے۔ تم میرا ساتھ دے رہے ہو تو بس دیتے رہو۔“  
 ”انجلی بات ہے تو میں ابھی جا کر ذرا موقع کا جائزہ لیتا ہوں۔ سچ ہم نہیں کریں گے۔ تم کیا کرو گے؟“  
 ”رات کا انتظار کروں گا تمہارا دل جو چاہے کرو۔“  
 ”تو میں کار لے جاؤں؟“

”بڑے شوق سے۔ میں مگر می میں رہوں گا۔ ہمیں رات کے تین بجے تک انتظار کرنا ہے جب کب بند ہوتا ہے۔“

اینڈرزن چلا گیا۔ میں نے آہستہ آہستہ مائٹے کے برتن صاف کیے، میز دوسرے کی اور کمرے میں اینڈرزن مگر پتے پتے ہوئے سوزی کے بارے میں سوچنے لگا۔ وقت بڑی سست رفتاری سے گزر رہا تھا۔ ایک بجے اینڈرزن آ گیا۔ اس نے کھانا تیار کیا۔ پھر کھانے کے دوران اس نے اس نے بتایا کہ ساحلی علاقے میں لوگوں سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ چیک کیسٹ کلب تین بجے نہیں بلکہ ڈھائی بجے بند ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ختم ہوا کہ میں دو بجے روانہ ہو جاؤں گا تا کہ کلب کے گروپش کا جائزہ لے سکوں۔ ظاہر تھا کہ مجھے ہم رکھنے کے لیے کلب کے اندر جانا پڑا۔

کھانے کے بعد مجھ سے مگر میں نہیں بیٹھا کیا چنانچہ آوارہ گردی کرنے نکل گیا۔ ٹنگی ٹنگی بارش پوری تھی مگر مجھے بارش کی پروا نہیں تھی۔ میں کھٹوں، پیراڈائز سٹی کی سڑکوں پر ٹھوٹھارہا۔ گھومتے گھومتے پولیس ہیڈ کوارٹر جا نکلا تو خیال آیا کہ سارا جنت جو یہ مگر سے مل لوں۔ ڈیسک سارا جنت چارلی ٹھہر نے ہمدردی سے میری طرف دیکھا، سوزی کی موت پر اظہارِ غم سے کہا اور بتایا کہ یہ مگر اپنے آفس میں موجود ہے۔ میں اس کے آفس میں گیا۔

”کوئی تازہ خبر؟“ میں نے اس سے پوچھا۔  
 ”کوئی خاص نہیں۔“ یہ مگر نے جواب دیا۔ ”میں ایک ایسا گواہ ملا ہے جو وہیں ایک دوسری ہڈی میں رہتا ہے۔ اس نے سارا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ کار کا نمبر بھی نوٹ کر لیا مگر کار چرائی گئی تھی۔ دونوں آدمیوں نے دستانے پہن رکھے تھے اس لیے اٹھکیوں کے نشانات نہیں ملے۔ کار کا ڈرائیور سیاہ کام تھا۔ اس کے علاوہ کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔“

”اے سے تمہیں ہے کہ ڈرائیور سیاہ کام تھا؟“  
 ”ہاں۔“  
 ”اگر ابھی تک کوئی خاص بات معلوم نہیں کر سکے ہو تو میں تمہارا وقت ضائع نہیں کروں گا۔“ میں نے کہا۔

ہیڈ کوارٹر سے نکل کر میں ساحلی علاقے کی طرف چل دیا۔ چیک کیسٹ لینے کے باہر اولاس کار کھڑی تھی جو کبھی ٹیری کی ملکیت رہ چکی تھی۔ میں نے اپنی رفتار آہستہ کر دی۔ اس وقت ساڑھے چار بجے تھے۔ میں سمندر کے کنارے پہنچا اور پٹھان کی شاندار لالچ کھجور سے دیکھا۔ میرے علاوہ کبھی سیاح بھی لالچ و کھجور سے دیکھ رہے تھے۔ میں نے سوچا کہ چیک کے بعد اس لالچ کا نمبر آئے گا۔ اس کے لیے مجھے بہت زیادہ طاقت کا ہم دور کار ہوگا۔ کبھی علی حسن ایسا ہم بھی بنا سکتا ہے؟ مجھے معلوم ہوا تھا کہ اگر قیمت ابھی دی جائے تو وہ سب کچھ فراہم کر سکتا ہے۔ میں کافی جلد چکا تھا اس لیے ایک ٹنگی گاڑی اور مگر آ گیا۔ اینڈرزن ہمیں کیا ہوا تھا مجھے بھی مزید وقت نہ دیتا تھا۔

اینڈرزن: ”آجھ بجے وہاں آیا۔ وہ کھانے کی کچھ چیزیں بھی لے آیا تھا۔ اس کے علاوہ کبھی کبھ سامان تھا۔ اس نے پوچھنے پر بتایا کہ یہ کچھ ایسی چیزیں ہیں جو کلب میں داخل ہونے اور چیک کی کار کے توڑنے پھوڑنے میں کام آئیں گی۔ میں نے اسے بتایا کہ پولیس کو ایسا گواہ مل گیا ہے جس نے ڈرائیور کو بخوبی دیکھا تھا اور اس کا بیان ہے کہ ڈرائیور کوئی سیاہ کام تھا۔“

”یہ بات تو کم و بیش ہمیں معلوم تھی۔“ اینڈرزن نے کہا۔

کہنے سے فارغ ہو کر میں کرسی پر بیٹھ گیا اور سگریٹ پینے لگا۔ اینڈرزن برتن دھونے میں مصروف ہو گیا۔ میرا دل دھمکیا پینے کو چادر باٹھا مگر یہ وقت شراب پینے اور ذہن کو نوآلود کرنے کا نہیں تھا۔ میں ہم لینے کے لیے جانے لگا تو اینڈرزن بھی ساتھ ہو گیا۔ اسے کار میں چھوڑ کر میں سن

ہو گئے۔ ہم نے کلب سے سو گز کے فاصلے پر کار پارک کر دی۔

میں اینڈرسن کو کار میں چھوڑ کر کلب کا جائزہ لینے میں  
 دیا۔ کلب کے قریب سے گزرا تو اندر سے موسیقی کی آواز  
 آ رہی تھی۔ کلب کے قریب ایک گلی تھی جس کے بارے میں  
 میرا اندازہ تھا کہ یہ کلب کے قطعی حصے کی جانب لے جاتی  
 ہے۔ میں آہستہ قدموں سے گلی میں داخل ہوا۔ کچھ دور جا کر  
 مجھے کلب کی ایک چھٹی کھڑکی نظر آئی۔ میں نے کھڑکی سے  
 جھانکا۔ دو سیاہ قام اصرار چل پھر رہے تھے۔ کراکب  
 کے کپڑے کا پھیلا حصہ معلوم ہوتا تھا۔ ایک سیاہ قام نے گدا  
 اپہن اتارا۔ لگتا تھا کہ وہ مگر جانے کی تیاری کر رہا ہے۔  
 دوسرا ایک میز پر بیٹھ کر کھانا کھا رہا تھا۔ میں واپس گیا،  
 اینڈرسن کو کھڑکی کے بارے میں بتایا جس کے ذریعے آسانی  
 سے کلب کے اندر چایا جاسکتا تھا۔

ہم انتظار کرنے لگے۔ ساحلی علاقہ رفتہ رفتہ سناں  
 ہوتا جا رہا تھا۔ بارش تیزی سے اور مسلسل ہو رہی تھی۔ تمام  
 دکانیں بند ہو چکی تھیں۔ صرف کلب کی چٹیاں روشن تھیں۔  
 داخلی بجے بجتے کلب کی بیشتر بتیاں بجھ گئیں۔ کچھ فی جلی  
 آوازیں ابھریں اور پھر تقریباً بیس سیاہ قام مرد و عورتیں کلب  
 سے باہر نکلے اور اپنی اپنی راہ چل دیے۔ پھر چاد قوی ٹیکل  
 سیاہ قام باہر آئے۔ یہ غالباً کلب کا اسٹاف تھا۔ وہ سب  
 قریب ہی کھڑی ایک کار میں بیٹھ کر چلے گئے۔ میں بجے کے  
 قریب چپک چپک اسٹڈ لے برآمد ہوا۔ اس کے ساتھ ایک آدمی تھا  
 جس نے سفید جیکٹ اور چوڑے منجے کا بیسٹ پہن رکھا تھا۔  
 چپک نے کلب کا دروازہ قفل کیا۔ پھر وہ دونوں چپک کی  
 اولڈس کار میں بیٹھے اور روانہ ہو گئے۔

”یہ دوسرا آدمی کون تھا؟“ اینڈرسن نے پوچھا۔ ”وہ تو  
 سفید قام معلوم ہو رہا تھا۔“

”مجھے نہیں معلوم اور نہ ہی مجھے اس کی پروا ہے۔“ میں  
 نے جواب دیا۔ ”چلو آؤ ہمیں ایک اہم کام کرنا ہے۔“

ہم کار سے باہر نکلے۔ میرے ہاتھ میں ہم کا تھیلا اور  
 ایک طاقتور مارچ تھی۔ چھٹی کھڑکی کھول کر اندر داخل ہونا کچھ  
 مشکل ثابت نہیں ہوا۔ میں نے مارچ روشن کر دی اور  
 اینڈرسن سے کہا کہ وہ مجھے کاٹھا سیر دینی دروازے پر ٹکا  
 دے اور خود ہم لے کر اس بڑے کمرے میں آیا جہاں بار اور  
 ڈانس فلوور واقع تھا۔ رواجاً ہاتھ میں لے کر پورے کلب کا  
 جائزہ لیا تاکہ اطمینان ہو جائے کہ کلب میں کوئی فرد موجود  
 نہیں ہے۔ مطمئن ہو کر میں بڑے کمرے میں واپس آیا۔ ہم

کی دکان پر گیا۔ یہ عمارت ہی ہونے کے باوجود سیاہی کا جھوم  
 سہمی علاقے میں موجود تھا۔ اپنی بیانی سے کچھ بات کر کے  
 حسن میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے پوچھا بھرتیا ہے،  
 اس نے اثبات میں جواب دیا۔

”یہ ہم ویساعی ہے جیسا تم نے کہا تھا۔“ وہ بولا۔  
 ”اسے استعمال کرنا بھی کچھ مشکل نہیں ہے۔ اس کے اوپر  
 ایک سو گج بے سو گج کو درہائی طرف گھمانا ہوگا۔ اس کے دس  
 منٹ بعد ہم پھٹ جائے گا۔ جب تک سو گج کو حرکت نہ دی  
 جائے، ہم بالکل محفوظ ہیں۔ مگر بھیجی جائے تو کوئی بات نہیں۔“  
 میں نے اسے باقی رقم دی جسے اس نے احتیاط سے  
 گن کر چیب میں رکھ لیا۔ ہم ایک پلاسٹک کے تھیلے میں تھا۔  
 اس نے دو تھیلا مجھے دے دیا۔

”مگر مجھے کسی اور ہم کی ضرورت ہو تو مل جائے گا؟“  
 میں نے پوچھا۔ ”مثلاً کے طرہ پر کوئی ایسا ہم جو ایک بڑی  
 لالچ کھڑ ہو سکے۔“

”مل تو جائے گا مگر قیمت بہت زیادہ ہوگی۔“ حسن  
 نے جواب دیا۔ ”بحری فوج کا ایک سارجنٹ جو میرا دوست  
 ہے، اسے تیار کر سکتا ہے۔“

”گوئیہا تم فراہم کر سکتے ہو؟“

”مگر قیمت مناسب ہو تو ہر چیز مل سکتی ہے۔“

”ٹھیک ہے اس مسئلے میں، میں تم سے پھر ملوں گا۔“

میں واپس آیا اور ہم کے تھیلے کو پچھلی سیٹ پر رکھ دیا۔

”کیلیڈ ہم ہے؟“ اینڈرسن نے پوچھا۔

”ہاں۔“ میں نے کار میں گھڑکی کی۔ ”اب ہم گھر جا کر

انتظار کریں گے۔“

اپنی ہڈنگ کے گیراج میں کار کھڑی کرنے کے بعد  
 میں نے پلاسٹک کے تھیلے سے ہم نکال کر دیکھا۔ وہ سیاہ رنگ  
 کے ایک چوکور ڈبے کی شکل میں تھا اور جیسے حسن نے کہا تھا،  
 اس کے اوپر ایک سو گج لگا تھا۔ میں نے ہمواد میں تھیلے میں رکھ  
 دیا۔ اپنے پارٹمنٹ پہنچی کر میں نے تھیلا میز پر رکھ دیا۔  
 اینڈرسن کافی بنا کر لے آیا۔ ہم نے کافی پی۔ اس نے کہا کہ  
 وہ تھوڑی دیر کے لیے سونے جا رہا ہے، جب میں جانے لگوں  
 تو اسے اطلاع دوں۔

میں نے انتظار کا وقت کمرے میں چلتے اور سوچتے  
 ہوئے گزرا۔ پونے دو بجے میں نے اینڈرسن کو اٹھادیا۔ وہ  
 بڑے آرام سے سو رہا تھا۔ مجھے اس پر رشک آنے لگا۔ کچھ  
 دیر بعد ہم ہم کا تھیلا اور مجھے کے دو ٹکڑے ساتھ سے کرجن پر  
 کے کے کاٹھوس لکھا تھا، ساحلی علاقے کی طرف روانہ

کا سوچ و ادب کی طرف گھمایا اور تیزی کے ساتھ مٹی اٹھ کر کے ذریعہ کلب سے باہر آ گیا۔ ایڈرمن پہلے سے کار میں بیٹھا تھا۔ میں کار کا اسٹیرنگ پکڑ کر بم کے پھٹنے کا انتظار کرنے لگا۔ میں سوچ رہا تھا کہ سوزی کی موت کا انتقام لینے کے سلسلے میں یہ پہلا قدم ہے۔ وہی منٹ گزر گئے مگر کچھ نہیں ہوا۔ ایڈرمن کو شک ہونے لگا کہ بم نہیں پھٹے گا۔ چند منٹ گزرے ہی تھے کہ بم ایک زوردار دھماکے سے پھٹ گیا۔ دھماکا اتنا زبردست تھا کہ ہماری کار تک مل گئی۔ کلب کی بیرونی کھڑکیاں اڑ کر سامنے ملائے میں جا گریں اور پھر ایک شور کے ساتھ کلب کی چھت پھٹ گئی۔ یہ سحر میرے اطمینان کے لیے کافی تھا۔ میں نے کار اسٹارٹ کی اور تیزی سے آگے بڑھا تا کہ پولیس کی آمد سے قبل ساحل ملائے سے نکل جاؤں۔ میں جو چاہتا تھا کر گزرا۔ بلیک کیسٹ کلب بیس کے لیے تیار ہو گیا۔ مجھے ایسا لگا جیسے ایک بوجھ ہاتھ سے اتر گیا ہو۔

”بم نے تو لپٹا کام کر دکھایا۔“ ایڈرمن بولا۔ ”اب کیا کرنا ہے؟“

”جی نہیں معلوم ہے بینک کہاں رہتا ہے؟“ میں نے پوچھا۔

”ضرور معلوم ہے۔“

”اب ہم وہاں جا سکیں گے اور اس کی کار تیار کر دیں گے۔“

وہ مجھے راستہ بتانے لگا۔ پھر دیر بعد ہم بینک کی عمارت کا پہنچ گئے۔ میں نے کار ایک طرف پارک کی۔ ہم دونوں باہر نکلے۔ گزری کے ایڈرمن اور اس کے بھائیوں سے ملے۔ ہم ان کے گراؤنڈ سیراج میں داخل ہوئے۔ پھر وہی منٹ سے میں کم وقت میں بینک کی کار نوٹ پھوٹ کر برابر ہو گئی۔ شور ضرور ہوا مگر ایڈرمن گراؤنڈ ہونے کی وجہ سے باہر زیادہ محسوس نہیں ہوا ہو گا۔۔۔ اور جو کچھ ہوا ہو گا رات کے سوا چار بجے گہری نیند سونے والوں کو اس کی کیا پروا ہوسکتی تھی۔ ہم نے ہارنگ پھاڑ دیے تھے۔ میں نے کے۔ کے۔ کے دلا گئے کا گھوڑا وہاں ڈال دیا اور ہم اپنی کار میں واپس آ گئے۔

”اب تو محسوس ہوا؟“ ایڈرمن نے پوچھا۔

”ہاں، اب میں اطمینان سے سو سکوں گا۔ شکریہ ایڈرمن۔“ میں نے جواب دیا۔

☆☆☆

سوزی کی موت کے بعد میں نے مین کی نیندنی اور بغیر کوئی خراب دیکھے سو ہار پھر اٹھ کر ضروریات سے فارغ ہو کر کمرے سے نکل کر سوا گیا۔ رات رہے تھے۔ ایڈرمن نے

ہاتھ تیار کر لیا تھا۔ ہاتھ کرتے ہوئے اس نے مجھے ٹھونسنے والی نظروں سے دیکھا۔

”اب تو انتقام کی آگ بجھ گئی؟“ اس نے پوچھا۔

”ہاں ایک حد تک۔“ میں نے جواب دیا۔ ”بینک کا رچلا رہا تھا۔ اسے سزا مل گئی۔ اب اس آدمی کو تلاش کرنا ہے جس نے تیرا ب پھینکا تھا۔ اسے بھی سزا دینا ہے۔“

”ٹھیک ہے۔ اسے بھی تلاش کر لیں گے۔“ ایڈرمن نے کہا۔

ناشتے کے بعد میں اور ایڈرمن کار میں ساحل ملائے کی طرف پہنچے۔ کار پارک کی لورس جگہ گئے جہاں بھی بلیک کیسٹ کلب ہوا کرتا تھا۔ یہاں کی ایک بلیک کلب کے لیے کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ ساحل ملائے کے دونوں کاشیوں انہیں آگے بڑھنے سے روک رہے تھے۔ مجھے طرح طرح کی لپسکی نظر آ گیا۔ میں ایڈرمن کو وہیں چھوڑ کر آگے بڑھا۔ ایک کاشیوں نے مجھے روکنا چاہا۔ میں نے لپسکی کو آواز دی۔ اس نے میری طرف دیکھ کر لپسکی کو اشارہ کیا کہ مجھے آنے دیا جائے۔ میں اس کے قریب پہنچا۔

”ذرا دیکھو تو۔“ لپسکی بولا۔ ”کیسی تباہی ہوئی ہے۔“

”مجھے اپنے چہرے سے اطمینان کا تاثر چھپانا مشکل ہو گیا۔“

”ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی بم پھٹا ہو۔“ میں نے کہا۔

”ٹھیک کہا اور یہ ایک ایسی بات ہے جو اس شہر میں سب کو معلوم ہو گئی۔“ لپسکی نے جواب دیا۔ ”بلیک کیسٹ پریشان ہے۔ وہ بے وقت آ گیا تھا کہ کوئی اس کلب کو کھانے لگاؤ ہے۔ جس نے بھی یہ کام کیا ہے مکمل طور پر کیا ہے۔“

”لپسکی مجھے غور سے دیکھ رہا تھا۔“

”ٹھیک کہہ رہے ہو۔“

”دروازے پر کے۔ کے۔ کے کا ایک نوٹس لگا تو مگر یہ نہ مجھے غریب دے سکا نہ کسی اور کو۔ یہ کام کی ایسے شخص کا ہے جو بینک سے شدید نفرت کرتا تھا۔“

”مگن ہے تمہارا خیال ٹھیک ہو۔ ابھی تم بینک سے ملے یا نہیں؟“

”ملا تھا مگر زیادہ بات نہیں کی۔“ لپسکی نے بتایا۔

”کسی نے اس کی کار بھی تیار کر دی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ بھی اسی آدمی کا کام ہے جس نے کلب میں بم رکھا تھا۔ بینک غصے میں پاگل ہو رہا ہے کہ ہم اس آدمی کو تلاش کریں۔ ٹھیک ہے۔ یہ ہمارا کام ہے کہ تحقیقات کریں مگر ہمیں اس کی زیادہ

گھر نہیں ہے۔ چیک کا یہ خطر ہوتا ہی تھا۔ اس نے میری طرف دیکھا۔ ”تاہم نے انجینی کی ملازمت چھوڑ دی ہے؟“  
 ”ٹھیک سنا ہے۔ سوزنی کی موت نے زندگی سے میری دلچسپی گم کر دی ہے۔ ممکن ہے کچھ مدت کے بعد ملازمت پر واپس چلا جاؤں۔ تم لوگ سوزنی کی موت کے بارے میں کیا کر رہے ہو؟“

”جو چاہے گھر جا رہی ہے۔“ لپسکی نے جواب دیا۔  
 ”ایک اور واٹس کیا ہے۔ وہ ایک عورت ہے۔ اس سے ہمیں اس آدمی کا حیرت انگیز موصوم ہوا ہے جس نے تیرا بھینسا تھا۔ حلیہ زیادہ واضح کٹر ہے لیکن اس سے مدد مل سکتی ہے۔ وہ ایک مضبوط جسم کا چمڑے والی آدمی ہے۔ اس نے سفید جیکٹ اور چمڑے کے جوتے پہنے رکھا تھا۔ اب ہم اسے تلاش کر رہے ہیں۔“

سات چمڑے کے ساتھ میں نے سر ہا دیا۔ مجھے وہ آدمی یاد آیا جو چیک کے ساتھ کلب سے نکلا تھا۔ سفید جیکٹ اور سیاہی بیٹ پہنے ہوئے۔ پھر وہ ساتھ ساتھ میری گئی تھے۔ لپسکی بہ دستور مجھے فوراً دیکھ رہا تھا۔

”دیکھو پلیس ایک ڈو سزنی ملی۔“ وہ بولا۔ ”اب ہم حریف کوئی مصیبت نہیں چاہتے۔ یہ ایک بہت حساس علاقہ ہے۔ اخبارات میں ہم چمڑے کی خبر نمایاں طور پر شائع ہوئی ہے۔ دولت مند آدمی ہم سے مذاکوں سے بہتر دے رہے ہیں۔ ہمیں سے برطوں میں گئے میپل کی ریزرویشن منسوخ کرائی جانے لگی ہے۔ اب ہم کسی اور ملک کا پھندا گولڈ انکس کریں گے۔ تم میرے مطلب سمجھ رہے ہو؟“  
 ”تم یہ سب مجھ سے کیوں کہہ رہے ہو؟ بہتر ہے اس سے کہو جس نے ہم رکھا تھا۔... بشرطیکہ وہ سننے پر آمادہ ہو۔“ میں نے کہا۔

”ٹھیک ہے جو چاہے کرو مگر میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ نوٹی اور ہم چھتا تو ہم اس آدمی کو نہیں چھوڑیں گے۔ اسے تم سے اچھد رہا ہمارا کی سزا ہوگی۔“

”تو اس سے کہو جس نے ہم رکھا ہے۔“ میں نے کہا۔ ”اچھا چھتا ہوں پھر ملاقات ہوگی۔“

اور میں لپسکی کو بدستور گھر لے چھوڑ کر جھوم سے تڑرتے ہوئے کار کیمک واپس آ گیا۔ میں نے اینڈرسن کو ایک خبرنے سے یہ کہا اور نیچین نیرون پہنچا۔ ابرنی اپنی مخصوص جگہ بیٹھا تھا اور دو سیاح اس سے باتیں کر رہے تھے۔ جب وہ ابرنی کا فون کھینچ کر چلے گئے تو میں آگے بڑھا۔

”یا حور۔ سے آمدنی شروع ہو گئی لیکن؟“ میں نے

پوچھا۔

”اوہ مسٹر پلیس۔“ وہ بولا۔ ”آمدنی تو ہوتی ہی رہتی ہے لیکن سیزن اگلے ماہ سے شروع ہوگا۔“ اس نے کچھ غور سے میری طرف دیکھا۔ ”کیا غضب کا ہم تھا۔ اس حوالی چیک کو ابھی سزا ملی۔“

”کیا تم کسی ایسے آدمی کو جانتے ہو جو سفید جیکٹ اور چمڑے کے جوتے پہنتا ہے؟“

”ہوا سکتی۔“ ابرنی کا تہہ منہ۔ ”اس سے بچ کر رہنا مسٹر پلیس۔“

”وہ ہے کون؟“

ابرنی نے گھبرائے ہوئے انداز میں روبرو دھر دیکھا اور وہی آواز میں بولا۔

”لپسکی کے گھون میں سے ایک ہے۔“

”وہ مجھے کہاں مل سکتا ہے؟“

”جب وہ یہاں آتا ہے تو چیک کے ساتھ رہتا ہے۔ میپل کی پکلی تاریخ سے کچھ پہلے آجاتا ہے، مانیا کا پتہ بتانے کرنے کے لیے۔“

”ٹھیک یہ ابرنی۔“ میں نے اس کے کندھے پر ہتھکی دی اور وہ اس کی طرف چل دیا۔

”مپلیس کو شہر ہے کہ ہم میں نے رکھا تھا۔“ میں نے اینڈرسن کو بتایا۔ ”لپسکی نے مجھے براہ راست وارننگ دی ہے۔“

”پولیس تو ہمیشہ کسی نہ کسی پر شبہ کرتی رہتی ہے۔“ اینڈرسن نے کہا۔ میں نے اسے ابرنی سے اپنی گھٹگو کے بارے میں بتایا۔

”ہوا سکتی کیا نام ہے؟“ اینڈرسن بولا۔ ”پھر اس کا کیا کر رہے؟“

”ایسی حرکت کروں گا کہ باقی زندگی میں چیز پر گزارے گا۔“ میں نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے جواب دیا۔

”کب؟“

”آج شام سات بجے ہم چیک کے پارٹمنٹ جا رہے ہیں اور سوئچ کا انتظار کریں گے۔“

”تم سبکی کو سنبھالنا، میں چیک کو دیکھ لوں گا۔“ اینڈرسن نے کہا۔

”خیال اچھا ہے۔“ میں نے کہا۔ سو

ہم اپنے پارٹمنٹ پہنچ کر ابھی بیٹھے ہی تھے کہ غون کی گھنٹی بجے گئی۔ میں نے ریسیور اٹھایا۔



کچھ کہتے ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ لیکن ممکن ہے، جیسے مزید  
صحیت سحری کرنے کا شوق چرائے۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ  
ایسا مت کرنا۔

وہ سکرایا۔ اب مجھے اس آدمی اور اس کی سکرانہٹ  
سے نفرت ہوتی جا رہی تھی۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی  
سانپ سکر رہا ہو۔

”جیسا کہ شاید تم سمجھتے ہو گے۔“ دہلشکی کہہ رہا تھا۔  
”کہ میں ایک بہت بڑی عظیم کا حصہ ہوں۔ ایسی عظیم جو دنیا  
کے ہر ملک میں کام کرتی ہے۔ اس لیے میں تمہیں صحت کرنا  
ہوں کہ اس شہر میں کوئی اور ہنگامہ کمرزمت کرنا۔ اگر کرو گے  
تو بہت بچتاؤ گے۔ کہ یہ بات کچھ میں آگئی؟“

”میں نے تمہاری بات سن لی۔“ میں کھڑا ہو گیا اور  
نیرس سے چلی کر اس بڑے رہائشی گھر سے نکلا آیا۔ ساڑھا  
انتکار کر رہی تھی۔ وہ دروازے کی طرف بڑھی۔ دروازے  
کے پینڈل پر ہاتھ رکھا۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے کی  
طرف دیکھا۔ اب تک جتنی عورتیں بھی میں نے دیکھی تھیں،  
اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں تھیں۔ وہ اسکی عورت نہیں تھی  
جس سے میں سوزی کی طرح محبت کر سکا۔ وہ ان سب  
عورتوں سے مختلف تھی جنہیں میں جانتا تھا۔ اس کی سبز آنکھیں  
خضر رنگ۔۔۔ مجبور کر دینے۔۔۔ محسوس کرنے والی تھیں۔ اس کی  
ایک ایک حرکت سے اسکی خود اعتمادی کا انکشاف ہوتا تھا جس  
سے اکثر عورتیں محروم ہوتی ہیں۔ اس نے حدود و حدود کھول دی اور  
جب میں پھر جانے کے لیے اس کے قریب سے گزرا تو اس  
نے ہر گوشے میں کہا۔

”آج رات گیارہ بجے۔ قہری کریم ریٹورنٹ۔“  
ایک لمحے کے لیے مجھے یقین نہیں آیا کہ اس نے واقعی  
وہ کہہ تھا جو میں نے سن۔ میں تصدیق کرنے سے لیے پلٹا مگر  
دور دراز دیند کر چکی تھی۔

☆ ☆ ☆

گھر پہنچے تو چونک چکے تھے۔ اندر رن جنور میں کی قائل  
پڑھ رہا تھا۔ میں نے اسے دہلشکی سے اپنی ملاقات کی  
تفصیل بتائی۔

”مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوزی کے معاملے میں  
افاق کا ہاتھ نہیں تھا۔“ میں نے آخر میں کہا۔ ”بلکہ کسی نے چپ  
اور سکی کی مدد سے اپنا ذاتی انتقام لیا ہے۔ مگر کسی ایسی جگہ  
دفن کر دیا مگر ہے جہاں اسے حشر نہیں کیا جاسکا۔ چنانچہ  
میں اس کی عمر نہیں کرنا ہے۔ اب رو کر پوچھو۔“

”ہاں... چپ۔“

مزادے دی۔ وہ اب ماضی کا حصہ بن چکا ہے۔ میری چپ  
پوری عظیم ہے جو ایسے افراد سے ملتی ہے۔ کوئی بگاڑ نہیں اور  
بات ختم۔ جہاں تک چپک کا شوق ہے تو اب وہ میری ملازمت  
میں نہیں ہے اور اگر تمہیں اس سے اطمینان ہوتا ہو تو اسے بھی  
مضی کا حصہ بنایا جاسکتا ہے۔ کیا اس سے تمہیں خوشی ہوگی؟“  
”تمہارا مطلب ہے کہ تم اپنا انگوٹھا نیچے جھکا دو گے  
اور چپک کو مار دو یا بے گا؟“ میں نے کہا۔

”تم نے ابھی ذرا سخت الفاظ میں کیا ہے مگر مطلب  
یہی ہے۔“

”نہیں! اسے زندہ رہنے دو۔“

”تم صاف کرنے والی فطرت رکھتے ہو۔“ دہلشکی  
نے کہا۔ ”اگر کوئی میری گرل فرینڈ کے ساتھ ایسا بدلتا تو کرتا جو  
ان دونوں نے تمہاری گرل فرینڈ کے ساتھ کیا تو میں اسے  
برگز صاف نہیں کرتا۔“

”اسے زندہ رہنے دو۔ میں اس کی زندگی کو جہنم بنا  
دوں گا۔“

”مجھے یقین ہے کہ تم ایسا کر سکتے ہو۔“

مذاکرہ کافی کی ٹرے لے کر آئی۔ ٹرے پر پرکار  
دو چالی کافی بنا لی اور بیٹھ گئی۔ وہ اس وقت اتنی پُرکشش نظر  
آ رہی تھی کہ مجھے لگے کہ وہ مجھے کے لیے بڑی کوشش کرنا  
پڑی۔ مجھے احساس ہوا کہ دہلشکی مجھے چھو رہا ہے۔

”بہت کام کیا ہوگا؟“ وہ بولا۔ ”ایک وقت اس کا  
باپ میرے لیے کام کرتا تھا۔ پھر اس کا انتقال ہو گیا۔ میں  
نے ساڑھا را کو اپنے جگہ پر بیٹھا۔ وہ اپنی بیوی سے ملتی رہی  
کہ اب اس کے بچے کام پلٹ چکے ہیں۔“

میں خاموش رہا۔ اس نے کافی کی پیالی میری طرف  
بڑھائی مگر میں نے سے ہاتھ نہیں لگایا۔

”اور اب مسٹر دہلشکی۔“ اس کی بات جاری تھی۔

”مجھے امید ہے کہ تم ممکن ہو گئے ہو گے۔ میں بھی چاہتا  
ہوں کہ تم مستحق ہو جاؤ۔ میرے لیڈم کا اب وجود نہیں ہے۔

چپک کا مستقبل میں تمہارے ہاتھ میں چھوڑتا ہوں۔ مجھے  
انرازہ ہے کہ چپک کا کلب تلو کر کے تم نے فوری انتقام لے

لیا لیکن اس جیسے حساس شہر میں جب کوئی ہم دم کا ہوتا ہے تو  
یہاں آنے والے دولت مندوں کو خوف زدہ کر دیتا ہے۔ اس

سے مسٹر بی کی کوئی اور وراثت نہیں چاہتا۔ میرا بزنس دولت  
مندوں کے دم سے ہے۔ انہیں اندیشہ ہوا کہ ہم کے دھماکے

ہوں گے تو وہ انہیں اور پلے جائیں گے اور یہ بات میرے  
خاندانہ۔ سے لیے خراب ہوئی۔ تم ایک ذہین آدمی ہو اس لیے

”ہم اس سے ملنے جا رہی تھے اور معلوم کریں گے کہ اسے کس نے یہ کام کرنے کے لیے کہا تھا۔ میرا اندازہ ہے کہ یہ انجیلا کی حرکت تھی لیکن میں جتنی حوصلہ پر جانا چاہتا ہوں۔ چونکہ نے منہ کھولا اور ثابت ہو گیا کہ وہ انجیلا تھی، تب ہم اس کے پیچھے جا رہے تھے۔“

”ہم چونکہ جیسے سوچے اسے کسے کھلوا سکتے ہیں؟“

ایڈورسن نے پوچھا۔

”کیا تم میں سے کوئی مارچ لاسکتے ہو؟“

”اوہ ضرور۔“ ایڈورسن ہنسنے لگا۔ ”بہت اچھا خیال ہے۔ اس کی تھوڑی سنگائی کی جائے گی تو سب کچھ اگل دے گا۔“

میں نے اسکاچ کی بوتل سے دو گلاسوں میں دھسوا ڈیڑلی اور ہم خاموشی سے پینے لگے۔

”دھسوا تمہیں کیسا آدمی معلوم ہوا؟“ ایڈورسن نے پوچھا۔

”بہت خطرناک، سانپ کی طرح... ایسا آدمی جس سے بچنا چاہیے۔“ میں نے جواب دیا پھر اسے ساڈرا کے بارے میں بتایا۔ اس نے بڑی حیرت سے منہ۔

”پھر کیا اس سے ملنے جاؤ گے؟“ اس نے پوچھا۔

”کیوں نہیں۔“ میں نے جواب دیا۔ ”تمہیں کچھ معلوم ہے تھرٹی کر بیڈ میٹورنٹ کہاں ہے؟“

ریٹورنٹ اور گلیوں کے محلے میں ایڈورسن کی معلومات بڑی وسیع تھیں۔

”سامی ملے تھے میں واقع ہے۔ بہت گراں ریٹورنٹ ہے۔ سولی جو کے کینے کے پاس۔ سولی جو کینے تو دیکھ ہوگا؟“

”ہاں دیکھا ہے۔“ میں نے کہا۔ ”تم بلو مارچ لے کر آؤ۔ میں ڈرائیونگ کوون کر لوں۔“

”امید ہے چونکہ وہ اس کے پاس ضرور ہوگی۔“ ایڈورسن نے کہا اور اپنا رخسٹ سے باہر چلا گیا۔

میں نے الماری سے ہتھکڑی نکالی۔ جس سے اپنے اعشاریہ تین آنٹھ کا رولہ اور نکالا۔ چونکہ یہ وہ بھر ہوا تھا۔ رولہ اور جب میں دیکھ کر فون ڈائریکٹری سے چونکہ کا نمبر معلوم کر کے کواٹل کیا۔ کافی دیر تک کھٹی کھٹی رہی پھر دوایا۔

”کون ہے؟“ اس کی کرخت آواز ابھری۔

”سٹریٹسڈ لے۔“ میں نے سخت سچ میں کہا۔ ”میں پوسٹل ہیز کو اوڈر سے بات کر رہا ہوں۔“

”اب کیسے... کیسے کوڈش کر لیا جس

نے میرے کلب میں ہم رکھا تھا؟“

”ہم اسی سلسلے میں تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں کچھ سوالات۔ اس کے لیے دو مہینے رساں تمہارے گھر بھیجے جا رہے ہیں اوکے؟“

”جلدی بھیجنا۔ مجھے ایک گھنٹے بعد باہر جانا ہے۔“ اس نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

ایڈورسن ایک بلوٹ مارچ لے کر واپس آیا۔

”چونکہ اس کے پاس بی بی مل گئی۔“ اس نے بتایا۔

”انگلش ہے اور خوب کام کرتی ہے۔“

”تب پھر آؤ بیٹیں۔“

”میں اس سوچے سے خود غمتا چاہتا ہوں۔ کیا تم موقع دو گے؟“

”تم یہ دیکھنے کے لیے بے تاب ہو کہ تمہارا وہ قتل کا بیج اس پر کاربڑ ہوتا ہے یا نہیں؟“

”وہ ضرور کاربڑ ہوگا۔“

ہم دس منٹ میں سی ٹیوڈ روڈ پہنچ گئے۔ غٹ سے آگے پھر پیچھے۔ میں ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ ایڈورسن نے کھٹی کا ہین دیا۔ کچھ دیر کے بعد دو اندر کھلا۔ بیک سائے کھڑا تھا۔ اس نے بہت تک سی جینز پہن رکھی تھیں۔ اوپر کی جسم پر کوئی کپڑا نہیں تھا۔ اس کا جسم کسی پیشہ ور باکسری کی طرح شان دار تھا۔

”تمہارا قتل پچیس سے ہے؟“ اس نے پوچھا پھر ہنسا۔ ”میں نہیں جانتا ہوں۔ لغت ہو تم پر۔ بھاگ جاؤ یہاں سے۔ اس سے پہلے کہ میں تمہارا چہرہ دیکھ لوں۔“

ایڈورسن نے بہت آہستہ سے کچھ کہا جسے چونکہ سن نہیں سکا اور پھر اس نے وہی کچھ کہا جو کہ ایڈورسن چاہتا تھا کہ کرے۔ اچھی طرح سننے کے لیے اس نے اپنا چہرہ ایڈورسن کی طرف جھکا دیا اور ایک بہترین ہدف پیش کیا۔ ایڈورسن کا منہ (اس نے اگلیوں میں جھل کا بیج پہن رکھا تھا) کھلی کی طرح چمکا اور ایک دھماکے کے ساتھ چونکہ کے جڑ سے پر پڑا۔ چونکہ کی آنکھیں اوپر چڑھ گئیں اور وہ کسی ایسے تل کی طرح نیچے گرا جس کی گردن کبڑی سے کاٹ دی گئی ہو۔ ہم دونوں سے کمرے کے اندر لے گئے۔ میں نے ایک ہتھکڑی اس کے ہاتھوں پر ایک اس کے سروں میں ڈال دی۔ ایڈورسن نے سرورنی دروازہ اندر سے بند اور قفل کر دیا۔ پھر ہم نے چاروں طرف دیکھا۔ پیسے کبھی وہ رہائشی کرا آراستہ اور آرام دہ... وہاں ہوگا مگر اب اس کی حالت ابتر تھی۔ ہر چیز سے خشکی اور عدم دیکھ بول ظاہر تھی۔ میں نے دونوں ہینے روکے اور چلنا



باتحور دوسرا دیکھے۔ سب کی یہی حالت تھی۔ اپارٹمنٹ میں کوئی اور نہیں تھا۔ ہم پانی کی پائپ چنک پر پیسٹ کر اسے ہوش میں لائے۔ اینڈرسن نے بلو مارچ کا آن جن دیا۔ سسکاری کی آواز کے ساتھ اس کے چھوٹے سوراخوں سے نیلا شعلہ نکلنے لگا۔

پینک نے ایک کراہ کے ساتھ آنکھیں کھولیں۔ اپنا سر جھکا۔ میں نے اس کی پسلیوں میں ایک ٹھوکہ ماری۔ وہ پھر کراہا اور اٹھنے کی کوشش کی۔ میں نے اس کی پیشانی پر پتھر رکھ کر فرش پر گرادیا۔ وہ کسی ایسی جنگلی مٹی کی طرح غرایا جو جابل میں پھنس کر پھاری پر غرائی ہے۔

”تمہیں سوزی کے چہرے پر تیزاب بھیجنے کے لیے کس نے پانچ ہزار ڈالرز دیے تھے؟“ میں نے پوچھا۔

میں نے اس کے ہاتھ پشت کی طرف کر کے پھٹکوی پڑتی تھی۔ اس نے اسے توڑنے کی چوڑی کوشش کی مگر کچھ نہ بنا۔ وہ اسی طرح کی پھٹکوی تھی کہ کھٹنے کی کوشش سے لور کس جالی تھی۔

”ہاں نہیں تم کو کہہ رہے ہو۔“ وہ بڑبڑایا۔ میں نے اینڈرسن کی طرف دیکھا۔

”تو رامے بلو مارچ کا مزہ چکھاؤ۔“

”بڑی خوشی ہے۔“ اینڈرسن نے کہا اور بلو مارچ کا شعلہ پیسٹ کے نیچے سینہ پر تیزی سے پھرایا۔ پینک بڑے زور سے چیخا۔ لگتا تھا جیسے اس کی جان نکل گئی ہو۔ آنکھوں کی تختی اور غرت غائب ہوئی۔ اب ان میں خوف کے تاثرات جھلک رہے تھے۔

”یہ میت کرو۔“ وہ گڑگڑایا۔ ”میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ میں یہ دوبارہ مت کرنا۔“

”تو پھر بتاؤ کہ تمہیں کس نے پانچ ہزار ڈالرز دیے تھے؟“ میں نے پوچھا۔

”انجیل نے۔ اس شعلے کو مجھ سے دور رکھو۔“ وہ اٹھیل سے ہٹاؤ۔ ”میں نے کہا۔ اینڈرسن آگے بڑھا اور بلو مارچ کا شعلہ پیسٹ کے قریب لایا۔

”انجیل! میرے پاس آئی۔“ پینک نے جلدی سے کہا شروع کیا۔ ”وہ مجھ سے پاگل ہو رہی تھی کہ تم نے اسے تیری

کی دولت پانے سے روک دیا۔ تیزاب بھیجنے کا خیال بھی اسی کا تھا۔ جب اس نے پانچ ہزار ڈالرز رقم پیش کی تو میں نے

وہاں سے بات نہ جوئیے برا کا سا انتظام کرتا ہے۔ چنانچہ وہ دونوں نے ہل کر یہ کام کیا۔ میرا مقصد اسے جان سے مارنا

نہیں تھا۔ میں قسم کھاتا ہوں، ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ میں

نے سوچا تھا کہ اس کے چہرے کی تھوڑی سی کھال جلادینا کافی ہوگا۔ مجھے گمان تک نہیں تھا کہ وہ روڑی کی جانب بھاگ کھڑی ہوگی اور ایک ٹرک کے نیچے آجائے گی۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔“

”پھر کیا تمہیں رقم مل گئی؟“ میں نے اس کی طرف غرت سے دیکھا۔

”ہاں، مل گئی۔ جب انجیل دینے کا وعدہ کرتی ہے تو ضرور پورا کرتی ہے۔ ڈھائی ہزار میں نے لیے، ڈھائی ہزار منگی کو دے دیے۔“

”وہ کہاں ہے؟“

”معلوم نہیں۔“ پینک نے بتایا۔ ”کل رات اسے ایک فون کا بل مل گیا۔ اس نے کہا مجھے جانا پڑے گا۔ کوئی ضرورتی کام ہے اور جب سے گیا ہے تو واپس نہیں آیا ہے۔“

”اس نے بتایا تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے؟“

”میں اس سے سوالات نہیں کرتا۔“ پینک نے جواب دیا، اس کی نظریں ہوا برق پر لگی تھیں۔ ”اور میں کہہ سکتی تھی جس کا دماغ سچ ہو، اس سے سوال نہیں کرتا۔ مجھے نہیں معلوم

وہ کہاں ہے۔“

میں اسے بتا سکتا تھا مگر خاموش رہتا بہتر سمجھا۔

”اوہ کے پینک! بات آگے بڑھ رہی ہے۔“ میں نے کہا۔ ”اب انجیل پر آؤ۔ وہ تمہیں دس ہزار ڈالرز مانگا تھا کہ

رہی ہے۔۔۔ مگر رہی ہے یا نہیں؟“

”مجھے نہیں۔“ پینک نے فنی میں سر ہلایا۔ ”اس کا ماجر کچھ یوں ہے۔ سٹی میرے پاس آتا ہے اور میرے کلب کو

آزادگی کی جگہ کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ سٹاؤن کے صدر پردہ پانچ سو ڈالرز فی ہفتہ دیتا ہے۔ چنانچہ میں اسے اجازت

دیتے ہوں۔ یہ اپارٹمنٹ اس کا ہے۔ اس نے رہنے کی اجازت دی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ میں اور کچھ نہیں جانتا۔“

”روکوسٹر، ہوتے جاؤ۔“

”لوگ میرے کلب آتے ہیں، مجھے لگانے دیتے ہیں۔ انجیل! مجھے ایک چھوٹا پلٹنگ کاربنفکس دیتی ہے۔

میں ان سب کو ایک قیلے میں ڈالتا ہوں۔ منگی۔“ سب نے اور تھپلا لے جاتا ہے۔“

”انجیل! کو بلیک سکل کیوں کیا جا رہا ہے؟“

”مجھے نہیں معلوم۔ قسم سے نہیں معلوم۔ یہ کام منگی کا ہے۔ وہ لوگوں کے راز معلوم کرے۔ جس شخص سے کوئی سوال نہیں کرتا اور نہ کچھ جاننا چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ منگی کو

انجیلا کا کوئی راز معلوم ہے۔ کوئی ایسا راز جس کے لیے وہ اتنی بڑی رقم برابر دینے پر مجبور ہے۔ اس کی دماغی حالت بھی عجیب نہیں ہے۔ وہ لفظی تفریق کر رہی ہے۔  
میں نے اسے غور سے دیکھا اور فیصلہ کیا کہ وہ سچ ہی کہہ رہا ہے۔ منگی جیسا سنگ دل اور بے رحم آدمی چنگ جیسے احسن کو کچھ بتانا گوارا بھی نہیں کرے گا۔ میں نے اینڈرسن سے کہا کہ وہ چنگ کی ہتھکڑیاں کھول دے۔ اس نے کھول دیں۔

”میری بات غور سے سنو۔“ میں نے چنگ سے کہا۔  
”اب اس شہر میں تمہارے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ میں نے منگی کے پاس سے بات کی تھی۔ منگی کا جسم کپڑے کھارچہ ہیں۔ اب تم اسے دوبارہ نہیں دیکھو گے۔ میں بھی تمہیں دوبارہ دیکھنا نہیں چاہتا۔ اس شہر سے نکلنے کے لیے تمہیں بارہ گھنٹے دیتا ہوں۔ اس کے بعد اگر تم آئے تو تمہارے دونوں گھنٹے پکار کر دیے جائیں گے اور تم بھی نہیں چل سکو گے۔ اس لیے صبح ہو جاؤ۔ سمجھ گئے؟“

”میں کہاں جاؤں؟ میرے پاس کچھ رقم بھی نہیں ہے۔“ چنگ گڑگڑایا۔

”میں تم سے دوبارہ نہیں کہوں گا۔ اگر تم بارہ گھنٹے میں شہر سے نہیں گئے تو پھر منگی اپنے قدموں سے چلنے کے قابل نہیں رہے گی۔“ میں اینڈرسن کی طرف گھوم کر آؤ چلیں۔  
مجھے اس کی صورت سے کراہت ہو رہی ہے۔

ہم لفٹ سے نیچے اترے۔ سڑک پر آئے اور بارش میں بھٹکتے ہوئے اپنی کار کی طرف چل دیے۔  
☆☆☆

میں نے حمزہ کی سیریل ریڈر میں نمونہ میں قدم رکھا تو ایک ریت مٹی لڑکی نے میرا استقبال کیا۔

”آپ نے ریڈر روٹیشن کرائی ہے سر؟“ اس نے پوچھا۔

”مجھے بلایا گیا ہے۔“ میں نے جواب دیا۔

”آپ سسر ویکس تو نہیں ہیں؟“

”ہوں تو وہی۔“

”میں ساڈرا آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔“ لڑکی مستراٹی۔ ”میرے ساتھ آئیں۔“

میں لڑکی کے پیچھے چلتے ہوئے ایک بڑے کمرے میں داخل ہوا جو گاؤں سے بھرا ہوا تھا۔ وہاں سے ایک زینہ سے کمرے کا دروازہ کھولا۔ لڑکی نے ایک دروازہ کھول کر میری آمد کا اعلان کیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جہاں ایک تباہ میز پر

ساڈرا بیٹھی تھی۔ میز پر کھانا تیار تھا۔ اس نے پہلے کھانے کی دعوت دی۔ بتایا کہ وہ اکثر یہیں کھانے آتی ہے۔  
”جب کوئی عورت تباہ ہوتی ہے تو کسی ایسی جگہ کھانا مناسب ہوتا ہے جہاں لوگ اسے جانتے ہوں۔“ اس نے کہا۔

”مجھے امید نہیں تھی کہ تم اتنی تباہ رہی ہو گی۔“ میں نے کہا۔

”میرے کھانے کے اوقات غیر معمولی ہیں۔ کبھی کسی وقت، کبھی کسی وقت کھانے کی فرصت ملتی ہے۔ اب بھی وینٹنکی کیسینو چلا گیا ہے تو مجھے کھانے کا وقت ملا ہے۔“

کھانے کے بعد کافی کا دور شروع ہوا۔ ساڈرا غیر معمولی طور پر حسین اور ہر انداز میں ایک سستی خیر عورت تھی۔ اس کی کشش اس کی جاذبیت کسی تارک المذہب نارواپ کو بھی بھکا سکتی تھی۔ اسی کے ساتھ اس کی چنگ دار میز پر کھینچ کر رکھی تھیں کہ یہ ایک خطرناک عورت بھی ثابت ہو سکتی ہے۔  
”ہاں تو اب بتاؤ تم کیا بات کرنا چاہتی ہو؟“ میں نے کافی چے پیتے ہوئے پوچھا۔

”اس خانہ خراب شہر میں تم پہلے آدمی ہو جس میں مجھے عزم اور حوصلہ نظر آ رہا ہے۔۔۔ اور مجھے ایک با حوصلہ آدمی کی ضرورت ہے۔“

”تمہیں یہ خیال کیسے ہوا کہ میں با حوصلہ ہوں۔“  
”ایسا آدمی جو چنگ کیسٹ جیسے کلب کو کم سے ازاد کرے اور اس کے گود بچا مالک چنگ کو اتنا خوف زدہ کر سکے کہ وہ شہر چھوڑ کر بھاگ جائے۔ اسے حوصلہ ہی کہا جائے گا۔“

”جیسا کہیں معصوم ہوا اسے وہ شہر چھوڑ کر چلا گیا ہے؟“  
”آدھ گھنٹے پہلے اس نے مجھے فون کیا تھا۔“ ساڈرا نے بتایا۔ ”وہ وینٹنکی سے بات کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کی آواز پہچان لی۔ میں نے اس سے کہا کہ وینٹنکی معصوم ہے اور پوچھا کیا کام ہے۔ اس نے بتایا کہ تم نے اس پر تشدد کر کے اس کی لپٹ لیا کہ انجیلا نے سوزی پر تھپا اب مجھے کسے لیے اسے رنج برادر ہلرز دیے تھے پھر تم نے اسے دھکایا کہ وہ شہر چھوڑ کر چلا جائے مگر اس کی جیب خالی تھی اور اس نے پوچھا کہ کیا وینٹنکی اسے کچھ رقم دے سکا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ جہنم میں جاؤ اور ریڈر سیورہ کھو دیا۔ پھر میں نے ایک آدمی کو چیک کرنے بھیجا۔ معلوم ہوا کہ چنگ میاں چلا گیا ہے۔“  
میں خاموش بیٹھا رہا۔ میرا اندازہ تھا کہ ابھی وہ کچھ اور بھی کہنے والا ہے۔

”میں نے دینسکو کو کچھ نہیں بتایا کہ بینک نے انجیل کے بارے میں کیا کہا تھا۔“ ساڈرا کی بات جاری تھی۔  
 ”کیونکہ وہ اس کے نزدیک کافی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ تیرا اب نیا وارنٹ کے پیچھے انجیل کا ہاتھ تھا تو اسے یقین ہو جائے گا کہ تم اس سے بھی انتقام لو گے اور اس صورت میں تم دس منٹ بھی زعمہ نہیں رو سکتے۔“  
 ”کچھ بھی ہو میں اس سے بدلہ ضرور لوں گا۔“ میں نے کہا۔

”اس کی اہمیت دیکھنے کے لیے میں تمہیں کچھ اور بتانا چاہتی ہوں۔“  
 ”مگر کیوں؟“

”میں نے تمہیں بتایا کہ مجھے ایک بڑا، حوصلہ مند آدمی کی ضرورت ہے اور اب جبکہ تم مل گئے ہو تو میں نہیں چاہتی کہ اپنا انتقام لینے کی کوشش میں تم جھجھکاؤ۔ تم اس پیغمبر کو تباہ نہیں کر سکتے۔ میری بات توجہ سے سنو۔ دینسکو طور پر اس میں سب سے بڑا شخص ہے اور طور پر اس نے اسے کی کان ہے۔ ہر دولت مند آدمی کچھ راز رکھتا ہے۔ چنانچہ ان میں سے ہزاروں بلک میٹنگ کی رقم ادا کرتے ہیں۔ بڑے بڑے اسٹورز، کمپنیوں، چوٹی کے ہوٹل اپنی سلامتی کے لیے رقم دیتے ہیں۔ خود دینسکو سب سے پہلے اس پیش بے ہوٹل میں مفت رہتا ہے۔ ہوٹل اپنے ملازمین سے بھگتا نہیں چاہتا اور دینسکو ایک مشہور ہوٹل کے لیے تمام اسٹاف باہر نکل جائے گا۔ اس شہر سے ہانہ آدمی کی گورنمنٹ پھر دلاک ڈالمنڈ ہونی ہے۔ دینسکو کی ذمہ داری ہے کہ وہ یہ رقم برقرار رکھے بلکہ اس میں اضافہ کرے۔ اگر وہ یہ ذمہ داری پوری کرنے میں ناکام رہے تو تنظیم اسے جہ کرکسی اور کو مقرر کر دے گی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ شہر میں کوئی گڑبڑ نہیں چاہتا۔ انجیل سے اسے دس ہزار ڈالر زمانہ ملتے ہیں۔ اگر تم اس کے لیے کوئی مشکل کھڑی کر دو گے تو دینسکو کی آمدنی دس ہزار کے بقدر کم ہو جائے گی۔ مجھے معلوم ہے کہ تنظیم اس کے کام سے غیر مطمئن ہوتی جا رہی ہے۔ اسے پھر دلاک ڈالمنڈ سے کہیں زیادہ آمدنی چاہیے اس لیے دینسکو آج کل ایک تنہا ہوئی رسی پر چل رہا ہے۔ میں تمہیں بتاتی ہوں کہ وہ واحد وجہ جس کے باعث دینسکو نے ابھی تک تم پر ہاتھ نہیں ڈالا وہ یہ ہے کہ تم یہاں مقبول اور ہر دل عزیز ہو۔ بااثر حضرات میں تمہارے دوست ہیں۔ پولیس سے اچھے تعلقات ہیں اور وہ کسی بھی قسم کی دینسکو نہیں چاہتا۔ تم میری بات سمجھ رہے ہو؟“  
 ”تم مجھے یہ سب کچھ کیوں بتا رہی ہو؟“ میں نے

پوچھا۔ ”تم تو دینسکو کے لیے کام کرتی ہو اور وہ تمہاری تعریف کرتا ہے۔“ میں نے کہا۔  
 ”میں ابھی اس نکتے پر بھی آتی ہوں۔“ ساڈرا کی مسکراہٹ بڑی زبردستی تھی۔ ”تمہیں بلانے کا واحد سبب یہ تھا کہ وہ تمہیں فریب دے سکے کہ سوزی کے معاملے میں اسے کسی قدر انکسوس ہے۔ تم نے اس کی اس بات پر اعتبار کر لیا کہ منگی مرچکا ہے۔ وہ بڑے ماسٹر کن انڈاز میں جھوٹ بولتا ہے۔ منگی اس کا دایاں ہاتھ ہے۔ یہ منگی اور اس کے کارکن ہی ہیں جو بینک میں کرنے کے لیے نوٹوں کے راز معلوم کرتے ہیں۔ منگی کے بغیر دینسکو کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے منگی کو بار بار اتنا ہی مشکل ہے جتنا تمہارے لیے اپنا بازو کاٹنا۔ چنانچہ منگی زعمہ ہے اور اپنا کام کر رہا ہے۔ بینک ایک کم محسوس آدمی ہے اور تنظیم کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ جب وہ میا می پیچھے گا تو غائب کر دیا جائے گا۔ منگی غیر مطلوب ہزاروں کو غائب کرنے میں بڑی مہارت رکھتا ہے۔“  
 ”کیا تم مجھے یہ بتا رہی ہو کہ وہ کمینڈ جس نے سوزی پر تیرا اب بھینکا تھا، ابھی زندہ ہے؟“ میں نے پوچھا۔  
 ”ہاں۔“ ساڈرا نے اثبات میں سر ہلایا۔ ”میں یہی کہہ رہی ہوں۔“  
 ”تو میں اسے کہاں تلاش کر سکتا ہوں؟“ میں نے بڑھتے ہوئے غصے سے سوال کیا۔  
 ”تم اسے نہیں پا سکتے۔ تمہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کا حلیہ کیا ہے۔“  
 ”وہ مجھ سے کد اور چوڑے کدھے رکھتا ہے۔ سفید جیکٹ اور چوڑے جیکٹ کا ہیٹ پہنتا ہے۔“  
 ”تو پھر کیا ہوا؟“ ساڈرا کے لہجے میں طنز تھا۔ ”وہ اپنا ہیٹ اور جیکٹ اتار دے گا۔ کسی اور رنگ کا جیکٹ پہننے لگے گا۔ اس شہر میں سیکڑوں آدمی چھوٹا تھا اور چوڑے کدھے رکھتے ہیں۔ تم اسے بھی تلاش نہیں کر سکتے تا آنکہ میں تمہاری مدد نہ کروں۔“  
 ”تم میری مدد کیوں کر دو گی؟“ میں نے اسے گھورا۔  
 ”کیونکہ اس نے میرے والد کو قتل کیا ہے۔“ ساڈرا کا چہرہ دھت ہو گیا۔  
 ”کیوں قتل کیا تھا؟“  
 ”تاکہ دینسکو ان کی جہ لے سکے۔ میرے والد بڑی کامیابی سے فورڈ کا بزنس چلا رہے تھے۔ میں ان کی سیکرٹری تھی۔ ہم ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے۔“ ساڈرا نے کچھ جھکے ہوئے مجھ سے دوسرا مسکراہٹ

دیئے گا اثر رو کیا۔  
 "تو تم بھی مافیا کی رکن ہو؟" میں نے اسے سرایت

دیا اور سنا بھی دیا۔  
 "بے شک لیکن اب میں اس کی دشمن بھی ہوں۔ جب

میرے باپ کا انتقال ہوا تھا تو میں نے ان کی لاش پر انتقام  
 لینے کی قسم کھائی تھی۔ اسی لیے مجھے ایک باہت آدمی کی

ضرورت ہے۔ ایک دشمن کے بجائے دو دشمن زیادہ موثر  
 ہوتے ہیں۔"

"تم دینٹنسکی کی سیکرٹری کیسے بنیں؟" میں نے  
 پوچھا۔

"اے کچھ معلوم نہیں تھا کہ میں یہ بات جانتی ہوں کہ  
 اس نے میرے والد کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ کل بڑی

چالاک سے کیا گیا تھا۔ مایا کے کسی ڈرامیور نے انہیں بھل  
 دیا۔ میرے والد میرے لیے ایک خطا چھوڑ گئے تھے انہیں

معلوم تھا کہ دینٹنسکی ان کی جگہ کے پیچھے پڑا ہے اور انہیں  
 اندیشہ تھا کہ وہ انہیں ہلاک کر دے گا۔ میں تین سال سے

زیادہ عرصے تک اپنے والد کی سیکرٹری رہی مگر اس لیے  
 ٹکوریہ ایسی مافیا کی تنظیم کے بارے میں دینٹنسکی سے زیادہ

معلومات رکھتی تھی جب میں نے کام کرنے کی خواہش ظاہر  
 کی تو اس نے بڑی خوشی سے مجھے ملازم رکھ لیا۔"

"تمہیں تو اس سے نفرت ہونا چاہیے مگر تم نے اس  
 کے ساتھ کام کرتے کیوں پسند کیا؟"

"تاکہ میں اس کی بے خبری میں وار کر سکوں۔ میں ایک  
 سال سے زیادہ مدت سے سونچ کا انتظار کرتی رہی ہوں۔

میں جانتی تھی کہ میں اس کی دینٹنسکی اور منگی کو شکست دے  
 سکتی۔ مجھے سنی کی مدد درکار تھی اور اب آخر مجھے ایک کام کا

آدمی مل گیا۔ میں تم جیسے آدمی کے تو دن سے اپنے والد کا  
 انتقام لے سکتی ہوں۔ اسی طرح تم سوزی کا بدلہ لے سکتے ہو۔

تم دونوں کا مقصد ایک ہے۔"

"تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر منگی کو ختم کر دو  
 جائے تو دینٹنسکی بھی اپنے مقام سے گر جائے گا کیونکہ وہ اس

کے بغیر آمدنی کا ذریعہ نہیں کر سکتا؟"

"بے شک کاروبار بند نہیں ہوگا۔ دینٹنسکی کو ہٹا کر اس  
 کی جگہ کوئی اور آدمی بھیج دیا جائے گا اور منگی جیسا دوسرا آدمی

لوگوں کے درمیان معلوم کر رہے گا۔ تنظیم کو کوئی تو نہیں سنا لیکن  
 ہم دونوں مل کر دینٹنسکی اور منگی کو ختم کر سکتے ہیں۔ ایسا ہو گیا تو

میں بھی مطمئن ہو جاؤں گی اور تم بھی۔"

میں نے ساڈرا کی باتوں پر غور کیا۔ مافیا کی ایک

کارکن کے ساتھ کام کرنا مجھے پسند نہیں تھا لیکن اگر اس سے  
 نتیجے میں مجھے منگی سے بدلے لینے کا موقع مل جاتا تو مجھے کوئی  
 شکایت نہیں تھی۔

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔ "تم مجھ پر اعتماد کر سکتی  
 ہو۔ بتاؤ پہلا قدم کیا ہوگا؟"

"تم دل سے کہہ رہے ہو؟" اس نے مجھے غور سے  
 دیکھا۔

"ہاں کیوں نہیں... تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو۔"

"پہلا کام منگی کو تلاش کرنا ہے۔" ساڈرا نے اثبات  
 میں سر ہلایا۔ "وہ اپنی رپورٹ فون پر دینٹنسکی کو دیتا ہے۔

اب تک دینٹنسکی کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ چنگ اپنی زبان بند نہیں  
 رکھ سکا لیکن اسے یہ معلوم نہیں ہوگا کہ تم جان گئے ہو کہ منگی

زندہ ہے۔ اس طرح منگی بھی بے غمراہ رہے پڑا ہو جائے گا۔  
 وہ اپنے اپارٹمنٹ میں واپس نہیں آئے گا۔ اس نے وہاں

چنگ کو گھس دکھانے کے لیے رکھا ہوا تھا۔ منگی کوئی دوسرا  
 اپارٹمنٹ لے لے گا۔ ہمیں اسے تلاش کرنے میں مشکل ہوگا۔"

"تمہارے خیال میں وہ ہر میس لالچ پر ہو سکتا ہے؟"

میں نے غور سے کہا۔ ساڈرا چونک گئی۔  
 "تمہیں ہر میس لالچ کے بارے میں کس نے بتایا؟"

"میرے پاس معلومات کے کئی ذرائع ہیں۔ اس کی  
 قدرت تو کہ مجھے کیسے معلوم ہوا۔"

"وہ وہاں نہیں ہوگا۔" ساڈرا نے جواب دیا۔  
 "لالچ کو صرف رقوم وصول کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا

ہے۔ دینٹنسکی ہر ماہی کی طرح تاریخ کو دہاں جاتا ہے۔ اس کے  
 بعد لالچ لے کر میاں چلا جاتا ہے۔ منگی کے لیے لالچ بیکار

ہے۔ اسے اپنے کام کے لیے وسیع علاقے کی ضرورت ہوتی  
 ہے۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"میرے والد نے بتایا تھا۔ پہلے منگی ان کے لیے کام  
 کرتا تھا۔"

"تم مجھے اس کا حلیہ بتا سکتی ہو؟"

"میں نے بھی اسے نہیں دیکھا۔ صرف فون پر اس کی  
 آواز سنی ہے۔ وہ اٹالوی لہجے میں بات کرتا ہے۔"

"اس کی کوئی گرل فرینڈ تو ہوگی؟"

"ہاں۔" ساڈرا نے سوچتے ہوئے کہا۔ "ایک مرتبہ

دینٹنسکی اس سے فون پر بات کر رہا تھا تو اس نے پوچھا تھا کہ

ڈولی کیسی ہے۔ وہ منگی کی گرل فرینڈ ہو سکتی ہے۔" میرا خیال

نورائون گھبرائے کی طرف گیا جو کہ بریکرز بندنگ میں قیام

پذیر تھی۔ اگر وہ منگی کی رٹل فریڈ تھی تو جب میں نے اس سے چیک کے بارے میں پوچھا تھا تو اسے خوف زدہ ہونے ہی چاہیے تھا۔ ممکن ہے چیک منگی کو دھوکا دے رہا ہو اور اس کے ذولی سے ناجائز تعلقات ہوں۔ یہ ایسا معاملہ تھا جسے چیک کرنا ضروری تھا۔

”تمہیں معلوم ہے کہ اب وصولیابی کے لیے کون سی جی جگہ مقرر کی جانے گی؟“ میں نے پوچھا۔ ”ظاہر ہے بلیک کیسٹ ٹیک کا وجود دوبانی نہیں رہے۔ لوگوں کو یہ بتانا ضروری ہے کہ وہ رقم حق کرنے کہاں جائیں۔“

”مجھے معلوم نہیں مگر میں پتا کروں گی۔“

”منگی کی تاریخ کو لازمی طور پر جمع شدہ رقم لینے آئے گا اور اس میں ابھی آٹھ دن باقی ہیں۔ معلوم کرو کہ اب رقم کہاں جمع کرانی چاہیے ہیں۔ اگر میں منگی کو اس سے جس تلاش نہیں کر سکا تو پھر اس مقام پر دیکھا جاسکتا ہے۔“

”ٹھیک کہہ رہے ہو۔“ سائڈ رائے اثبات میں سر ہلایا۔ ”یہ کام مجھ پر چھوڑ دو۔ میں فون کر دوں گی۔ اپنا نمبر مجھے دے دو۔“

”نمبر ڈائریکٹری میں لکھا ہے۔ ایک بات اور۔ کیا تمہیں پتا ہے کہ انجیلا کو کس سلسلے میں بلیک میل کیا جا رہا ہے؟“

”نہیں، میں نہیں جانتی۔ اس قسم کا تمام ریکارڈ منگی کے پاس ہوتا ہے۔ ویٹنسکی کو صرف رقم ملنے سے دلچسپی ہے۔“

”گو یا تم یہ بتا چاہتی ہو کہ ویٹنسکی کو ان افراد کے نام یا ان کے راز کی کوئی خبر نہیں ہوتی جس کی بنیاد پر تمہیں بلیک میل کیا جا رہا ہے؟“

”اس سے آخر کیوں دلچسپی ہو؟“ سائڈ رائے جواب دیا۔ ”وہ منگی پر مکمل اعتماد کرتا ہے۔ وہ تصدیقات جاننے کی دوسری مول نہیں بیٹا۔ وہ نشیات کا ایک بڑا ریکٹ چلا رہا ہے جو اسے معروف رکھتا ہے۔ بلیک میلنگ کاریکٹ اس نے منگی کے سپرد کر دیا ہے۔“ اس نے اپنی رست و اچ پر نظر ڈالی۔ ”اب مجھے جانا چاہیے۔ ویٹنسکی جلد ہی وہیں آنے والا ہوگا۔ کیا تم پر بھروسہ کر سکتی ہوں؟“

”ضرور کر سکتی ہو۔“

”جب تم منگی کو تلاش کر لو تو اسے ہلاکت کرن۔“

سائڈ رائے سبز آنکھوں میں چمک نمودار ہوئی۔ ”یہ خوش کن کام میں اپنے ہاتھ سے کرنا چاہتی ہوں۔“ اتنا کہہ کر وہ چلی گئی۔

میں تھری کریب ریسنورٹ سے نکلا تو رات کا ایک بج تھا۔ صبح ہونے سے پہلے کچھ نہیں کیا جاسکتا تھا، میں مگر چلا گیا۔ اینڈرسن پیسے ہی سونے جا چکا تھا۔ میں بھی بستر پر لیٹ گیا۔ کچھ دیر سائڈ رائے باتوں پر غور کرتے ہوئے مجھے نیند آگئی۔ صبح دس بجے ناشتا کرتے ہوئے میں نے اینڈرسن کو سائڈ رائے ملاقات کا حال بتایا۔

”تو اب کیا کرنا ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”میں منگی کو تلاش کرنے جا رہا ہوں۔“ میں نے جواب دیا۔ ”اس کے بعد انجیلا کو نکالنے لگاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے ساتھ گئے رہو۔ میں اس سے بارے میں اس سے کتنی زیادہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ جتنا ابھی معلوم ہے۔ اس پر نظر رکھو۔ معلوم کرو۔ وہ کیا کرتی ہے، کہاں جاتی ہے۔ وہ اپنے سارا وقت کا کچھ میں تو نہیں گزارتی ہوگی۔ میں جانتا چاہتا ہوں کہ کوئی اس سے ملے آتا ہے یا وہ کسی سے ملنے جاتی ہے۔“

”اچھی بات ہے مگر تم کیا کرنے جا رہے ہو؟“

”میں بریکرز بلڈنگ کے پتہ دار سے ملنے جاؤں گا۔“ میں نے بتایا۔ ”ممکن ہے منگی، ذولی کے پاس چھپا ہو۔ وہ جو کچھ بھی کر رہا ہو، جہاں بھی ہو، میری ساری توجہ اس پر مرکوز ہے۔ اچھا، میں جا رہا ہوں۔ اب رات کو ملاقات ہو گی۔“

میں بریکرز بلڈنگ پہنچا۔ اس وقت گیارہ بجے تھے۔ چوکیدار نے خانے میں لٹ گیا۔ وہ اپنی جگہ دوڑے۔ خلاش حور رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس کے چہرے پر چمک آگئی۔

”اوہ... تو تم پھر آگئے۔“ وہ بولا۔ ”کیا نیمر لٹ گیا؟“

”نہیں، اب میں کسی اور کو تلاش کر رہا ہوں۔ کیا تم نے کسی چھوٹے قد اور سونے آدی کو دیکھا ہے جو سفید جیکٹ اور چوڑے جیکے کا سیٹ پہنتے ہے؟“

”میں.... بہت سے لوگوں کو آتے جاتے دیکھتا ہوں۔“

”مجھے بہت سے لوگوں سے دلچسپی نہیں۔ مجھے تو تم کی ایسے آدمی کے بارے میں بتاؤ جس کا قد چھوٹا، جسم موٹا ہے اور جو سفید جیکٹ پہنتے ہے۔“

”ممکن ہے میں نے اسے دیکھا ہو۔“ چوکیدار نے بے پروائی سے کہا۔ میں نے اپنی جیب سے دس ڈالرن نوٹ نکالا۔

ملاقات ہوں۔“

میں زینہ ملے کر کے ڈولی جھگڑتے کے اہار غنٹ تک گیا۔ دروازے کے نو سے ایک تختی ٹنگ رہی تھی جس پر لکھا تھا۔ ”پریشان مت کرو۔“ میں نے دروازے کے پاس آ کر چابی کے سوراخ سے کان لگا دیے۔ ایک مرد اور ایک عورت کی آوازیں کانوں میں آئیں۔ آوازیں واضح نہیں تھیں جس کا مطلب تھا کہ وہ دونوں بیڑہم میں تھے۔ میں بلڈنگ سے نکل کر سڑک پر کھڑی اپنی کار کے پاس آیا اور اندر چبھ گیا۔ اپنے آپ کو ایک طویل انتظار کے لیے تیار کیا۔ کوئی دوسرا کام نہیں تھا اور انتظار کرنے کی مجھے ہمت تھی۔

مجھے دو طویل گھنٹوں تک انتظار کرنا پڑا۔ میری گھڑی میں ایک بج کر چالیس منٹ ہوئے تھے کہ میں نے ڈولی کو ایک نائے قد کے سونے آدلی کے ساتھ بلڈنگ سے باہر نکلے دیکھا۔ مگر میری نظریں ڈولی پر نہیں، اس آدلی پر جمیں۔ اس نے گہرے رنگ کی اسپورس کپ سر پر عمار کی تھی۔ سیاہ اور سفید رنگ کا جیکٹ پہنے ہوا تھا۔ اس کا بغیر بالوں کا چہرہ خوف زدہ کرنے والا تھا۔ چوڑے کندھے، چوٹی مگر سونے جھمکیں، چہنما تھا اور ناک۔ وہ کسی گوریل کی طرح نظر آ رہا تھا۔ مجھے کوئی شبہ نہیں رہا کہ یہ کیسی تھی ہے۔ یہ سوچتے ہوئے کندہ سونڈی کی موت کا ذہن ہمارے دل چاہ رہا تھا کہ اسے گولی مار دوں مگر میں نے ضبط کیا۔ وہ ڈولی کے ساتھ چند قدم چلا پھر گری بڑکھڑکی کار کے پاس رگ گیا۔ چابی سے کار کا مفتول دروازہ کھولا۔ اندر بیٹھا ڈولی دوسری طرف سے جا کر کاد میں چبھ گئی۔ میں نے اپنی کار کا انجن اسٹارٹ کیا۔ جب وہ چلا تو میں بھی اس کے پیچھے تھا۔ وہ اوٹن میوار سے گزر کر ایک ساڈا اسٹریٹ میں سڑ گیا اور ایک اعلیٰ ریٹینورنٹ کے سامنے کار روک لی۔ ریٹینورنٹ کے دربان نے جلدی سے آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھولا۔ منگی باہر نکلا تو اسے سپوٹ کیا۔ پھر ڈولی اور منگی ریٹینورنٹ میں چلے گئے۔ میں آہستہ رفتار کے ساتھ قریب سے گزر گیا۔ کار گھڑی کی اور واپس لوٹا۔ ایک سینڈویچ بار نظر آیا تو اس میں گھس گیا۔ بار کے ایک گوشے سے ریٹینورنٹ صاف نظر آ رہا تھا۔

میں نے دو گوشت کے سینڈویچ آٹھائے پھر کافی کا آرڈر دیا۔ ایک گھنٹے اور کافی کی تین پیالیوں کے بعد میں نے ڈولی کو ریٹینورنٹ سے باہر آتے اور ایک طرف جاتے دیکھ۔ میرا اندازہ تھا کہ وہ واپس بریکز بلڈنگ جارہی ہے۔ میں اپنا تیل ادا کر کے باہر آ گیا۔ کینٹین کے قریب سے گزرتے ہوئے میں نے اس کی رجسٹریشن پلیٹ کا نمبر نوٹ

”اس سے تمہاری یادداشت کو مدد ملی سکتی ہے۔“

میں نے میرے ہاتھ سے دس ڈالر کا نوٹ جھینا اور اپنی منگی کی جیب میں رکھ لیا۔

”ہاں، وہ ڈولی کا پارے۔ کبھی کبھی یہاں آتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ اس سے رقم لینے آتا ہے۔ جو لوگ یہاں رہتے ہیں وہ پسند نہیں کرتے کہ میں ان کے بارے میں باتیں کروں۔“

”مگر تم انہیں بتاؤ گے تو انہیں کچھ محسوس نہیں ہو گا۔“

”شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔“ چوکیدار نے اپنا بازو کھینچا۔

”مجھے اس آدلی کا حلیہ بتاؤ۔“

”نہیں جواب! وہ اسے پسند نہیں کرے گا۔ میں اس سے بھگڑ کر نہیں چاہتا۔“ وہ بولا۔ میں نے دس ڈالر کا ایک اور نوٹ نکالا۔

”کیا یہ میرے لیے ہے؟“ چوکیدار نوٹ کو گھورنے لگا۔

”یوں سکتا ہے۔ مجھے اس آدلی کے حلیے کی ضرورت ہے۔“ میں نے کہا۔ اس نے کچھ ساچا پھر اثبات میں سر ہلایا۔

”میساکہ تم نے کہا، اس کا قد چھوٹا ہے۔ دیکھنے میں سخت معلوم ہوتا ہے۔ میں نے اسے دوسرے دیکھا اور اتنی ہی کافی ہے۔ اس کے چہرے سے لگتا ہے کہ کسی نے اس پر برائی رو رہی ہے۔ چھٹی ناک، چھٹی پیشانی، چہرہ ایسا ہے کہ گھر کو کوئی بھی ڈر جائے۔ یہ تو نوٹ دے دو۔“

”اس کے بال کیسے ہیں... سیاہ یا سنہری؟“ میں نے پوچھا۔

”مجھے معلوم نہیں۔ وہ ان ہانگوں میں سے ہے جو اپنے سر منڈواتے ہیں۔ شاید اسی لیے وہ ہمیشہ بست اوڑھے رہتا ہے۔ اس کا سر کسی گڈے کی طرح چمکتا ہے۔ حد یہ کہ اپنی جویز بھی شیعہ کرتا ہے۔“

”وہ یہاں کتنے کتنے وقت سے آتا ہے؟“

”محسوس نہیں، میں ہمیشہ تو لابی میں نہیں بیٹھا ہوں کہ اسے دیکھ سکوں۔“ چوکیدار کی نظریں رجسٹر نوٹ پر جمی تھیں۔ ”دیکھ رات یہاں آیا تھا اور تم سے تم میں نے اسے واپس ہاتھ میں دیکھا۔ ممکن ہے وہ اب بھی اپنی داشتہ کے پاس ہو۔“

”اے کے۔“ میں نے اسے نوٹ دے دیا۔ پھر

کیا۔ مجھ پر سے جداس کی آواز ابھرنی۔

"کون ہے؟"

"تم کیا بات کر سکتی ہو؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں مگر طبعی اور مختصر۔ وہ نہیں پر موجود ہے۔"

"اچھا تو ہم نہیں مل سکتے ہیں؟"

"چھ بجے شام۔ قہری کریم۔ ریٹورنٹ میں۔"

سانہ مانے جواب دیا مگر چاک تخت لہجے میں بولی۔ "مجھے  
انہوں سے تم نے رابطہ نہیں ڈال کیا ہے۔" میں سمجھ گیا کہ  
دھنسنی کرے میں آ گیا ہوگا۔

میں دانیس کار میں آ بیٹھا۔ پھر کچھ سوچا اور پولیس ہیڈ  
کوارٹر چل دیا۔ پتھو اپنے آفس میں مل گیا۔

"ہیلو۔" میں نے کہا اور ایک کرنی ٹھہر کر اس کے  
سامنے بیٹھ گیا۔ "بہت معذرت ہو؟"

"کلی تم آدھی رات کے قریب کہاں تھے؟" اس نے  
مجھے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"آکر تم واقعی جانا چاہتے ہو تو میں ایک گرل فرینڈ کے  
ساتھ تھا۔"

"کون گرل فرینڈ... کیا نام ہے اس کا؟"

"بیکار بائیس مت کرو۔" میں نے کہا۔ "تم جانتے ہو  
کہ مجھ سے اس قسم کا سوال نہیں پوچھ سکتے۔ آخر تم یہ کیوں  
جاننا چاہتے ہو کہ میں کہاں تھا؟"

"ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ مہار پولیس نے سمندر  
سے ہینک اسٹیل کی لاش برآمد کی ہے۔ کسی نے اس کے سر  
میں گولی مار کر سے ہلاک کر دیا۔"

اطمینان کی ایک لہر میرے جسم میں اتر گئی۔ ایک غم  
ہوا، رو رہی تھی... انجیلا اور مگی۔

"حیرت ہے، یہ کام کس نے کیا ہوگا؟" میں نے تعجب  
ظاہر کیا۔

"سوائے تمہارے کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ ہے؟"

"بالکل درست، بہر حال اس بین مائنس کے مرنے  
سے کوئی نقصان نہیں ہوا۔ میں کچھ مضور کرنے آیا تھا۔ مگلی  
بات یہ کہ تم نے تیزاب کی وارانٹ کے سلسلے میں کوئی اور  
بات معلوم کی؟"

"نہیں۔" لپسنی دوسری حرف دیکھنے لگا۔ "مجھے  
انہوں سے وہ نہیں کہ جو کچھ ہم جانتے ہیں وہ تم بھی جانتے  
ہو۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔"

"سبیل ہر مائنس کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟"

"تمہار مطلب ہے دھنسنی کی لانچ کا کیٹپن؟"

کیا۔ میں اپنی کار میں آکر بیٹھ گیا اور کار لے ٹھہری آئینے میں  
ریٹورنٹ کو دیکھتے ہوئے انتظار کرنے لگا۔ آدھ گھنٹے کے  
بعد مگلی باہر نکلا۔ اس کے ساتھ ایک طویل قامت و بلا پٹا  
آدی بھی تھا جس نے دھوپ کا چشمہ لگا رکھا تھا۔ اس کے لمبے  
بال کندھوں تک آرہے تھے۔ سیاہ سیٹ نے چہرے کا ایک  
حصہ چھپا رکھا تھا۔ دونوں آدی کیڈی میں بیٹھ گئے۔ مگلی نے  
اسٹیرنگ سنبالا۔ کار اسٹارٹ کی۔ وہ میرے قریب سے گزر  
گیا۔ پھر میں نے بھی اپنی کار اس کے تعاقب میں ڈال دی۔  
یہ سڑک آگے جا کر سی ویو ایو نیو سے مل جاتی تھی جہاں اس  
وقت ٹریفک کا جھوم تھا۔ مجھے سڑک پر گزرنے کا موقع نہیں ملا  
اور مگلی کی کار جلد ہی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ میں نیچوون  
ٹیون کی طرف چل دیا۔ البرنی اپنی مخصوص جگہ بیٹھا بیٹری  
رہا تھا۔ میں نے کار اس کے قریب جا کر روک دی۔ مجھے کچھ  
کروہ مسکرایا۔ میں کار سے اتر ا۔

"یہ مختصر ملاقات ہے البرنی۔" میں نے کہا اور میں  
ڈائرکٹ اسے پکڑا دیا۔ "تم ایک لمبے و لمبے پٹے آدی کو  
جاتے ہو۔ سر کے بال کالے اور لمبے... کلاسیک پہنا ہے  
اور دھوپ کا چشمہ لگا ہے۔ دو کون ہے؟"

"نہرے ایک دہزیر۔" البرنی چمکا۔ "اس سے دور رہنا  
مسٹر پولیس! اس کا نام سول ہر مائنس ہے۔ وہ دھنسنی کی لانچ  
چلا ہے۔"

"کہاں ملے گا؟"

"تم میری بلاکٹ کا سامان کر رہے ہو۔" البرنی  
بڑبڑایا۔ "دوسری ایو نیو کے پتھکے کا مالک ہے۔ جب لانچ  
پر نہیں ہوتا تو پتھکے میں رہتا ہے۔"

"شکر یہ البرنی۔" میں نے کہا، کار میں بیٹھا اور سی ویو  
ایو نیو کی جانب روانہ ہو گیا۔ پھر جھوم ٹریفک میں راستہ بناتے  
ہوئے کافی دیر میں ایو نیو پہنچا۔ مطلوبہ جگہ بہت دور اور  
سمندر کے کنارے تھا جگہ پر بنا ہوا تھا۔ یہ پتھکے سے زیادہ  
ریجھاؤ میں معلوم ہوتا تھا۔ کافی بڑا تھا۔ کم سے کم پانچ بیڑروں  
ضرور ہوں گے۔ تنہا مقام پر ہونے کے باوجود اس وقت اس  
جگہ پر سے اور لڑکیوں کا جھوم تھا۔ میں نے کچھ دیر انتظار کیا اور  
جب جھوم کچھ کم ہوا تو پتھکے کے پاس سے گزرا۔ گیت کے  
پاس دو آدی یونیفارم پہنے کھڑے تھے۔ ایک پولیس ڈاگ  
بھی ان کے ساتھ تھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ مگلی ضرور اس جگہ  
چھپا ہوا ہے۔ میں کچھ آگے جا کر رُک گیا۔ میں اس کے باہر  
نکلتے تک انتظار کرنا چاہتا تھا۔ مجھ پر انتظار کیا پھر وہاں سے  
چل کر ایک فون بوتھ تک گیا۔ اندر جا کر سانہ۔ اکا ٹھہر ڈال

مگر اتنی بڑی رقم... تمہیں کیسے معلوم ہوا؟

”میرے اپنے ذرا آج ہیں۔“ میں نے جواب دیا۔  
 ”وہ مجھے خبریں دیتے ہیں اور پولیس سے بدکے ہیں۔ اب میری بات سنو۔ بلیک بینک کے حکام ہر ماہ کی ہنگامی کو ادائیگی کرتے ہیں۔ بڑے لوگ اپنی رقم بینک کو دیتے تھے اور چھوٹے موٹے حکام بینکنگ کی لالچ پر جاتے ہیں ہرات کے تقریباً تین بجے۔ ان کی رقم وہاں وصول کی جاتی ہے۔ اس وقت ساحلی علاقہ بالکل سناں ہوتا ہے۔ پولیس کے دو کانسیبل ڈیوٹی پر ہوتے ہیں مگر وہ اپنا کھوکھلا دار ہیں۔ ان سے چھکارا پا کر دو ہوشیار آفیسر ڈیوٹی پر منتھن کرو جھینسا ہر شخص سے پوچھ گچھ کا اختیار حاصل ہو۔ خاص طور سے ان سے جولالچ پر جاتے ہیں۔ اس سے تمہیں بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔“

”بینک کا کلب تو اب موجود نہیں تو اس کے حصے کا کام کون کرتا ہے؟“  
 ”وصولیاتی کی جی جی مقرر سردی مٹی ہے۔ جیسے ہی مجھے معلوم ہوا کہ وہ کہاں ہے، تمہیں خبر کر دوں گا۔“  
 ”مجھے چیف سے بات کرنا پڑے گی۔“ پلیسکو نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

”میں سنیا چاہتا ہوں۔ ذرا آجھو سرگرمی دکھاؤ۔ پہلی تاریخ میں ایجنسی سرت دن باقی ہیں۔“ میں کھڑا ہو گیا۔  
 ”میںکی سے عرض مت کرنا۔“ پلیسکو نے ہلکے تمس اس سے نہیں فہم کتے۔ ہمارے لیے بھی اس سے نجات پانا مشکل ہے۔ اس شہر میں ایسے کئی بڑے لوگ ہیں جو اپنا بھانڈا پھوننے کے مقابلے میں رقم دے کر بھانڈا پھوننے والے کا منہ بند کھانا پندرہتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنا۔“

”تم تو اس طرح کہہ رہے ہو جیسے میں خود نہیں جانتا۔ ایک بات تو بتاؤ، تھوگ یہ بلیک بینک۔ لیکن ختم کرنے کے لیے کچھ کر رہے ہو یا نہیں؟“

”ایک منظم بلیک بینک ریکٹ کو ختم کرنا انتہائی دشوار ہوتا ہے۔“ پلیسکو نے جواب دیا۔ ”ہم جانتے ہیں کہ ویٹنسکی یہ کام کرتا ہے لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ ہمیں تین چار افراد کی ضرورت ہے جنہیں بلیک میل کیا گیا ہو اور وہ ہمیں اس کی رپورت کریں۔ صرف اسی وقت ہم کوئی شخص کارروائی کر سکتے ہیں۔ فرض کرو کہ ہم خوش قسمت ثابت ہوں۔ فرض کرو، تین چار شکام احتراف کر لیں کہ ان کی زندگی میں کوئی ایسی بات ہے جس کی وجہ سے انہیں بلیک میل کیا گیا، تب ہی ہم کسی مجرم پر ہاتھ ڈال سکتے ہیں۔ مگر وہ ایسا

”ہاں۔“

”پولیس کے پاس اس کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ تمہیں اس سے کیا دیکھی ہے؟“  
 ”میں تیزاب کی واردات بھولنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔“ میں نے جواب دیا۔ ”سوزی میری ہونے والی بیوی تھی۔ ابھی میں معلومات جمع کر رہا ہوں۔ جب میرے ہاتھ کوئی شخص ٹوٹ جائے گا، میں تمہارے پاس آؤں گا۔“

”ہاں، ہمیں کوئی ثبوت فراہم کر دو مجرم مجرم کو چھوڑنے والے نہیں۔“

”ہر ماس کے متعلق کیا جانتے ہو؟“  
 ”بڑے ٹھاتے سے رہتا ہے۔ حفاظت کے لیے گاڑ رکھا ہے۔ ہمارے پاس اس کے خلاف کچھ نہیں ہے۔“

”اگلا سوال... بھولاسکی کے بارے میں کیا جانتے ہو؟“ میں نے پوچھا۔ پلیسکو چونک گیا۔

”اس ڈھیل کے بارے میں کچھ پوچھ رہے ہو؟“  
 ”مجھے یقین ہے کہ تیزاب اسی نے پھینکا تھا۔ جو حلیہ معصوم ہوا ہے، اس سے محافظت رکھتا ہے۔ اس نے بینک کو اپنے اپارٹمنٹ میں رہنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ تیزاب کی واردات میں دونوں ملوث ہیں۔“  
 ”کوئی ثبوت ہے؟“ پلیسکو نے دلچسپی سے پوچھا۔  
 ”ابھی تو ہمیں مگر جلد ہی مل جائے گا۔ مجرم اسے

تمہارے حوالے کر دوں گا۔“

”دیکھو پلیس! تمہیں ایمان نہ نہیں ہے کہ تم کس سببیت کو دعوت دے رہے ہو۔“ پلیسکو تنبیہ کی سے بولا۔  
 ”میںکی بہت خطرناک آدمی ہے۔ مجھے تمہارے جذبات کا احساس ہے۔ ممکن ہے تمہارا اندازہ درست ہو کہ یہ حرکت میں کی گئی تھی۔ یہ اسی کا طریقہ کار ہے مگر وہ بہت چالاک ہے۔ تم جبراً ثابت نہیں کر سکتے۔ تم اس بات کو بھولی کیوں نہیں جاتے۔ بینک مہر چکا ہے۔ تمہارا حساب کسی نہ کسی حد تک بڑا ہو گیا۔ اب اپنی سلامتی کے لیے اس جھگڑے سے الگ ہو جاؤ۔“

”تم جانتے ہو کہ اس شہر میں بیٹروں افراد کو بلیک میل کیا جا رہا ہے لیکن شاید تمہیں یہ معلوم نہیں کہ ان سے ہر ماہ تقریباً پندرہ لاکھ ڈالرز وصول کیے جاتے ہیں۔“ میں نے کہا۔ پلیسکو نے حیرت سے مجھ کو دیکھا۔

”بلیک بینک کے کہ لیکن کے بارے میں ہمیں پتا ہے



کریں گے نہیں کیونکہ پھر اس شہر میں ان کی زندگی ختم ہو جائے گی۔ ان کی مثال ہینک کی لاش کی طرح ہوگی جسے سمندر سے نکالا گیا ہے۔“

”مگر کیا تم کچھ نہیں کر رہے؟“

”تقریباً ایسا ہی سمجھو۔ ہم کچھ نہیں کر رہے ہیں۔“

”اچھا، تم سے کم ساحل سمندر کے ان دو کاسٹیبلوں کو تو ہٹا دو۔ ممکن ہے اس طرح تم بلیک میٹنگ کرنے والوں کو آپ سیٹ کر سکو۔“

”ٹھیک ہے، میں چیف سے بات کروں گا۔“ لیسکی نے دھڑکایا۔

”اچھا پھر ملاقات ہوگی۔“ میں نے کہا اور ہیڈ کوارٹر سے باہر نکل آیا۔

☆☆☆

میرے پاس اتنا وقت تھا کہ گھر جا سکوں۔ اینڈرسن موجود نہیں تھا۔ میرا اندازہ تھا کہ وہ انجیلا کی عمرانی کر رہا ہو گا۔ میں نے کچھ آرام کیا پھر غسل کر کے لباس بدلا اور تھری کریب ریٹورنٹ روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچا تو چھ بجتے میں تین منٹ تھے۔ ہیڈ وئیر پولی نے مسکراتے ہوئے میرا استقبال کیا اور بتایا کہ سائڈ رائمر انتظار کر رہی ہے۔ میں سیز حیاں ملے کر کے اوپر گیا۔ دروازے پر دستک دی اور اندر داخل ہو گیا۔ سائڈ رائمر پر بیٹھی مسکریٹ لی رہی تھی۔

”ہیلو ویلیس! یہ ملاقات مختصر رہے گی۔ ویلیسکی سات بجے واپس آ جائے گا۔“ اس نے بتایا۔

میں اس کے بالمقابل ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس وقت بھی مجھے اس کی جاذبیت اور جنسی کشش کا پورا احساس تھا۔ وہ اپنے آسانی رنگ کے لباس میں، اپنی سبز آنکھوں کے ساتھ... بڑی سحر انگیز نظر آ رہی تھی۔

”میں سبکی کو دیکھ چکا ہوں۔“ میں نے بتایا۔ ”اور میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں چھپا بیٹھا ہے۔“

اس بات کا فوری ردعمل ہوا۔ چپکٹی آنکھوں کے ساتھ وہ آگے کی جانب جھک گئی۔ ”تم نے اسے دیکھا ہے... کیسے؟“

مختصر طور پر میں نے اسے وہ تمام باتیں بتائیں جو چوکیدار سے معلوم ہوئی تھیں۔ پھر یہ کہ میں نے کس طرح ڈولی کو ایک اسی چیلے کے آدی کے ساتھ جاتے دیکھا۔ کس طرح ان کا اطالوی ریٹورنٹ تک تعاقب کیا۔ کس طرح ڈولی کے جانے کے بعد وہ آدی جو یقیناً سبکی تھا، ایک اور آدی کے ساتھ باہر نکلا۔ میں نے سائڈ رائمر کو بتایا کہ یہ آدی

سول ہر پاس تھا۔ دونوں کی دیوایوں کی طرف روانہ ہوئے مگر ٹریک کے جھوم میں مجھ سے کم ہو گئے۔

”ہاں۔“ سائڈ رائمر نے سر ہلایا۔ ”وہ وہاں ریچ ہاؤس گیا ہو گا۔ ویلیسکی نے وہ عمارت میرے والد کے مشورے سے بنوائی تھی۔ اس میں حفاظت کا مکمل انتظام ہے۔ اگر سبکی وہاں چھپا ہے تو اس تک پہنچنے کا کوئی امکان نہیں۔“

”ٹھیک ہے۔ تب ہم انتظار کریں گے۔“ میں نے کہا۔ ”کبھی نہ بھی تو وہ باہر نکلے گا تب اسے دیکھ لیں گے۔“

”مہینے کی آخری تاریخ کو وہ ضرور نکلے گا۔ پھر ہم اسے نہیں چھوڑیں گے۔“ سائڈ رائمر کے ہونٹوں پر ایسی زہریلی مسکراہٹ تھی جو آج تک میں نے کسی عورت کے ہونٹوں پر نہیں دیکھی تھی۔

”تم نے اسے نہیں دیکھا، میں نے دیکھا ہے۔ خیر، جب بھی وہ باہر آئے، تمہارا کیا مشورہ ہے... ہم کیا کریں؟“

”ہم اسے پکڑ لیں گے۔ میں اسے زندہ پکڑنا چاہتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں وہ سبک سبک کر رہے۔“

”سبکی کو پکڑنا ایسا ہی ہو گا جیسے کسی جیتے کو پکڑنا۔“

”طریقے سوچے جاسکتے ہیں۔“ سائڈ رائمر اٹھ کھڑی ہوئی۔ ”میں کچھ نہ کچھ سوچ لوں گی۔ ویلیسکی تین دن کے لیے نیو یارک جانے والا ہے۔ ہم اب جمہرات کو ملیں گے۔“ جمہرات مہینے کا آخری دن تھا۔ میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس نے مسکراتے ہوئے میرے شانے پر ہتھکی دی اور چلی گئی۔ میں کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا پھر اٹھ کر اپنی کار کی طرف چل دیا۔

☆☆☆

رات کے دس بجے کے بعد میں دھسکی پیتے ہوئے کچھ اہم باتوں پر غور کر رہا تھا کہ اینڈرسن آ گیا۔ بارش پھر شروع ہوئی تھی اور موسلا دھار ہو رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ وہ تھا ہوا آیا ہو گا، اس کے لیے ایک گلاس دھسکی بتا دوں مگر اس نے آتے ہی غرہ لگایا کہ وہ بھوکا ہے۔

”بیٹھ جاؤ۔ دھسکی پیو۔ ہمیں بہت سی باتیں کرنا ہیں۔“ میں نے کہا۔

”یہ تمہارا خیال ہے۔ میں بھوک سے مر رہا ہوں۔ آٹھ گھنٹے تک کار میں بیٹھا رہا ہوں۔ ایک ہاٹ ڈاگ کے علاوہ کوئی دوسری چیز طاق سے نہیں اتری۔ جب تک میں کھانا نہ کھا لوں کوئی بات نہیں کر سکتا۔“

اور مجھے ایسا ہی کرنا پڑا۔ جب تک اینڈرسن نے پیٹ

بھر کر کھانا نہیں کھالیا، زبان نہیں کھولی۔  
”مجھے واقعی بہت زور کی بھوک لگی تھی۔“ وہ بولا۔

”تو اب پیٹ بھر لیا نا۔“ میں نے کہا۔ ”اب بتاؤ،  
انجیلا کی گمرانی کے سلسلے میں کیا ہوا؟“

”رپورٹ کرنے کے لیے بہت کچھ ہے۔“ اینڈرسن  
نے جواب دیا۔ ”میں صبح گیارہ بجے سے انجیلا کے کانچ کی  
گمرانی کر رہا تھا۔ کوئی خاص بات نظر نہیں آئی۔ دوپہر میں حتا  
اسنڈ لے خریداری کی باسکٹ لیے گھر سے نکلے اور کار میں بیٹھ  
کر چلی گئی۔ دس منٹ بعد انجیلا نمودار ہوئی۔ اس وقت کافی  
بارش ہو رہی تھی۔ اس نے ٹی شرٹ اور جینز پہن رکھی تھی،  
چشمہ لگایا ہوا تھا۔ وہ بارش میں چھل تدی کرنے لگی۔ بہت جلد  
بڑی طرح بھیک گئی۔ میرے چہرے کی جگہ بہت محفوظ تھی۔ نظر  
آئے بغیر بہت کچھ دیکھ سکتا تھا۔ وہ بجنرے میں بند کسی جنگلی  
آبی کی طرح پھری ہوئی نیکل رہی تھی۔ اپنے آپ سے باتیں  
بھی کرتی جا رہی تھی۔ کبھی کبھی رک کر اپنی بند مٹھیوں سے اپنا  
سر پینے لگتی تھی۔ دو تین مرتبہ ہوا میں گھونے لہرائے اور پھر جھلنا  
شروع کر دیا۔ اس کی حرکات ایسی تھیں جیسے اس کا دماغ چل  
گیا ہو۔ پھر دو دھماکے سے دروازہ بند کرتے ہوئے کانچ میں  
چلی گئی۔

”میں کار میں بیٹھا انتظار کرتا رہا۔ کچھ دیر بعد حتا  
اسنڈ لے بازار سے واپس آئی۔ اس کی باسکٹ بھری ہوئی  
تھی۔ پھر اگلے دو گھنٹے تک کچھ نہیں ہوا اور تب ہنگامے شروع  
ہو گئے۔ میں نے کانچ سے ہسٹریائی ٹیمیں بلند ہوتے سنی۔  
ان چیزوں نے مجھے پریشان کر دیا۔ میرے روٹھے کھڑے  
ہونے لگے۔ میں بھاگ کر کانچ پہنچا۔ رہائشی کمرے کی کھڑکی  
سے جھانک کر دیکھا اور کیا بتاؤں کیسا سطر تھا۔ حتا ایک گوشے  
میں کھڑی تھی اور انجیلا آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہی  
تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا چاقو تھا لیکن حتا پر سکون  
کھڑی تھی اور کچھ کہہ رہی تھی، تب اچانک انجیلا تھچی، نکل  
جاؤ یہاں سے کالی چڑیل۔ مجھے ٹیری چاہیے، مجھے یہ سب  
کچھ کسی خوفناک قلم کا سطر لگ رہا تھا۔ ایک طرف وہ دیوانی  
لڑکی ہاتھ میں چاقو بلند کیے حتا کی طرف بڑھ رہی تھی، دوسری  
جانب حتا پیچھے ہٹتے ہٹتے دیوار سے جا لگی تھی۔ میں بیرونی  
دروازے کی طرف بھاگا اور کھٹی کاٹن دپایا۔ انجیلا جو تھچ کر  
کہہ رہی تھی، مجھے ٹیری چاہیے... مجھے ٹیری چاہیے، ایک دم  
خاموش ہو گئی۔ میں بن دبائے رہا۔ چند منٹ کے بعد دروازہ  
کھلا۔ حتا نے مجھے گھور کر دیکھا۔

”معاف کرنا۔“ میں بولا۔ ”میں ریڈر ڈائجسٹ کی

طرف سے آیا ہوں اور...“ مجھے مزید بولنے کا موقع نہیں  
ملا۔ حتا نے دروازہ بند کر دیا۔ میں نے چند منٹ انتظار کیا پھر  
ایک بار پھر رہائشی کمرے کی کھڑکی سے جھانکا۔ انجیلا ایک  
کرسی پر بیٹھی اپنا سر پیٹ رہی تھی۔ چاقو فرش پر گر رہا ہوا تھا۔  
حتا نے اسے اٹھایا اور کچن میں چلی گئی۔ چند لمحوں بعد وہ باہر  
آئی اور انجیلا کو پکڑ لیا۔ انجیلا کے منہ پر زور سے تھپڑ مارا۔  
انجیلا شاید بے ہوش ہو گئی۔ حتا اسے اٹھا کر نظروں سے اوجھل  
ہو گئی۔ میں اپنی کار میں جا کر بیٹھ گیا۔ انتظار کرتا رہا لیکن پھر  
کچھ نہیں ہوا۔ یہ ہے میری رپورٹ، انجیلا ایک پاگل لڑکی  
ہے۔ اسے کہیں بند کر کے رکھنا چاہیے۔“

”وہ ٹیری کا نام لے کر بگڑی رہی؟“ میں نے پوچھا۔  
”ہاں۔“  
”جوش اسنڈ لے نے مجھے بتایا تھا کہ جب ٹیری گھر  
چھوڑ کر گیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انجیلا کی زندگی سے تمام  
اجالے چلے گئے ہوں۔ ٹیری کے ساتھ کیا ہوا؟ اب وہ کہاں  
ہے؟ مجھے شروع سے ہی احساس ہو رہا تھا کہ ٹیری ہی اس  
مسئلے کی جانی ہے۔“

”چلو مان لیا۔ اب کیا کریں؟“ اینڈرسن نے پوچھا۔  
”میں مسز تھورسن سے بات کرنے جا رہا ہوں۔“ میں  
نے جواب دیا۔ ”صرف وہی انجیلا کو پاگل خانے میں داخل  
کرنے کے سرٹیفکیٹ پر دستخط کر سکتی ہے... اور اس معاملے  
میں دو افراد صحیح معلومات دے سکتے ہیں۔ ایک جوش دوسری  
اس کی بیوی حتا۔ مجھے افسوس ہے اینڈرسن مگر تمہیں واپس  
جا کر کانچ کی گمرانی کرنا پڑے گی۔ میں تھورسن کے بیٹکے پر  
جا رہا ہوں۔ قسمت نے ساتھ دیا تو مسز تھورسن سے بات  
کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔“

”ٹھیک ہے جیسا تم کہو۔“ اینڈرسن بولا۔ ”آؤ  
چلیں... مگر میں کب تک کانچ کی گمرانی کروں... کیا تمام  
رات؟“

”معلوم کرو کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ میں مسز تھورسن  
سے بات کر کے تم سے آلوں گا۔“ میں نے جواب دیا۔  
”جب تک میں ننداؤں، وہیں رہنا۔“

ہم اپنی اپنی کار میں روانہ ہو گئے۔ میں نے اپنی کار  
تھورسن کے بیٹکے کے گیٹ سے کچھ فاصلے پر روک دی۔  
اینڈرسن اس تنگ سڑک پر بڑھتا چلا گیا جو کانچ کی طرف جاتی  
تھی۔ میں کار سے باہر نکلا اور بارش میں بیٹھ گیا اور گیٹ کی  
طرف چلا۔ میں نے دیکھا کہ جوش سیکھے کمرے کے علاوہ  
پورے بیٹکے میں تاریکی ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ مسز تھورسن

”تم نے سنا نہیں کہ میں نے کیا کیا؟“ میں بھر بولا۔  
 ”میں سمجھتا ہوں کہ انجیلا نے اپنے والد کو مار ڈالا تاکہ اس کا  
 بھائی گھروا نہیں آئے۔ میرا خیال ہے کسی نے یہ واقعہ سونے  
 دیکھ دیا۔ اور انشتائے راز کی دھمکی دے کر اسے بلیک میل کرنے  
 لگا اور چون انجیلا بلیک کے ذریعے اسے رقم دیتے پر مجبور ہو  
 گئی۔“

”تم غلط سوچ رہے ہو مسٹر ویلیس۔“ جوش نے ایک  
 گہری سانس لی۔ ”انجیلا اور اس کے باپ میں جھگڑا ہوا تھا  
 اور بہت ہوا تھا لیکن تصور کن کہ جب دل کا دورہ پڑا تو انجیلا اس  
 سے پہلے ہی چلی گئی تھی۔ صرف میں نے دیکھا تھا کہ کیا ہوا اور  
 کیا نہیں۔ میں نے اس کی غصے بھری آواز سنی تھی۔ لیکن  
 جب میں کمرے میں گیا تو تصور کن کیا تھا اور بڑی گھبراہٹ  
 میں اپنی میز کی دائرہ سے ردا کی گولیاں نکالنے کی کوشش کر رہا  
 تھا۔ وہ گولیاں جنہیں وہ دل کا دورہ پڑنے پر کھاتا تھا تمام  
 دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور میں نے گولیاں تلاش کر  
 لیں۔“ وہ کہتے کہتے رک گیا۔

”بھگڑ گیا ہوا؟“ میں نے پوچھا۔

”میں نے گولیاں دروازے سے نکلان لیں اور الگ بہت  
 گیا۔ وہ قتل کھا کر گرا۔ اس کا سر میز سے ٹکرا گیا۔ میں نے  
 اسے ہاتھ نہیں لگایا اور باہر چلا گیا۔ پھر جب میں دوبارہ  
 کمرے میں گیا تو میں نے اسے مردہ پایا۔ اس طرح میں نے  
 اسے ہلاک کر دیا۔“

”کیا تم جانتے ہو کہ کیا کہہ رہے ہو؟“ میں نے اسے  
 گھور کر دیکھا۔ ”تم تو میں کو مارنے کا تہمت لگاتے ہو؟“  
 ”ہاں۔“ جوش نے تہمتیں سنا سونپا۔ ”ہاں، میں  
 نے اسے مار دیا کیونکہ میں اسے مرنا چھوڑ کر چلا گیا تھا۔“

”لیکن تم نے ایسا کیوں کیا؟“ میں نے پوچھا۔ وہ  
 دیر تک غلامی دیکھا۔ ہا بھر بولا۔

”اس کا حق ماشی سے ہے۔ میں نے مسٹر اور مسز  
 تصور کن کی تیس سال تک خدمت کی ہے۔ جب اس کی شادی  
 تصور کن سے ہوئی تھی تو میں اس کے ساتھ آ گیا تھا۔ میں بہت  
 اچھا بگڑا تھا۔ مسٹر تصور کن بھی مجھ سے بہت خوش تھے۔ میری  
 مصیبتوں کا آغاز میرے بچے کی پیدائش سے ہوا۔ ہینک  
 بیٹھ کسی نہ کسی پریشانی میں مبتلا ہوتا رہتا تھا۔ میں نے تصور کن  
 سے کہا کہ وہ ہینک کو باغ کی دیکھ بھال کے لیے مازم رکھ  
 میں۔ وہ راضی ہو گئے۔ اسے معمولی تنخواہ پر نوکر رکھ لیا۔ کچھ  
 دن تک ہینک نے اپنا کام دلچسپی سے کیا اور اچھی طرح گیا۔  
 ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ سدا رہے گا مگر پھر انجیلا نے اس میں

یا تو گھر میں نہیں ہے یا پھر سونے چلی گئی ہے۔ میں نے کچھ  
 دیر سوچے کے بعد جوش سے ملنے کا فیصلہ کیا۔ اسی وقت  
 ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔ میں نے تختی کی زنجیر کھینچی۔  
 چونکی کوشش کے بعد جوش نے دروازہ کھولا۔ مجھے دیکھتے ہی  
 اس نے بتایا کہ مسٹر تصور کن گھر میں نہیں ہیں۔ میں نے جواب  
 دیا کہ میں ایک بار پھر اس سے بات کرنا چاہتا ہوں اور اسے  
 ایک طرف ہٹا کر اندر داخل ہو گیا۔ جوش دروازہ بند کر کے  
 مجھ سے پیچھے چلا۔ میں اس کے کمرے میں پہنچا۔  
 دھمکی کی ایک خالی اور دوسری نصف بول دیکھ کر کچھ گیا کہ وہ  
 ضرورت سے زیادہ شراب پیتا رہا ہے۔ میں ایک کرسی پر بیٹھ  
 گیا۔ جوش نے اپنی کرسی سنبھالی اور میری طرف دیکھا۔  
 ”تم نے ہینک کے بارے میں تو سن لیا ہوگا؟“ میں  
 نے پوچھا۔

”ہاں مسٹر ویلیس۔“ جوش نے افسردگی سے کہا۔  
 ”میں اسے برا بر مع کرنا رہا، آخر وہ کر رہا لیکن اس نے ایک  
 نہ سنی۔ میرا مذاق اڑاتا رہا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اب وہ  
 آرام سے ہو۔“

”تم نے مجھے بتایا تھا کہ تمہاری اور انجیلا میں بڑی محبت  
 تھی۔ مجھے بتاؤ وہ محبت کب ختم ہو گئی تھی؟“

”میں سمجھا نہیں۔“  
 ”دراستہ سچہ وہ آپس میں کتنی محبت کرتے تھے۔“  
 ”انجیلا اس کی پرستش کرتی تھی۔ جب وہ سوچتی تھی  
 کمرے میں جانا تو بچتا تھا تو انجیلا کمرے کے باہر بیٹھ کر  
 بڑی محبت سے سنتی تھی۔ اتنی محبت تھی کہ اس نے۔“ جوش نے  
 دھمکی کا ایک گھونٹ پیا۔ ”جب میری عمر سے چھ ماہ بڑا انجیلا  
 جیسے اپنے حواس کھو بیٹھی۔ اسے گلاب میں رکنا مشکل ہو گیا۔  
 صرف میری بیوی ہی اسے سنبھال سکتی تھی۔“

”میرا خیال ہے کہ اس کے باپ کا رویہ میری کے  
 ساتھ اچھا نہیں تھا۔ یہاں تک کہ اس نے میری کو گھر چھوڑنے  
 پر مجبور کر دیا تو انجیلا نے اپنی ہمکنی بھائی کی کیفیت میں فیصلہ  
 کیا کہ اگر اس کے والد کا انتقال ہو جائے تو میری والدین  
 آجائے گا۔ کیا تم میرے اس خیال سے متفق ہو؟“  
 ”مجھے کیا معلوم کہ انجیلا کی بھائی کی کیفیت کیا تھی۔ وہ کیا  
 سوچتی تھی۔“ جوش نے بے چینی سے پہلو ہلایا۔

”میں سمجھتا ہوں کہ انجیلا نے والد سے اپنے والد سے  
 جھگڑا کیا۔ اتنا جھگڑا کہ اس کے والد کو غصے کی وجہ سے ہارٹ  
 اٹیک ہو جائے اور پھر اسے اس طرح دھکا دیا کہ اس کا سر میز  
 سے ٹکرا گیا۔“ میں نے کہا، جوش خاموش بیٹھا رہا۔

دلچسپی لینے شروع کر دی۔ تب اس کی عمر تیرہ سال تھی اور چیک  
تھمیس سال کا تھا۔ ان کا قتل جائزہ سے نکل گیا۔ یہ بات  
مسٹر اور مسز تھورن کو معلوم ہو گئی۔ چیک کو مار پیٹ کر نکال دیا  
گیا۔ تب سے چیک مسلسل چھوٹے بڑے جرم کرنے لگا۔  
پولیس اس کے پیچھے لگ گئی۔ کسی جرم میں اسے پکڑ لیا گیا اور  
اسے جہاں جیل میں گزرا ہوا پڑے۔ "جوش نے رک کر دھسکی  
کا ایک گھونٹ پیرا۔" اور پھر میرے اور میری بیوی کے  
درمیان جھگڑے شروع ہو گئے۔ یہ جھگڑے بیسویں چیک کی  
وجہ سے ہوتے تھے میں پریشان رہنے لگا۔ شراب پینے لگا،  
تب پھر ایک دن تھورن نے مجھے بلایا اور کہا کہ میں ایک  
طویل مدت سے ان کی خدمت کر رہا ہوں اس لیے وہ اپنی  
وہمیت میں پانچ ہزار ڈالرز میرے نام لکھ دے ہیں۔ یہ رقم  
ملنے سے مجھیں بہت کم معلوم ہو لیکن میرے لیے کسی خزانے  
سے کم نہیں تھی۔ وقت گزر رہا تھا۔ چیک کسی نہ کسی مصیبت میں  
جلا ہوتا رہا۔ میری شراب نوشی بڑھتی گئی۔ پھر ایک دن  
تھورن نے مجھے شراب کے نشے میں دیکھ لیا۔ اس نے مجھے  
وٹس دیا کہ میں سنا ختم ہونے پر چلا جاؤں، مجھے ملازمت  
سے برطرف کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وہ اپنی  
وہمیت سے میرا نام کاٹ دیں گے۔ یہ میرے لیے ایک بڑا  
شاک اور بڑا نقصان تھا۔ جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا تھا  
تھورن بہت سخت حراج آدمی تھے۔ اس خوب صورت اور  
آرام دہ گھر سے لکھنا میرے لیے بہت مشکل اور تکلیف دہ  
تھا۔ پھر چیک مجھ سے ملنے آیا اور مجھے بتایا کہ اگر اسے پانچ  
ہزار ڈالرز مل جائیں تو وہ اپنا کب کھول سکتا ہے۔ اس نے  
مجھ سے یہ رقم مانگی۔ میں نے جواب دیا کہ اگر اتنی بڑی رقم دینا  
میرے بس سے باہر ہے۔ تب اس نے کہا اچھا ٹھیک ہے، تم  
نہیں دے سکتے تو میں کوئی بینک لوٹ کر یہ رقم حاصل کر لوں  
گا۔ مجھے یقین تھا کہ اس نے بینک لوٹنے کی کوشش کی تو پکڑا  
جائے گا اور اسے برسوں جیل میں کاٹنا ہوں گے۔ میں نے  
اس سے کچھ دن انتظار کرنے کو کہا۔ اس فکر کے باعث میری  
شراب نوشی بڑھ گئی۔ میں نے سوچا کہ تھورن مر جائے تو میں  
نہ صرف اپنی ملازمت پر برقرار رہوں گا بلکہ مجھے وہمیت کے  
مطالبات پانچ ہزار ڈالرز بھی مل جائیں گے اور میں یہ رقم بینک کو  
دے سکوں گا۔ مسز تھورن مجھے کبھی نہیں نکالیں گی۔ چنانچہ  
جب انہیں اور تھورن کا جھگڑا ہوا تو گویا میرے نزدیک یہ  
ایک خوش قسمت اتفاق تھا۔ تھورن مر گیا۔ میں اپنی ملازمت  
پر بحال رہا اور مجھے پانچ ہزار ڈالرز بھی مل گئے۔ مگر میں نے  
جو کچھ کیا وہ کوئی اچھا کام نہیں تھا۔ چیک مر گیا اور اب میری

ایک ہی خواہش ہے کہ مجھے بھی موت آجائے۔"  
میں کھڑا ہو گیا۔ میں اب حریف کو سنا نہیں چاہتا تھا۔  
اس کی خستہ حالت دیکھ کر مجھے رحم آنے لگا۔  
"تھورن کی موت کا سبب حالت نے قدرتی اسباب  
قرار دیا تھا۔" میں نے کہا۔ "تم نے مجھ سے جو کچھ کہا، میں  
اسے ابھی سے بھولنے لگا ہوں۔ اچھا جوش! اب میں چٹا  
ہوں۔ آئندہ شاید تم سے ملاقات نہ ہو۔"  
وہ ہاتھ میں اسکاچ وٹس کا گلاس تھا۔ وہ جیسا رہا۔  
مجھے نہیں معلوم کہ میں نے جو کچھ کہا، وہ اس کے نشے میں  
ڈوبے ذہن تک پہنچا بھی یا نہیں لیکن اس کے کمرے سے  
باہر جاتے ہوئے مجھے محسوس ہوا تھا کہ اس کی خواہش جلد ہی  
پوری ہو جائے گی۔

☆☆☆

میں نے کار کا دوروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔ اسٹیرنگ  
سنبھالتے ہوئے میں جوش اسٹولے کے بارے میں سوچ رہا  
تھا۔ ایک محبت کرنے والا شوقی باپ اپنے مخلص، ناجوار  
بیٹے کے لیے کیا کچھ کر سکتا ہے۔ پھر میں نے کندھے اچکاتے  
ہوئے انجن اسٹارٹ کیا۔ اب مس اینڈرسن سے ملنا پڑتا تھا  
تاکہ معلوم کر سکوں کہ کچھ کے حالات کیا ہیں۔ وہاں کیا کچھ  
ہو رہا ہے۔ اچانک میں نے ایک آواز سنی۔ آواز ایک  
ایمبولنس کے سائرن کی تھی جو لمبے لمبے تیز ہونی جا رہی تھی۔  
چند لمحوں کے بعد ایک ایمبولنس جس کے پیچھے ایک کار آرہی  
تھی، میرے قریب سے گزرتی ہوئی اس تک سڑک پر گھوم گئی  
جو کچھ چمک جالی تھی کار میں وہ آدمیوں کی چمک دکھائی دی  
تھی۔ یہ خوفناک کرکے کچھ پرانڈر سن سوچ رہا تھا، میں نے آگے  
بڑھنے کا ارادہ ہٹو کر دیا۔ میں اپنی موجودگی سے حالات کو  
حریف الجھانا نہیں چاہتا تھا۔ میں نے سکرین سے لکھا لیا اور انتظار  
کرنے لگا۔ چالیس منٹ گزر گئے۔ میں انتظار سے استائے  
لگا تھا، تب پھر ایک ریز کار جسے ڈرائیور، چار ہا تھا اور پیچھے  
مسز تھورن بیٹھی تھی، قریب سے گزرنی۔ ریز کار بھی آگے  
بڑھ کر اس سڑک پر گھوم گئی۔ میں نے پھر اس معاملے سے  
الگ رہنے کا فیصلہ کیا۔ ایک اور سکرین سے کار پر انتظار  
کرنے لگا۔ آدھ گھنٹہ گزر گیا، تب میں نے ایمبولنس کو  
واپس آتے دیکھا۔ وہ شمر کی طرف چلی گئی۔ اس کے پیچھے  
اب بھی وہی کار تھی جس میں دو آدمی بیٹھے تھے۔ میرا اندازہ تھا  
کہ وہ ڈاکٹر تھے۔ میں منٹ بعد ریز کار نمودار ہوئی اور  
تھورن سے پچھلے کی طرف چلی گئی۔ اب میں نے کار آگے  
بڑھائی اور کچھ کی طرف چل دیا۔ میں گا بے جا بھائی ہینڈ

لائسنس چھکار رہا تھا تا ر اینڈ رن جان لے۔ میں آ رہا ہوں۔  
کوئچ کے ٹکٹ پر میں نے کارڈ روک لی۔ اینڈ رن لپک کر  
میری جانب آیا اور دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

”ہاں بتاؤ کیا واقعات ہوئے؟“ میں نے پوچھا۔

”میں نے۔ ہانٹی کرے کی کھڑکی سے سارا حال  
دیکھ۔“ اس نے کہا۔ ”میں بہت سچ وقت پر پہنچا تھا۔ حتا  
اسمڈ نے خاموش بیٹھی تھی۔ مجھے اس پر رحم آنے لگا۔ میرا  
خیال ہے کہ وہ یہ فیصلہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ ان  
حالات میں کیا کرے۔ کچھ دیر کے بعد میں نے کمرے کا  
دروازہ کھٹے اور انجیلا کو اُٹھاتے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں  
ایک بار پھر چاقو نظر آ رہا تھا۔ وہ حتا کی طرف بڑھنے لگی۔ ایسا  
معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اپنے ہوش و حواس کو بچھینی ہے۔ اس کے  
چہرے پر بڑے دہشت ناک تاثرات تھے۔ میں نے آج  
نکھ کی کو ایسی حالت میں نہیں دیکھا تھا۔ میرے جسم میں سرد  
لہری اتر گئی۔ سر کھڑکی توڑ کر حتا کو خیردار کرنا چاہتا تھا مگر شاید  
اس نے خطرے کی بو سونگ لی تھی۔ اس کی فوری حرکات بڑی  
موثر تھیں۔ جیسے ہی انجیلا قریب آئی، حتا کھڑکی ہو گئی۔ لپک  
جبھتے میں اس نے انجیلا سے چاقو چھین لیا اور اس کے منہ پر  
اتنی زور سے ہاتھ مارا کہ انجیلا دیوار سے ٹکرائی اور فرش پر گر  
گئی۔ حتا نے اسے ٹھاکر اپنے کندھے پر ڈالا اور بیڈ روم  
سے جا کر میری نگرہوں سے چھپ گئی۔ وہ تقریباً بیس منٹ۔۔  
بیڈ روم کی رسی اور پھر ہانٹی کمرے میں داخل ہو گئی۔ فون کا  
ریسیور اٹھایا اور کوئی نمبر ڈاک کیا۔ میں نے سوچا تھا کہ وہ کسی کو  
یہ کہنے کے لیے بلا رہی ہے جس کی اس وقت اسے ضرورت تھی  
تھی۔ مگر انجیلا نے ویک بار پھر چیخا شروع کر دیا۔ وہ نیری کا  
نام لے لے کر کچھ رہی تھی۔ حتا کے فون کے جواب میں میں  
منٹ بعد ایک ایسیو لیس آئی۔“

”مجھے معلوم ہے۔ میں نے اسے آنے ہوئے دیکھا  
تھا۔ اس کے بعد کی ہوا؟“

”وہ انجیلا کو ایک اسٹریچر پر باہر لائے اور ایسیو لیس  
میں ڈال کر چلے گئے۔“ اینڈ رن نے بتایا۔ ”اس کے بعد  
میں نے خود رن نمودار ہو گئی۔ انہوں نے ڈاکٹروں سے بات کی  
نیر: ڈاکٹر بھی چلے گئے۔ جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا تو حتا  
اسمڈ نے ایک جانب دیوار کا سہارا لیے کھڑی تھی۔ میں نے خود رن  
نے اس سے کچھ نہا شروع کیا۔ میں اتفاقاً نہیں سن سکا لیکن حتا  
سے چہرے سے معلوم ہو رہا تھا کہ میں نے خود رن جو کچھ کہہ رہی  
ہے، وہ کوئی خوش گوار بات نہیں ہے پھر اس نے اپنا بیگ  
لوٹا۔ پانچ سو ڈالر کے دو نوٹ نکالے اور حتا کی طرف

پھینک دیے۔ یہ سچ کچھ رپورٹ۔ میرا اٹھاؤ ہے کہ میں  
خود رن نے حتا کو ہر طرف کر کے گھر سے چلے جانے کو کہا  
ہے۔“

”ٹھیک ہے اینڈ رن۔“ میں نے کہا۔ ”تم یہیں  
نہیں رہو۔ میں ڈرا حتا سے بات کروں۔ میرے خیال میں اس  
سے بات کرنے کے لیے یہ سوزوں ترین وقت ہے۔“

میں کمرے سے اتر کر کھڑکی پر کھڑکی بیٹھ کر کھڑکی۔ آگے بڑھ کر  
میرا دنی دروازے پر کھڑکی کاٹھن دیا۔ کوئی جواب نہیں ملا تو  
میں نے وچل پر ہاتھ رکھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا، میں اندر  
داخل ہو گیا اور لابی سے گزر کر رہائشی کمرے میں آیا۔ حتا  
ایک کرسی پر بیٹھی تھی۔ اس نے میری طرف دیکھا۔ ”تم۔۔ کیا  
چاہتے ہو؟“ اس نے پوچھا۔ اس کے لہجے سے خدشہ یا ناراضی  
کا اظہار نہیں ہو رہا تھا۔ میں بیٹھ گیا۔

”جس میں میں خود رن نے ملازمت سے الگ کر دیا  
ہے؟“ میں نے پوچھا۔

”ہاں۔“ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ ”اور میں  
بہت خوش ہوں۔ میں خود رن لوگوں سے بھر پائی۔ اب میں  
اپنے قبیلے میں واپس چلی جاؤں گی۔ بیس سال میں پہلی مرتبہ  
اپنے آپ کو آزاد محسوس کر رہی ہوں کہ جو چاہوں کر دوں۔“  
”تم خوش ہو تو میں بھی خوش ہوں۔“ میں نے کہا۔  
”لیکن جانے سے پہلے کیا تم خود رن لوگوں کے بارے میں  
میرے چند سوالات کا جواب دے سکتی ہو؟ میں جانتا چاہتا  
ہوں کہ انجیلا کو کس وجہ سے ایک سیل کیا جا رہا تھا۔۔ کیا تم  
جانتی ہو؟“

”میرا بھی یہی خیال ہے کہ جانے سے پہلے کسی سے  
بات کرنا چاہیے۔“ حتا نے سوچے ہوئے کہا۔ ”اپنے لوگوں  
میں واپس جانے سے پہلے میں اپنے ذہن سے یہ پوچھنا چاہتا  
ہوں۔ میرے چار بھائی اور مین بہنیں ہیں۔ وہ سب  
مجھے خوش آمدید کہیں گے۔ میرا تعلق بہت بڑے قبیلے سے  
ہے۔ اگر انجیلا درمیان میں نہ ہوتی تو میں برسوں پہلے یہاں  
سے چلی جاتی۔ میں انجیلا کے پیدا ہونے کے وقت سے اس  
کی پرورش اور دیکھ بھال کر رہی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ وہ  
کسی حد تک پاگل ہے۔ میں نے اس کی بہت مدد کی ہے۔  
انجیلا مجھ سے بہت محبت کرتی تھی۔ اس کی ماں نے بھی اس  
کے لیے کچھ نہیں کیا۔ انجیلا اپنے بھائی کی پرستش کرتی تھی۔  
بچپن اور لڑپن تک ان کا آپس میں بہت سی مل جل رہا لیکن  
جب میری بڑا ہوا تو میں نے محسوس کیا کہ میری، انجیلا سے

بیزار رہنے لگا ہے۔ وہ بھی اسے اکیلا نہ چھوڑتی، ہر وقت اس کے ساتھ لگی رہتا چاہتی تھی۔ میں نے اسے منع بھی کیا مگر وہ نہیں مانی۔ پھر میری نے یہاں بھانا شروع کر دیا۔ انجیلا سے چھپا چھڑنے کے لیے وہ خود کو موسیقی کے کمرے میں بند کر لیتے تھا مگر انجیلا کمرے کے باہر بیٹھی اسے یہاں بچتے سنتی رہتی تھی۔ وہ اس کے یہاں توئی دیوانی تھی۔ تب پھر ایک دن میری اور اس کے باپ میں جھگڑا ہوا۔ میری کھر چھوڑ کر چلا گیا۔ اس نے جاتے ہوئے انجیلا کو خدا حافظ بھی نہیں کہا۔ انجیلا کے لیے یہ ایک گہرا صدمہ تھا۔ وہ اور بڑا بد حال ہوئی لیکن میں کسی نہ کی طرح اسے کنٹرول کرتی تھی۔ تب پھر مسز تھورن کا اچانک انتقال ہو گیا۔ وہ اس کے لیے ٹرسٹ کی آدمی اور یہ کالج چھوڑ گئے اور انجیلا فوراً کالج میں منتقل ہو گئی۔ وہ اپنی ماں سے نفرت کرتی تھی۔ وہ دن بھر کرسی پر بیٹھی مرنے کی منہ میں بڑبڑاتی رہتی تھی۔ میرا خیال ہے کہ میں نے غلطی کی۔ مجھے مسز تھورن سے کہنا چاہیے تھا کہ انجیلا کو کسی ڈاکٹر کو دکھائیں لیکن میں بھی مسز تھورن کو پسند نہیں کرتی تھی اور مجھے امید تھی کہ میں انجیلا کو اس موڑ سے باہر نکال لوں گی۔ چنانچہ میں نوشہرہ کرتی رہی کہ اسے باغبانی میں لگا دوں یا کمرے کے کام کاج میں حصہ لینے پر آمادہ کر لوں لیکن اس نے کسی بات میں کوئی دلچسپی نہیں لی۔ یہ صورتحال ایک ہفتے تک چلتی رہی۔ میں کسی ڈاکٹر کو دکھانے پر غور کر رہی تھی کہ ایک آدمی انجیلا سے ملنے آیا۔ اس نے گفتنی بھی نہیں بجائی، سیدھا گھر میں چلا آیا۔ میں کچن میں رہتا کا کھانا تیار کر رہی تھی۔ وہ آدمی اسی صدمہ آکر بیٹھ گیا جہاں قہر بیٹھے ہوئے۔ اس کا سر بالکل گھبراہٹ اور چہرہ کسی شیطان کی طرح تھا۔ میں کچن سے باہر آ رہی تھی کہ میں نے اسے کہتے سنا کہ وہ جانتا ہے میری کہاں ہے۔ میں رک نہ بننے لگی۔ انجیلا یہ سن کر جیسے ایک دم زندہ ہی ہوئی۔ اس نے پوچھا پتا ڈھیر کہاں ہے۔ اس آدمی نے بتایا کہ میری نہیں چاہتا کہ کسی کو اس کے قیام کی جگہ معلوم ہو۔ اس نے یہاں بھانے میں بڑی شہرت حاصل کی ہے۔ اس آدمی نے یہ بھی بتایا کہ میری اس کی حفاظت میں ہے۔ اس نے اپنی بہن کو اپنا پیار بھجایا ہے۔ پھر اس شخص نے کہا کہ وہ کسی کی حفاظت مفت میں نہیں کرتا۔ اس لیے انجیلا کو ہر ماہ دس ہزار ڈالر دینا پڑیں گے۔ وہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو بلیک کیسٹ کلب جائے اور وہاں یہ آدمی اس سے رابطہ کرے، رقم اس کے حوالے کر دے۔ اس نے کہا کہ جب تک انجیلا رقم دیتی رہے گی، وہ میری کی حفاظت کرتا رہے گا۔ اگر نہیں دے گی تو کوئی شخص جھوڑے سے میری کے ہاتھ توڑ دے گا اور وہ

کبھی یہاں نہیں بھائے گا۔" تھا کہتے کہتے رکی، چہرے سے پیتا خشک کیا، گہری سانس لی پھر بولی۔  
 "یہ دس مہینے پہلے کی بات ہے۔ انجیلا نے رقم دینے کا وعدہ کر لیا۔ اس شیطان صفت آدمی نے انجیلا کو بلیک کیسٹ کلب کا پتہ بتایا۔ اس نے کہا کہ وہ رقم لے کر کلب میں جائے۔ وہاں اسے ایک پرانا دوست ملے گا۔ یہ پرانا دوست میرا بیٹا ہینک تھا۔ کاش وہ بدلتا ہی پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ میں نے انجیلا کو سمجھانے کی کوشش کی مگر اس نے میری ایک نہ سنی۔ میں نے اسے بتایا کہ یہ آدمی فریسا ہے۔ اسے کچھ معلوم نہیں کہ میری کہاں ہے لیکن انجیلا کچھ سننے کے لیے تیار نہیں تھی۔ اس کے لیے یہ تصور ناقابل برداشت تھا کہ میری کے ہاتھ جھوڑے، ر کر توڑ دیے جائیں۔ چنانچہ وہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو بلیک جاتی رقم تقاضی اور ہینک کو دے آتی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رقم دے کر اسے ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس کی حالت سنبھل جاتی تھی۔ میں اس سلسلے میں کچھ کرنے سے مجبور تھی اس لیے بس اس کی دیکھ بھال ہی کرتی رہی۔ کچھ مدت کے بعد وہ کچھ آدمی پھر آیا۔ میں نے کچن میں اس کی باتیں سنیں۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اگر انجیلا اسے ایک لاکھ ڈالر دے دے تو وہ اس کی اور میری کی ملاقات کا انتظام کر دے گا۔ اس کے بعد تم آئے اور اسے بتایا کہ تم میری کو تلاش کر رہے ہو کیونکہ کسی نے اپنی وصیت میں اس کے لیے ایک لاکھ ڈالر چھوڑ دیے ہیں۔ میری کو صرف اتنا کہنا ہے کہ ہینک جا کر رقم وصول کرے۔ انجیلا کا اس رقم کی شدید ضرورت تھی کیونکہ اسے ہینک تھا کہ ایک لاکھ ڈالر دے کر وہ میری سے مل سکتی ہے۔ چنانچہ اس نے سوچا کہ ہینک سے رقم وصول کرنے کے لیے کسی آدمی کو فریضی میری بنا کر پیش کر دے۔ اس نے ہینک سے ایک آدمی فراہم کرنے کے لیے کہا جس نے کسی کو تلاش کر لیا۔ اس کے بعد تم جانتے ہی ہو کہ کیا واقعہ پیش آیا۔ جب انجیلا ہینک سے واپس آئی تو سخت غصے میں تھی۔ اس کی دلچسپی خود رک آئی تھی۔ میں اس سے پچھنے کے لیے کچن میں بند ہوئی۔ وہ بار بار پچھ کر کہتی کہ میری کبھی کہ اس چیز کی ادائیگوں سنبھل کر رہے گی۔ اس کی کوئی نہ کوئی کرل فریض ضرور ہوگی۔ میں ہینک سے کہہ کر اس کا چہرہ بکاڑوں کی، تب اس کہنے کو معلوم ہوگا۔ اس کے بعد وہ اپنی کار میں چلی گئی اور تین چار گھنٹے تک وہاں نہیں آئی۔ جب آئی تو کافی پر سکون تھی۔ یہی میں نے اس حرام زادے کا مزاج ٹھکانے لگا دیا ہے۔ مجھے کچھ منظور نہیں تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے پھر دوسرے دن میں نے اخبارات میں تیرا اب پیچھے کی واردات کے بارے میں پڑھا۔ مجھے بے حد افسوس ہے مگر انجیلا اپنے ہوش

میں نہیں تھی۔“  
”اب انجیلا کا کیا ہو گا... اسے کہاں لے جایا گیا ہے؟“ میں نے پوچھا۔

”اسے کسی پاگل خانے میں رکھا جائے گا۔“ ختانے بڑی افسردگی سے جواب دیا۔ ”وہ لوگ اسے ذہنی امراض کا ہسپتال کہہ رہے تھے۔ میں نے ان دو کمروں اور سرخوردگی کی شکوئی سے ڈاکٹروں نے کہا کہ اب انجیلا نے فی طور پر کبھی صحت یاب نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے صرف اتنا ہی کیا جاسکتا ہے کہ دواؤں کے ذریعہ اس میں نہ کر کے دکھا جائے۔ سرخوردگی نے کہا کہ ٹھیک ہے، وہ جو مناسب سمجھیں کریں۔ انجیلا کی اب وہی کیفیت ہے جیسے وہ مر چکی ہو۔“

میں اب حیرت کچھ سنایا جو نا نہیں چاہتا تھا۔ میں کرتی سے کھڑا ہوتا۔

”اگر میں تمہاری مدد کے لیے کچھ کر سکا ہوں تو ضرور بتاؤ۔“ میں نے کہا۔ ”باہر میری کار کھڑی ہے۔ جہاں کہو گی میں تمہیں وہاں چھوڑ دوں گا۔“

”مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔“ ختانے لٹی میں سر ہلایا۔ ”چلے جاؤ، میں خود ہی اپنے فیصلے پہنچا جاؤں گی۔“

میں کوچ سے باہر نکل۔ پتہ مرچکا تھا۔ انجیلا کو زندگی بھر کے لیے پاگل خانے بھیج دیا گیا تھا۔ وہ اپنی سزا کو پہنچ گئی تھی۔ ایک باقی تھا، ہوا ٹھنکی۔ مجھے احساس تھا کہ جب تک یہ مچھا اپنے نجاس کو نہ پہنچا جائے، مجھے سکون نہیں مل سکتا۔ اس کے بعد شاید میرے جذبات انتقام کو تسکین مل جاتی۔ یہ امتحان تو صحت ہی تھی۔ کیا کوئی بھی اللہ ہوسوزی کا زندگی دیکھ دے سکتا تھا؟ میں اینڈرین کے پاس پہنچی۔

”اب ہم گھر چلیں گے۔“ میں نے اس سے کہا۔ ”وہاں بات کریں گے۔“

ہم دونوں اپنی اپنی کار میں بیٹھے اور گھر پہنچ گئے۔ اینڈرین نے کافی بتائی۔ میں نے اسے انجیلا، میری اور مکی کے بارے میں بتایا مگر جوش کا ذکر نہیں کیا۔ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا چنانچہ میں نے اپنا ذہن اور اپنے من ہمیشہ کے لیے بند کر لیا۔

”میں کل سائڈ مارے ملوں گا۔“ میں نے آخر میں کہا۔ ”اب مجھے صرف مکی کو کھانے لگانے سے دلچسپی ہے۔ میں سونے چاہتا ہوں۔ تم بھی آرام کرو۔“

میرا خواب آلودہ اور دو کی گلیاں کھائے بغیر مجھے نیند نہیں آئی۔

کیا آپ

لیوب مقوی اعصاب  
کے فوائد سے واقف ہیں؟

کھوئی ہوئی توانائی بحال کرنے اعصابی کمزوری دور کرنے تھکاوٹ سے نجات اور مردانہ طاقت حاصل کرنے کیلئے کستوری عطر

زعفران جیسے قیمتی اجزاء والی بے پناہ اعصابی قوت دینے والی لیوب مقوی

اعصاب ایک بار آزما کر دیکھیں۔ اگر آپ

کی ابھی شادی نہیں ہوئی تو فوری طور پر

لیوب مقوی اعصاب استعمال کریں۔ اور

اگر آپ شادی شدہ ہیں تو اپنی زندگی کا لطف

دوبالا کرنے یعنی ازدواجی تعلقات میں

کامیابی حاصل کرنے کیلئے بے پناہ اعصابی

قوت والی لیوب مقوی اعصاب ٹیلیفون

کر کے گھر بیٹھے بذریعہ ڈاک وی پی

VP منگوائیں فون نمبر 10 بجے تا رات 9 بجے تک

المسلم دار الحکمت (رجسٹرڈ)  
(دیکھی یونانی دوا خانہ)  
ضلع و شہر حافظ آباد پاکستان

0300-6526061  
0301-6690383

آپ صرف فون کریں۔ آپ تک۔

لیوب مقوی اعصاب ہماری دکان میں ہے

مجھ کو میں اور اینڈرسن ہاشے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ فون کی گھنٹی بجے گئی۔ اس وقت سوا بیارہ بج رہے تھے۔ میں نے ریسیور اٹھایا۔ فون نیچوں ٹیڈن کے مالک سام کا تھا۔  
 ”کیلیات ہے سام؟“ میں نے پوچھا۔  
 ”البرنی آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ کہتا ہے بہت ضروری کام ہے۔“  
 ”دوہ کہاں؟“

”یہاں ناشا کر رہا ہے، کہتا ہے میں انتظار کروں گا۔“  
 ”میں ابھی نہیں منٹ میں آ رہا ہوں۔“ میں نے کہا۔  
 ”فون کرنے کا شکریہ۔“ میں نے ریسیور دھک کر اینڈرسن کو بتایا۔  
 ”تم سیکرہ ہا، میں اس سے مل کر آتا ہوں۔“

مگر اس نے بھی ساتھ چلے پر اسرار کیا چنانچہ ہم دونوں نیچوں ٹیڈن چنچے میں نے اینڈرسن کو دھک میں چھوڑا اور خود کار سے اتار کر ٹیڈن میں داخل ہوا۔ البرنی لہجی پسندیدہ میز پر ایک گوشے میں بیٹھا تھا۔ میں اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے ہاشے کے لیے پوچھا، میں نے بتایا کہ ناشا کر کے آیا ہوں۔  
 میں نے پوچھا کیا اس کے لیے میز بھر گئی۔  
 ”میں میز سے کبھی انکار نہیں کرتا۔“ البرنی نے کہا اور سام کو اشارہ کیا۔ سام جلدی سے ایک میز اور سامنے لے کر آیا۔

البرنی نے میز کا نصف گلاس خالی کر دیا اور ایک ساتھ تین سامنے منٹ میں فون کر چلائے ہوئے ہوا۔  
 ”مسٹر ویٹس! میں ایسا آدمی ہوں کہ اپنے کان زمین سے لگائے رکھتا ہوں۔ میں سوالات نہیں کرتا، بس سن رہتا ہوں۔ تم نے کہا تھا کہ تمہیں ٹیری زینگر کی ہاش ہے چنانچہ میں سن کر لیٹ رہا۔ تمہیں اب بھی اس سے کچھ کہنا ہے؟“  
 ”ہاں، ضرور ہے۔“ میں نے جواب دیا۔ البرنی نے تین اور سامنے منٹ میں بھر لیں۔

”تمہیں چک سوئسکی سے بات کرنا چاہیے۔“ اس نے کہا۔ ”مافیا کے آنے سے پہلے وہ ناجائز نشیات کا دھندا کرتا تھا۔ جو کچھ میں نے سنا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ٹیری اس کا اچھا دوست تھا۔ آج کل سوئسکی کو رقم کی ضرورت ہے۔ اگر تم اس کے سامنے کچھ ڈالو تو وہ تمہیں بتا دے گا کہ ٹیری کے ساتھ کیا ہوا اور وہ کہاں گیا۔ سوئسکی نمبر 10 کلیم ایلی، ۵۰ پ فلور ہد ہوتا ہے۔“

”شکریہ البرنی۔“ میں نے جیب سے بڑا نکالا مگر اس نے نفی میں سر ہلایا۔  
 ”ہم دوست ہیں مسٹر ویٹس اور میں دوستوں سے معاملہ نہیں لیتا۔“ میں نے مسکراتے ہوئے بولا ابھی رکھ لیا۔

دوبارہ شکر یہ ادا کر کے میں اینڈرسن کے پاس آیا۔ میں نے اسے البرنی سے سنی ہوئی خبر بتائی۔  
 ”چود پکھتے ہیں یہ آدمی گھر پر ہے یا نہیں۔“ میں نے آخر میں کہا۔  
 ”کلیم ایلی۔“ اینڈرسن نے ڈھیرایا۔ ”یہ تو سامنے ملانے کے بالکل آخر میں ہے اور جہدم ہستی ہے۔ اگر اب بھی کوئی وہاں رہتا ہے تو مجھے حیرت ہوگی۔ جو دو چار عمارتیں روکتی ہیں، وہ بھی جلد گر کر مٹی جانے والی ہیں۔“  
 ”جسہیں جیسے معصوم؟“

”البرنی ہی ایسا آدمی نہیں ہے جو اپنے کان زمین سے لگائے رکھتا ہے۔“ اینڈرسن مسکراتے لگے۔ ”مگر باتوں میں وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ... آؤ چلیں۔“

اینڈرسن سیاحوں کے ہجوم کے درمیان ست رفتار سے کار چلاتے ہوئے جلدی مطلوبہ جگہ پہنچ گیا۔ اس نے بتایا کہ کلیم ایلی پاس ہی ہے اس لیے باقی راستہ پیدل چلنا مناسب ہو گا۔ ہم کار سے اترے۔ کچھ دور چلنے کے بعد وہ رک گیا۔ کلیم ایلی سامنے ہی تھی۔ آس پاس کی تمام بلڈنگیں گر چکی تھیں۔ جو تین چار عمارتیں رہ گئی تھیں، وہ بھی خستہ ہاں اور ٹوٹی پھوٹی تھیں۔ نمبر 10 بلڈنگ کا حال بھی بہتر نہیں تھا۔

”یہاں بھلا کون رہتا ہو گا۔“ میں نے کہا۔ نوٹے دروازے سے ہم اندر داخل ہوئے، سامنے زینہ تھا جس کی میز صیال عمارت سے مختلف تھیں۔ اینڈرسن نے مجھے احتیاط سے چڑھنے کی تاکید کی۔ وہ دروازے پر رک گیا۔ میں صیال چڑھنے لگا۔ میں ٹاپ فلور پر پہنچا۔ سامنے ایک کرا تھا جس کا دروازہ کھلا تھا۔ اس کے بڑھاپے مگرے میں ہر طرف سے گند کی ڈھیر تھی۔ ایک چنگ پر کوئی لینے تھا، بہت سی گندے کپڑے پھے۔ تحیف و زہار۔ اس کی بڑھی ہوئی دائی نے تقریباً تمام چہرہ چھپا رکھا تھا۔ بالکل ہڈیوں کا ڈھانچا نظر آ رہا تھا۔ میرے پیس چائیس کے درمیان کئی تھی۔ جسم سے ایسی بدبو رہی تھی جیسے برسوں سے نہ نہایا ہو۔ بظاہر وہ سوراخ تھا۔ میں نے اس کا کندھا ہلایا۔ ”کے سوئسکی!“ میں نے آواز دی۔ اس نے آنکھیں کھول کر مجھے گھورا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔  
 ”تم کون ہو؟“ اس نے گھوگھیرا دامن پوچھا۔  
 ”ایک ایسا آدمی جو رقم رکھتا ہے اور خرچ کرنے سے گریز نہیں کرتا۔“ میں نے جواب دیا اور سوساؤلر کے دونوں نکالے۔

”جسہیں اس رقم سے کوئی دلچسپی ہے؟“ میں نے پوچھا۔ اس نے یوں آنکھیں پھاڑ کر دیکھا جیسے میں نے دنیا بھر کا سونا



اس کے سامنے رکھ دیے۔ پھر وہ اپنے لمحے بالوں میں لگیوں سے نکھس کر نہ لگا۔  
 ”مجھے تم کی شدید ضرورت ہے۔“ اس نے کہا۔  
 ”مجھے کچھ معلومات درکار ہیں۔“  
 ”کیسی معلومات؟“

”تمہارا حال بہت خراب معلوم ہوتا ہے۔ کیا تم میری بات سمجھ کر اس کا جواب دینے کے قائل ہو؟“  
 ”میں بہت زیادہ سوتا ہوں۔“ وہ ہلکا۔ ”سونے کے علاوہ میرے پاس کوئی اور کام نہیں رہ گیا ہے۔ اور جب میں سوتا ہوں تو خیال ہوتا ہے، اب نہیں جاؤں گا لیکن جاگ جاتا ہوں۔ آنکھ کھلتی ہے تو خود کو اس تہہ و حل کمرے میں پاتا ہوں۔ اتنی ہمت نہیں کہ سمندر میں ڈوب جاؤں۔ اس سختی کے آخر میں وہ اس عمارت کو بھی سارے آ رہے ہیں۔ میری کچھ سس نہیں آتا پھر میں کہاں جاؤں گا؟ میں اپنی زندگی کے خاتمے تک آپہنچا ہوں مگر زندگی کم بخت ختم ہی نہیں ہوتی۔“  
 ”میں تم سے کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں جس کا معاوضہ دو سو ڈالرز دوں گا۔“

”کیا جانتا چہ بچے ہو؟ تمہارا تعلق پولیس سے تو نہیں ہے؟“  
 ”نہیں، مجھے نیریڈی ٹیگرٹن عرش ہے۔“

”کیوں؟“ سوئسکی نے پوچھا۔  
 ”یہ معلوم کرنا تمہارا کام نہیں۔ میں تمہیں دو سو ڈالرز دینے پر آمادہ ہوں بشرطیکہ تم بتا سکو کہ نیریڈی کہاں ہے اور میں اس سے کہاں مل سکتا ہوں۔“  
 ”فرض کرو میں بتا دوں اور تم مجھے اتنا علاوہ کھارے پھے جاؤ تب؟“ اس نے کہا۔ میں نے ایک نوٹ اس کی طرف پھینک دیا۔

”باتی ایک سو میرے سوال کا جواب دینے کے بعد۔“  
 میں نے کہا۔ اس نے نوٹ اٹھ لیا۔  
 ”جوتے ہو، میں نے تین دن سے کھانا نہیں کھایا ہے۔“

”میرے سوال کا جواب دینے کے بعد جتن کھانا چاہو کھا سکتے ہو۔“

سوئسکی نے بتایا کہ نیریڈی سے اس کی ملاقات ڈیڈ اینڈ کلب میں ہوئی تھی۔ وہ دونوں جلد ہی دوست بن گئے۔ چونکہ وہ خود بھی نشے کا عادی تھا اور اس نے اندازہ لگا لیا کہ نیریڈی بھی نشہ کرتا ہے۔ سوئسکی نشیات کا بڑا شہسہ چاہتا تھا۔ اسے نشیات میں کتنی بھی مگر سے فروخت نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے نیریڈی سے بات

کی اور نیریڈی نے فروخت کرنے میں مدد دیے کا وعدہ کیا۔ اس نے سب سے پہلے کے اوقات میں کام کرنا شروع کر دیا اور جلد ہی بڑی کامیابی حاصل کر لی۔ نوجوان لڑکے لڑکیوں میں... جو اس کے بھائی کو بھاننے کے گردیدہ تھے... اس کے بہت سے جانتے والے تھے جو نشیات خریدنے لگے۔ دونوں کا کاروبار خوب چلتے لگا۔ سوئسکی ایک بڑے پھنی سے نشیات حاصل کرنا تھا اور نیریڈی اسے فروخت کرتا تھا۔

”ہم دونوں دولت کمارے تھے۔“ سوئسکی نے کہا۔  
 ”میں نے ایک اچھا سا گھر لے لیا۔ آرام سے رہنا لگا۔ مجھے عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ نیریڈی کے پاس بھی ایک اچھا اپارٹمنٹ تھا جہاں وہ لیزا کے ساتھ رہتا تھا۔ عرصہ میں اس وقت جب ہم سمجھ رہے تھے کہ ہمارا کاروبار جم گیا ہے، ایک بڑی مصیبت سے دوچار ہو گئے۔ بیشک کی طرح میں بھی کو نشیات پینے گیا تو وہاں بول نہ سکی کو بیٹھے پایا۔ تم کتنی کو جانتے ہو؟“  
 ”ہاں جانتا ہوں۔“ میں نے کہا۔ ”مگر تم کو نہیں کہتے جاؤ۔“

”اس شیطان کو کچھ کر میں ڈر گیا۔ میں خود بھی نشہ کرتا ہوں اس لیے بہت بزدل ہوں۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اب تمہارا حقد ختم ہو گیا۔ اپنے دوست سے بھی اچھا نہ کرنا بد کر دے۔ میں اتنا خوف زدہ تھا کہ مر رہا تھا کہ میرے قدم چھو تو میں یہ بھی کر لیتا۔ میں جانتا تھا کہ نیریڈی لیزا کے ساتھ ہے۔ میں نے اسے فون کیا اور منگی نے جو کہا تھا، اسے بتا دیا۔ اس نے کہا کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں مگر اب میں ایک ساتھ رہنا چاہیے۔ وہ اپنا سامان لے کر میرے گھر آ گیا۔ ہم نے مل کر کچھ سسٹے پر غور کیا۔ نشیات کی سپلائی بند ہو گئی تھی۔ میرے پاس اتنے پیسے بھی نہیں تھے کہ گھر کا کرایہ دے سکتا۔ جب ہم دونوں کی پینیں خالی ہو گئیں تو نیریڈی نے کہا ہمیں دوسرا سپلائی تلاش کرنا چاہیے۔ اسے کئی کی پروا نہیں تھی مگر میں کام شروع کرنے پر آمادہ نہیں تھا۔ میں نے نیریڈی کو بھی سمجھا مگر وہ بہت ضدی تھا، اس نے ایک ندی۔ اس نے کہا کہ پچاس سسے زیادہ لڑکے لڑکیاں اس کے گاہک ہیں۔ وہ سب اپنی خوراک کے لیے بے چین ہیں۔ وہ ضرور انہیں نشہ فراہم کرے گا۔ اس نے ہی انہیں نشے کی علامت ڈالی ہے۔ وہ وہ پریشان تھا تو وہ انہیں ایسا نہیں چھوڑے گا۔ پھر اس نے ہمیں نہ نہیں سے مشیاء حاصل کر کے ان لڑکے لڑکیوں کے ہاتھ پہنچ دی۔ میں جو سنا تھا کہ اب کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا۔ میرا سنا کاروبار سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس نے جو سنا لیا، میں نے اس سے کچھ نہیں لیا۔ میں اتنا بزدل تھا کہ میں اپنے کمرے میں بیٹھ خوف سے کاہتا رہا۔

## بٹوں پارٹی

تان محمد، آنسو اتنے سبز تھے کہ ان کے قریبی دوست انہیں کھنکھو چوس تک کہنے سے باز نہیں آتے تھے۔ ایک روز "روڈ روڈ دے کی فریڈ" لکھتے لکھتے ان کا دل چاہا کہ ایک کیلا کھا لیں، انہوں نے بہت کوشش کی کہ دل کو اس بیہود خیال سے باز رکھیں مگر بڑا کامیاب دل تھا۔ ڈگری کے کیلا کھاؤں کا دورا ابھی کھاؤں کا دور نہ چھوڑا چھوڑ دوں گا۔ ناچ رہا تان محمد آنسو، دھڑکی لڑھکھڑا کر اٹھے، بازار گئے اور پھل فروش کی دودھس 5 پیسے کا سکہ پیسک کر بولے۔ "یار ذور، جلدی سے ایک اچھا سا کیلا تو دیتا۔ دیکھو، کھات ہو۔"

پھل فروش نے حیرت کی ایک نظر تان محمد آنسو پر ڈالی۔ دوسری پانچ پیسے کے سکہ پر۔ کچھ گیا کہ یہ حضرت کیلا پیے بغیر نہیں کھیں گے اور پانچ کی جگہ چھ پیسے بھی نہیں دیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ مرے مارے پر آمادہ ہو جاؤں۔ عقل اور احتیاط کا تقاضا ہے کہ دکاندار کی خراب نہ کی جائے۔

نہیں اس نے ایک بڑا سا کیلا اٹھایا، دوران کی طرف بڑھا کر بولا۔ "یہ لیجئے مرکا دار! کیلا حاضر ہے۔" پھر مسکرایا۔ "معلوم ہوتا ہے کہ حضور والا کے بار کوئی بڑی پارٹی ہونے والی ہے۔ جس کی خاطر آپ اتنی زوردار خریداری کرتے پھر رہے ہیں۔"

تان محمد آنسو چپ رہے۔ تان محمد آنسو نے دیکھتے تان محمد آنسو کو تھک لے۔ حضور تھا کھانا کیلا! طاہر محمود مجاہد - منڈی بہاء الدین

قمری گریب رہنمونت کی ہینڈ وین نے حسب معمول سکر کر میرا استقبال کیا اور بتایا کہ سائڈ مائر انفکٹر کر رہی ہے۔ میں سیز حیاں طے کر کے اوپر پہنچا، دروازے پر دستک دی اور اندر داخل ہو گیا۔ سائڈ مائر اپنی میز پر بیٹھی تھی۔ اس کے سامنے دو مسکے اور گلاس رکھے تھے۔ اس نے اٹھ کر مجھے خوش آمدید کہا اور شراب پیش کی مگر میں نے انکار کر دیا۔ ابھی نہیں بدھ میں۔ دو حسب معمول بڑی سستی خیر نظر آرہی تھی۔

"کیا خبر لائے؟" اس نے پوچھا۔  
"اس دو مہینوں کی آمدنی دس ہزار ڈالرنہ کم ہو جائے

یہ صورت حال ایک ہفتے بھی پھر مصیبت آگئی۔ سر جانتا تھا کہ ضرور آئے گی۔ میری جیسے آمدنی کی داستان سارا تھا کہ دروازہ کھلا اور سبکی دو خندوں کے ساتھ اندر آیا۔ پھر جو ہونہ تھا، بڑی تیزی سے ہو گیا۔ کیا ہوا، مجھے ٹھیک حرج سے یاد نہیں۔ سر فرش پر دونوں ہاتھوں سے مت چھپے پڑا تھا۔ کمرے میں شور مچا ہوا تھا۔ مارنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ میری بڑی طرح چیخ رہا تھا اور یوں اس کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر مٹی نے مجھے ٹھوکر دیا۔ اس نے کہا کہ چونکہ میں نے اس کے کبے پر عمل کیا تھا، اس لیے وہ مجھے نہیں مارے گا۔ میں یہ سب کچھ بھول جاؤں۔ میں خوش قسمت ہوں کہ وہ مجھے زندہ چھوڑ رہا ہے۔ پھر وہ چلا گیا۔ میں نے جیسے کھول کر دیکھا تو میری کی لاش بھی غائب تھی۔ میں نے خبردار کر دیا تھا کہ مٹی جیسے گوریلاں سے چھیڑ چھاؤ نہیں کرنا پڑے مگر وہ نہیں۔ نالوار اپنی خندا کا انجھاہ کچل لیا۔ تم جانتے چاہتے ہو کہ میری کہاں ہے؟ میرا اندازہ ہے کہ اس کی پہلی بات کو سینٹ کا ٹوٹ پھٹا سندھ کی تہ میں پیسک دیہ گیا ہے۔ میں کیہ کر سکتا تھا؟ کل غلی ہاتھ تھا، اپنا کمر چھوڑ کر اس تباہ حال فسادت سر آگیا۔ یہاں رہنے کا کوئی کر لیا نہیں اور اب میں موت کا انتظار کر رہا ہوں۔ سر مرنا چاہتا ہوں۔"

میرے دل میں اس ڈس آدی کے لیے ہمدردی کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔ یہ بے ضمیر انسان جوڑے کے لڑکیوں کے ہاتھ میں روک چک کر انہیں نشتے کا خادی بنا دیا، وہ ہر اس سزا کا مستحق ہے جو اسے دی جائے۔ میں نے دوسرا ٹوٹ بھی سونپنے کی جانب پھینکا اور بند ٹھک سے باہر نکل گیا۔ اینڈر سن میرا منتظر تھا۔ اپنی کاری طرف جاتے ہوئے میں نے اسے وہ باتیں بتائیں جو یہ سبکی سے معلوم ہوئی تھیں۔

"تو یہ میری کا معاملہ بھی ختم ہو گیا۔" اینڈر سن نے کہا۔ "تھوڑے لوگوں نے بہت اچھے بچے پیدا کیے تھے۔"

یہ ہوتا ہے۔ میں نے کھار کا دروازہ کھول۔ "خود تھوڑے بھی تو جیسے، والدین نہیں تھے۔ ہم کار میں بیٹھ گئے۔"

اے۔ "اینڈر سن بولا۔ "چیک مر گیا۔ انجیل کو پاگل خانے بھیج دیا گیا۔ میری شاید سمجھ دی تھی میں ہے۔ اس حرج اب صرف مٹی باقی رہ جاتا ہے۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں؟"

"ہاں۔ اب تک ہمیں کوئی خاص مزاحمت پیش نہیں آئی۔" میں نے جواب دیا۔ "مگر مٹی کوئی آسان شکار نہیں ہے۔ نہ جیسے جہر سر سائڈ مائر سے ملے جاؤں گا۔ معلوم کروں گا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ آج کی رات بنگا منتر ہوگی۔"

میں نے کار اسٹارٹ کی اور گھر کی جانب موڑ دی۔

گی۔ "میں نے جواب دیا۔ ساڈرا چوکی۔

"دوسرے طرح؟" اس نے پوچھا اور میں نے اسے انجیلا نمودن کے بارے میں بتایا۔

"کلیئر ہے اب انجیلا رقم نہیں دے سکتی۔" میں نے آخر میں کہا۔ "اور ویٹنسکو پاگل خانے میں بند ایک عورت کو دھمکی نہیں دے سکتا۔"

"یہ اسے ٹھکانے لگانے کے لیے کافی ہے۔" ساڈرا نے ہلکے قہقہے لگائے۔ "میں اس کی جگہ کی اور کو بیٹھ گئی۔" "مجھے ویٹنسکو کے انجام سے کوئی دلچسپی نہیں، صرف منگی کی فکر ہے۔"

"ٹھیک کہا۔ میں نے اسے چپک کیا ہے۔ وہ ایسا چوبا ہے جو اپنی حق تعالیٰ کرتا جاتا ہے۔ میں اسے سسکا سکا کر دانا چاہتی تھی لیکن اب ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہ ممکن نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہر وقت باڈی گاؤڑ رہتے ہیں۔ اسے جہنم رسید کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ میرے پاس ایک آٹومیک گن ہے۔ میں اس کے جسم میں ٹیکڑا دینا شروع کر سکتی ہوں۔"

"یہ سیدھا سیدھا خودکشی کرتا ہوگا۔" میں نے کہا۔ "اس کے باڈی گاؤڑ تمہیں بھی کر نہیں جانے دیں گے۔ میں مانتا ہوں کہ تم اسے جتنی کر سکتی ہو مگر خود بھی ماری جاؤ گی۔"

"نہیں سنر دیسیس۔" ساڈرا کے ہونٹوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ ابھری۔ "وہ مجھے ہاتھ لگانے کی بھی ہمت نہیں کر سکتے۔" مایا کا ہرادی مجھے جانتا ہے یا اس نے میرے بارے میں سنا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ میں ویٹنسکو کا دایاں ہاتھ ہوں۔ ویٹنسکو نیو یارک گیا ہے۔ کل رات وہیں آئے گا۔ جب وہ سنے گا کہ میں نے منگی کو ہانک کر دیا ہے تو میری موت کا حکم دے دے گا لیکن تب تک میں اس کی دسترس سے بہت دور جا چکی ہوں گی۔ میں پیسے ہی ہینک کر چکی ہوں۔ منگی کو قسم کرتے ہی میں چل پڑاؤ لی۔ اس کی جگہ تم ہو جاؤں گی کہ میں تمہیں جھٹکا نہیں کر سکتی۔ میری فکر مت کرو، میں اپنی حفاظت بہت اچھی طرح کر سکتی ہوں۔" اور اس وقت اس کے انداز و تاثرات دیکھتے ہوئے مجھے یقین تھا کہ وہ غلط نہیں کہہ رہی ہے۔

"تم نے کہا تھا۔" ساڈرا نے منگی کو ہانک کر دیا ہے رکھتے ہوئے کہا۔ "منگی سے بدلہ چکانا چاہتے ہو۔ تم نے اسے دیکھا ہے، میں نے نہیں۔ میں کسی غلط آدمی کو نشانہ نہیں بنانا چاہتی۔ تم صرف اتنا کرنا کہ اسے اشارے سے مجھے دکھا دینا۔ باقی کام میں کروں گی۔"

میں ایک سڑک کے لیے چھپا ہوا۔ میں نے اپنی کمر تو قتل کے جرم میں شریک سمجھا جاؤں گا، تب مجھے سوزی کا خیال آیا۔

منگی وی شیطان تھا جس نے اس کے چہرے پر تیزاب پھینکا تھا۔ اس شیطان کو بڑک ہونا ہی چاہیے تھا۔

"ٹھیک ہے ساڈرا!! میں یہ کام کروں گا۔" میں نے جواب دیا۔

"ہسولی کی کتنی جگہ فوجا جگہ کا رینڈونٹ ہے۔" ساڈرا نے بتایا۔ "منگی صبح تین بجے رقم وصول کرنے وہاں آئے گا۔ میں اپنی کار میں ہوں گی۔ میں چاہتی ہوں کہ تم بھی وہاں آؤ۔ ہم دو بجے وہاں پہنچ جائیں گے۔ میں انتظار ضرور کرنا پڑے گا مگر یہ ضروری ہے۔ کیونکہ منگی ہے، وہ پہلے آجائے۔ تم اشارے سے اسے دکھا دینا پھر میں سنبھال لوں گی۔"

"میں وہاں آ جاؤں گا۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میری صرف اتنا چاہوں گا کہ تم نے جو کچھ سوچا ہے وہ ٹھیک ہو۔"

"میری سوچ ہمیشہ درست ہوتی ہے۔" ساڈرا نے کہا۔ "اب تم سے رات دو بجے ملاقات ہوگی۔ میں سرینڈونٹ کار میں ہوں کی رینڈونٹ کے قریب۔ تمہیں صرف اتنا سنا ہے، مجھے اشارے سے بتاؤ کہ منگی کون ہوں۔"

ایندرن انتظار کر رہا تھا۔ میں کار میں بیٹھا اور اس سے پوچھا کہ فوجا جگہ رینڈونٹ کے پارے میں کیا جاتا ہے۔ یہ رینڈونٹ سامی ملاتے میں شرابی ست میں واقع ہے۔ اس نے بتایا۔ "اس کا آغاز چھا ہوا تھا مگر فوجا جگہ جس کی عمر نوے برس ہو چکی ہے، معاملات پر اپنی گرفت قائم نہیں رکھ سکا۔ مگر وہاں کیوں چہ رہے ہو؟"

"میں کی ادائیگی کی تھی تب ہی ہے۔" میں نے کہا اور پھر اسے اپنی اور ساڈرا کی منگی کے بارے میں بتایا۔ "ساڈرا نے مجھے کیا ہے کہ ہم رات دو بجے وہاں جائیں گے۔ رینڈونٹ کے جس قدر قریب کار پارک کر سکتے ہیں، کریں گے۔ ساڈرا وہاں سرینڈونٹ کار میں آئے گی۔ جب منگی آئے گا تو میں ساڈرا کو اشارے سے اسے دکھاؤں گا اور وہ اس پر گولیوں کی پونچھ زکروں سے کی۔ تمہارا گ رہنا۔ ترجمہ کرنا ہو گا۔ ساڈرا کے جانے کے بعد ہم بھی گھروں میں جائیں گے لیکن کوئی گڑبڑ ہوئی تو ہم ساڈرا کی مدد کریں گے۔"

"اگر وہ منگی کو قتل کر کے مجھے میں کامیاب ہو جائے تو کیا تمہارے خیال میں ہم کرکس کے پاس جا کر اپنی ملازمت شروع کر سکتے ہیں؟" ایندرن نے کہا۔ "میرا مطلب ہے اس کے بعد تمہیں اطمینان ہو جائے گا کہ تم نے سوزی کا بدلہ لیا؟"

”ہاں۔“ میں نے ثابت میں سر ہایا۔ ”اگر مجھے شکمن ہو جائے کہ منگی مرچا ہے تو ہم اپنا کام پھر شروع کر دیں گے۔“  
 ”خفک ہے، آؤ پہلے کھانا کھا لیں۔“ وہ بولا۔  
 ہم نے ریسٹورنٹ جا کر کھانا کھایا۔ کھانے کے دوران میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ ہم دونوں اپنے اپنے خیالات میں محو تھے۔ کھانے کے بعد اینڈرزن نے پوچھا۔

”تمہارے خیال میں یہ ترکیب کامیاب ہوگی؟“  
 ”سانڈرا بہت خاص قسم کی عورت ہے۔“ میں نے جواب دیا۔ ”میں کامیابی کے بارے میں بڑا امید ہوں۔ لیکن ایسا نہیں ہوا اور وہ ماری ٹنی تو میں اس کا کام ختم کر دوں گا۔ وہ کتنی ہے کہ منگی کے بڑی گارڈز اس سے اچھے کی بہت نہیں کریں گے۔ ہم دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے لیکن یہ بنیادی طبع پر میرا اور اس کا معاملہ ہے۔ تم اب بھی پیچھے ہٹ سکتے ہو۔ یہ تمہاری ذاتی جگہ نہیں ہے۔“

”بکواس مت کرو۔“ اینڈرزن نے جواب دیا۔ ”چلو گھر چلیں۔ ابھی تین گھنٹے باقی ہیں۔ میں ایک جھپکی تو سے ہی سکا ہوں۔“

ہم ساحلی علاقے سے واپس چلے تو میں نے دو نوجوان اور سخت نظر آنے والے کانسٹیبلوں کو ڈیوٹی دیتے دیکھا۔ اس کا مطلب تھا کہ پینسکی ان رشتوں خور کانسٹیبلوں کا تہلو کرانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ یہ دونوں پینسکی کی سرگرمیوں میں رکاوٹ ڈال سکتے تھے۔ جب ہم گھر پہنچے تو اینڈرزن فوراً سونے چلا گیا۔ میں نے ایک گھنٹہ اپنے اور اینڈرزن کے درمیان صاف کرنے اور سر دینے میں صرف کیا۔ پھر کرسی پر بیٹھ کر اوگھنے لگا۔ چونے دو بجے اینڈرزن کو غایا۔ اس کا راجا اور اس کے حوالے کیا اور سر ساحلی علاقے کی طرف چل دیے۔ اینڈرزن مجھے استہانتا ہمارا۔

”یہ تمہارے دامنی جانب فوجا لگ رہے ٹورنٹ ہے۔“ اچانک سر نے کہا۔

رینورنٹ کی عمارت سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس نے بھی اپنے دن بھی دیکھے ہیں لیکن اب اس کی حالت اچھی نہیں تھی۔ بظاہر وہی سرگرمی نظر نہیں آرہی تھی۔ محدود دروازے پر تیز روشنی ہو رہی تھی۔ شاید اس امید میں کہ کچھ گاؤں کو متوجہ نہ کر سکے۔ رات سے اس جیسے میں پارکنگ آسان تھی۔ میں نے رینورنٹ سے تیس گز کے فاصلے پر کارروک کی۔

”نکسن ہے ہمیں زیادہ انتظار کرنا پڑے۔“ میں نے نچن بند کرتے ہوئے کہا۔

”اور ہم اس کام میں بہت باہر تھ۔“ اینڈرزن نے

جواب دیا۔

ہمارے دیکھتے دیکھتے تاریکی سے کچھ سائے میں لپنے افراد نمودار ہوئے اور دروازے سے اندر جانے لگے۔ ہر قسم کے افراد گزرنا زیادہ تر کیوبا کے رہنے والے... کچھ چینی اور چند سفید فاقم۔ وہ اندر جاتے اور منٹوں میں باہر آجاتے اور پھر تاریکی میں گرہو جاتے۔ یہ سب بیک میٹ کے شکار تھے اور وہ مسلسل آ رہے تھے۔ دو بج کر چند منٹ پر ایک چھوٹی سرسبز کار آئی۔

”لو، سانڈرا آئی۔“ میں نے کہا۔ ”تم یہاں ٹھہرو، میں اس کے پاس جاتا ہوں۔ اگر ضرورت پڑے گی تو ہم اس کی مدد کریں گے۔“

”اگر گولیاں چلیں۔“ اینڈرزن نے کہا۔ ”تو کیا ہم مارنے کے لیے فائر کریں گے؟“

”اگر نہیں کریں گے تو خود مارے جائیں گے۔“ میں نے جواب دیا۔ ”اس شیطان کو ختم ہونا ہی چاہیے۔“

میں سرسبز کھار کے پاس گیا۔ سانڈرا اسٹیرنگ سنبھالے بیٹھی تھی۔ یہاں غیر تاریکی لگی اور وہ صاف نظر نہیں آ رہی تھی۔ میں کھار کا دروازہ کھول کر اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

”ہیلو ویلیس!“ اس نے کہا۔ ”میں دیکھ رہی ہوں کہ ٹوبہ تم ادا کرنے کے لیے آ رہے ہیں۔“

”کیا تمہاری ترکیب کامیاب ہوگی؟“ میں نے پوچھا۔ ”ضروری ہوگی۔“ سانڈرا کے لہجے سے اس کے اندر سے کی

مضبوطی نمایاں تھی۔ ”آرام سے بیٹھو۔ ہمیں انتظار کرنا ہے۔“ ہم آدھے گھنٹے تک خاموش بیٹھے رہے۔ ٹوبہ آتے

رہے، جاتے رہے۔ سانڈرا جیسے پتھر کی بنی ساکت بیٹھی تھی۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ بات کرنا نہیں چاہتی۔ میں گا ہے

بگا ہے اپنے ریمان کو چھو رہا تھا۔ میں نے اب تک کسی کو جان سے نہیں ملا تھا لیکن آج مرنے، رہنے پر تیار تھا۔ میں نے

خٹے کر لیا تھا۔ سانڈرا کا ہر سی تو میں منگی کو ختم کر دوں گا۔ ”وہ آ رہے ہیں۔“ اچانک سانڈرا سرگوشی میں بولی۔

ایک بڑی کینڈی لڑک کار رہے رینورنٹ کے سامنے آ کر

رہی۔ چار آدمی باہر نکلے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں ریا اور تھا۔ ان کے بعد کئی کار سے اترا باؤنی گاڈ لے بڑے آدمی تھے۔ منگی

ان کے سامنے بوا لگ رہا تھا۔ ”یہ منگی ہے۔“ میں نے سانڈرا سے کہا۔ ”وہ پستہ تو

آجی۔“ ”شکریہ ویلیس۔“ سانڈرا کھار سے اتری اور زوردار آواز کے ساتھ دروازہ بند کیا۔ آواز میں کڑی جھپکی گھڑا اس کی

طرف دیکھنے لگے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ساڈرا ان کی طرف بڑھتی گئی اور قریب پہنچ کر بولی۔  
 ”سنگی۔“ اس کی آواز بلند اور صاف تھی۔ ”میں ساڈرا ہوں اور تمہارے لیے دینٹسکی کا ایک خاص پیغام ملائی ہوں۔“  
 کیہ مظاہرہ تھا۔ کوئی ہچکچاہٹ نہیں... اور ظاہری کیفیت؟ میں نے کئی عورت کو اتنا دُور قریب نہیں دیکھا تھا جسکی اس وقت وہ نظر آ رہی تھی۔ چادروں کا رُوڑنے اپنے رویہ پر نیچے کر بیٹھ کر عورت سے اسے ٹھونسنے لگے۔ میں بھی کار سے باہر آ گیا۔ ایڈرمن بھی اتر آیا تھا۔ گاڑوڑ کچھ جیسے ہٹ گئے اور صدر دوازے کی تیز روشنی میں سنگی اُٹھ کھڑا ہوا۔  
 ”تو تم ساڈرا ہو۔“ اس نے کہا۔ ”اب دینٹسکی کو نیا تکلیف ہے۔“  
 ”اس نے تمہارے لیے ایک خاص پیغام بھیجا ہے۔“  
 ”اوکے بے بی! پیغام کیا ہے؟“  
 ساڈرا کے ہاتھ میں ایک بڑا بیک تھا۔ سنگی اس سے چھ فٹ کے فاصلے پر کھڑا تھا۔

”میں نے اسے یہاں رکھا ہے۔“ ساڈرا نے کہا اور بیک کی زپ کھولی۔ اس کی حرکات اتنی پُر اعتماد اور پختہ تھیں کہ سنگی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اسے لپٹائی ٹھروں سے دیکھتی رہا تھا کہ ساڈرا نے رویہ اور رنگا اور بندم ذمہ ذکر کا شروع کر دیا۔ چار گولیاں نے سنگی کا پیٹ بھاڑ کر روک دیا۔ چادروں کا رُوڑنا اس بے حس و حرکت کھڑے روٹھے میرا رویہ اور بھی تیار تھا کہ ضرورت پڑے تو شوٹنگ شروع کر دے مگر صورت حال ساڈرا کے کنٹرول میں تھی۔

”لو کے ساتھ آؤ“ ساڈرا گاڑوڑ سے خطاب ہوئی۔  
 ”دینٹسکی اسے منظر سے ہٹانا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے کہ پولیس آئے ملاش کو لٹھکانے لگاؤ۔“

”جو حکم میں ساڈرا۔“ ایک گاڑوڑ نے جواب دیا۔  
 ساڈرا نے خون میں ڈوبی سنگی کی لاش پر ایک ٹھوڑا لی اور پھر اطمینان سے اپنی کار کی طرف چل دی۔ میں نے مرینڈر کا کار دوازہ کھولا۔ دُورائی ٹیگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔  
 ”تم نے دیکھا میری سوچ ہمیشہ درست سمجھتی ہوتی ہے۔“ اس نے مجھ سے کہا۔ ”اب تم جتنی جلدی ہو سکتے یہاں سے نکل جاؤ۔ اب ہمارا صاحب برابر ہو گیا۔ ہو گیا؟“

”ہاں۔“ میں نے کہا۔ اس نے کار اسٹارٹ کی۔  
 ”یہ میری تم سے آخری ملاقات ہے۔“ وہ بولی۔  
 ”معاذرباشا ساڈرا اسے فاکے ہاتھ بڑے لیے ہیں۔“  
 ”اور میری ڈائجسٹ بہت تھی ہیں۔“ ساڈرا مسکرائی۔

”اچھا خدا حافظ۔“ کا تیزی سے آگے بڑھی۔  
 کافی فاصلے سے پولیس سڑن کی آوازیں آ رہی تھیں۔ چادروں کا رُوڑنے سنگی کی لاش اٹھائی اور کینیڈا لاک کی ڈوکی میں ڈال دی۔ میں اپنی کار کی طرف چکا۔ ایڈرمن ڈرائیو ٹیگ سیٹ سنبھالے بیٹھا تھا۔ جیسے ہی میں اُتار بیٹھا، اس نے کار آگے بڑھا دی۔ ایک تاریک اسٹریٹ سے گزرتے ہی جلد ہی ہلکی دے پر آ گئے۔ ایڈرمن نے رفتار کچھ کم کی اور گھر کی طرف چل دیا۔ ہم دونوں خاموش تھے۔ اچھیا، پوٹ اور اب سنگی۔ سب کو ٹھکانے لگا دیا گیا تھا۔ حساب برابر کرنے کے لیے اب کچھ اور نہیں کیا جاسکتا تھا لیکن میں جانتا تھا کہ سوزی کی یاد برسوں تک میرا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ وہ جو بھی زندگی سے بھر چڑھی، میری جگہ تھی۔ میں کچھ بھی مردوں سے ملنے نہیں لاسکتا تھا اور نہ کوئی دوسری عورت اس کی جگہ لے سکتی تھی۔

جب ہم گھر پہنچ گئے تو ایڈرمن نے دروازہ بند کر کے ہوئے کہا۔

”کیا عورت ہے اس نے بڑے ماہر انداز میں کام کیا۔ آؤ اب آرام کریں۔“

”ہاں، کام ختم ہو چکا ہے۔ شکر یا ایڈرمن۔“  
 ”اس وقت پانچ بجے تھ۔“ ایڈرمن نے لیڈر سٹ واضح دیکھی۔ ”صبح اٹھ کر اچھا سا ناشا کر کے کمرے سے نکلے جاؤ گے اور اپنی جگہ کام کرنے لگیں گے۔“  
 ”خفیک ہے۔“ میں نے کہا۔ اس نے کچھ دیر میری طرف دیکھا اور کہا۔

”تمہیں سب کچھ فراموش کرنا ہوگا۔ کوئی اپنے ماضی کے سہارے زندہ نہیں رہ سکتا۔“  
 ”میں اپنی اہمیت جانتی ہے۔“  
 ایک نیا دن ہوگا۔ جاؤ، اب سو جاؤ۔“

اپنے کمرے کے ڈبل بیڈ پر لیٹے ہوئے میں نے گزرتے دنوں پر نگاہ ڈالی۔ پوٹ مر چکا تھا۔ انجیل پاگل خانے میں بندر دی گئی تھی۔ سنگی بھی ہلاک کر دیا گیا تھا۔ میں نے فریسی عجیبے ہاتھ پھیرا جہاں بھی سوزی کا خوب صورت سر رکھ ہوتا تھا۔ میں سو نہیں سکا۔ ہمدوں کے پیچھے انجیل نے والے سوون کو دیکھ رہا۔ چٹیلی دھوپ رفتہ رفتہ کمرے میں جا رہی تھی۔ ایڈرمن نے سچ ہی کہا تھا، میں اپنے ماضی کے سہارے زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ کل ایک نیا دن ہوگا۔

ذہن میں اس خیال کے ساتھ... اپنا ہاتھ برابر کے خالی عکس پر رکھے ہوئے مضمون نہیں سب آخرا۔ مجھے نیند آتی تھی۔